عمران سیریز
سپیشل نمبر
طاغوتی دنیا
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ خیر و شر لی آویزش پر مبنی ناول قارئین بے حد پسند کرتے ہیں۔ اور ان کا اصرار ہوتا ہے کہ خیر و شر پر مبنی ناول زیادہ سے زیادہ لکھے جائیں لیکن اس موضوع پر جاسوسی ناول لکھنا درحقیقت تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہوتا ہے کیونکہ ایسے ناولوں کا ہر لفظ سوچ سمجھ کر لکھنا پڑتا ہے کیونکہ یہ انتہائی حساس اور نازک معاملات ہوتے ہیں۔ یہ ناول ''طاغوتی دنیا'' پر لکھا جانے والا ایک منفرد ناول ہے۔ طاغوتی دنیا ایک شیطانی دنیا ہے جس کا کام لوگوں کو اپنے مکر و فریب سے راہ راست سے بھٹکا کر شیطانی راستوں پر چلانا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ دنیا شیطان کی اصل دنیا ہے کیونکہ شیطان کا کام ہی انسانوں کو راہ راست سے بھٹکانا ہے۔

اس دنیا کی مخصوص طاقتوں کا جال پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور بظاہر یہ دنیا عام انسانوں سے مخفی رہ کر اپنے مکر و فریب، بے جا خواہشات، لالچ، حرص اور طمع پر مبنی چالوں کے ذریعے انسانوں کو راہ راست سے بھٹکانے کا کام صدیوں سے کرتی آ رہی ہے اور شاید قیامت تک کرتی رہیں گی۔ شیطان نے اس طاغوتی دنیا کا سربراہ بھی انسان کو ہی بنایا ہے کیونکہ انسان طاقتوں کی نسبت زیادہ

آسانی سے دوسروں کے لئے مکر وفریب کے جال بچھانے کا کام کر سکتا ہے۔

اس ناول میں بھی عمران اپنے ساتھیوں سمیت طاغوتی دنیا کے سربراہ کے خلاف برسرپیکار نظر آتا ہے۔ طاغوتی دنیا نے عمران کو بھی راہ راست سے ہٹانے کے لئے اپنے جال پھیلائے اور یہ جال اس قدر طاقتور تھے کہ عمران بھی ان میں پھنستا نظر آنے لگا لیکن عمران کے ساتھیوں نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے نہ صرف اسے ان جالوں میں پھنسنے سے بچا لیا بلکہ اسے اس طاغوتی دنیا کے خلاف کام کرنے پر بھی آمادہ کر لیا اور پھر طاغوتی دنیا، عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ایک ایسی جدوجہد سامنے آتی چلی گئی جس کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ خیر وشر کی اس نئی سطح پر مبنی یہ ناول آپ کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے بذریعہ خطوط یا ای میل مجھے ضرور مطلع کیا کریں کیونکہ آپ کی آراء حقیقتاً میری رہنمائی کرتی ہیں۔ البتہ ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

''جوہر آباد سے حاجی عبدالغفور زاہد لکھتے ہیں۔ ''آپ کے ناول طویل عرصے سے پڑھ رہا ہوں۔ آپ کے ناول ''فاسٹ مشن'' میں آپ نے پہلی بار دارالحکومت کی جگہ دارالخلافہ لکھا ہے حالانکہ

دارالخلافہ وہاں ہو سکتا ہے جہاں اسلامی حکومت برطرز خلافت ہو۔ امید ہے آپ آئندہ محتاط رہیں گے۔ اگر ہو سکے تو سیکرٹ سروس کے ہر کردار پر علیحدہ علیحدہ ناول لکھیں۔ امید ہے آپ ضرور میری درخواست پر توجہ دیں گے''۔

محترم حاجی عبدالغفور زاہد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پڑھنے کا بے حد شکریہ۔ فکری اور لغوی طور پر آپ کی بات درست ہے لیکن اب یہ رواج پڑ گیا ہے کہ ملک کے مرکزی صدر مقام کو دارالحکومت اور صوبوں کے صدر مقام کو دارالخلافہ لکھ دیا جاتا ہے اور ایسا صرف دونوں میں تفریق روا رکھنے کے لئے لکھا جاتا ہے۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ آئندہ اس بارے میں محتاط رہوں۔ جہاں تک آپ کی فرمائش کا تعلق ہے تو ہر کردار کے لئے علیحدہ ناول اس وقت لکھا جا سکتا ہے جب ہر کردار کے مزاج اور افتاد طبع کے مطابق حالات پیدا ہو جائیں اس لئے فوری طور پر تو آپ کی فرمائش پوری ہونا مشکل ہے۔ البتہ میں کوشش کروں گا کہ ایسا ممکن ہو سکے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

راولپنڈی سے سہیل خالد لکھتے ہیں۔ ''دنیا کے لئے تو میں سہیل خالد ہوں لیکن آپ کی کتابوں کا میں پاگل پن کی حد تک قاری ہوں اس لئے آپ مجھے پاگل قاری بھی کہہ سکتے ہیں۔ خط لکھنے کی وجہ جوزف بنا ہے۔ اب وہ صرف رانا ہاؤس کی چوکیداری تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ امید ہے آپ اپنے پاگل قاری کے جذبات

کا خیال رکھتے ہوئے جوزف کو اس کے مخصوص انداز میں زیادہ سے زیادہ ناولوں میں پیش کرتے رہیں گے“۔

محترم سہیل خالد صاحب۔ خط لکھنے اور پاگل پن کی حد تک قاری ہونے پر میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں۔ ایسے قاری ہی کسی مصنف کا اصل سرمایہ ہوتے ہیں۔ جوزف کے بارے میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے اس میں اصل بات وہی ہے جو آپ نے لکھی ہے کہ جوزف مخصوص انداز کا کردار ہے اس لئے مخصوص حالات و واقعات میں ہی وہ سامنے آ سکتا ہے۔ البتہ میں کوشش کروں گا کہ آپ کی فرمائش پوری کر سکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

”بہاولپور سے محمد عمران خان بلوچ لکھتے ہیں۔ ”میں آپ کے ناولوں کا تیز رفتار قاری ہوں۔ زیادہ ضخیم ناول مجھے زیادہ پسند آتے ہیں۔ روزی راسکل اور سارج ہیڈکوارٹر آپ کے بہترین ناولوں میں سے ہیں۔ آپ نے کرنل فریدی اور میجر پرمود پر لکھنا بند کر دیا ہے۔ برائے کرم ان دونوں کرداروں کو ختم نہ ہونے دیں اور جلد از جلد عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کا مشترکہ ضخیم نمبر شائع کریں۔ امید ہے آپ ضرور توجہ دیں گے“۔

محترم محمد عمران خان بلوچ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ کرنل فریدی اور میجر پرمود کے ساتھ عمران کا مشترکہ ناول ہاٹ ورلڈ شائع ہو چکا ہے اور میں کوشش کروں گا

کہ ایسے مشترکہ ناول زیادہ سے زیادہ پیش کر سکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

بنوں صوبہ سرحد سے محمد ولید، محمد گوہر زماں، محمد یوسف اور محمد صدیق نے لکھا ہے۔ ”ہم آپ کے پرانے قاری ہیں۔ ہم نے آپ کے بے شمار ناول پڑھے ہیں جو انتہائی شاندار ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ آپ ملک میں ہونے والی دہشت گردی کے سلسلے میں بھی ضرور لکھیں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس کام پر لگائیں تاکہ ہمارے سامنے اصل لوگ آ سکیں۔ مزید درخواست ہے کہ اب آپ ناولوں میں اپنی نئی تصویر شائع کیا کریں تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ آپ عمران کی طرح ابھی تک جوان ہیں یا سر عبدالرحمن کی طرح بوڑھے ہو چکے ہیں۔ امید ہے آپ میری فرمائش پر ضرور توجہ دیں گے“۔

محترم محمد ولید و دیگر صاحبان۔ آپ کے مشترکہ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ دہشت گردی کے مجرموں کو ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں جو اپنی شریعت کو جبراً نافذ کرنا چاہتے ہیں اور جن کے بارے میں علم ہے ان کے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹاسک دینے کی بجائے حکومت ان کے خلاف سخت اور بھرپور کارروائی کرے تاکہ بے گناہ اور معصوم لوگوں کو ان کے جبر و ستم سے مستقل تحفظ دیا جا سکے۔ جہاں تک میری نئی تصویر کا تعلق ہے تو نئی تصویر بھی ایک روز پرانی ہو جاتی

ہے اس لئے وہی تصویر کیوں نہ لگائی جائے جو اتنے طویل عرصے سے ساتھ دے رہی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت سے شمال کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا اور وہ کار میں اکیلا تھا۔ کار میں ہلکی ہلکی موسیقی سنائی دے رہی تھی۔ عمران کا چہرہ دیکھ کر ہی اندازہ ہوتا تھا کہ وہ اس موسیقی سے پوری طرح محظوظ ہو رہا ہے۔ وہ شیر گڑھ جا رہا تھا جو دارالحکومت سے شمال کی طرف تقریباً تین سو کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ اس وقت وہ تقریباً آدھا راستہ طے کر چکا تھا۔ اس کی آنکھوں پر سرخ شیشوں والی گاگل تھی۔ کار میں ایئر فریشنر کی بھینی بھینی خوشبو رچی ہوئی تھی۔ باہر کا موسم گرم تھا جبکہ کار کے اندر خاصی ٹھنڈک تھی۔ شیر گڑھ چونکہ عام راستے سے ہٹ کر تھا اس لئے اس سڑک پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی اور یہاں سے شیر گڑھ تک کا راستہ خاصا ویران سا تھا۔

البتہ کہیں کہیں درختوں کے جھنڈ اور کھیت نظر آ جاتے تھے ورنہ دونوں سائیڈوں پر چٹیل میدان اور اس پر موجود جھاڑیاں دور دور تک نظر آتی تھیں۔ عمران شیر گڑھ میں پروفیسر نظامی سے ملنے جا رہا تھا۔ پروفیسر نظامی یورپ کے ملک پالینڈ کی ایک یونیورسٹی میں قدیم تاریخ پڑھاتے رہے تھے اور اب ریٹائر ہونے کے بعد وہ پاکیشیا واپس آ گئے تھے۔ یہاں شیر گڑھ میں چونکہ ان کی تھوڑی سی آبائی زرعی زمین اور پرانی سی حویلی موجود تھی اس لئے وہ شیر گڑھ میں اپنی اس پرانی حویلی میں رہائش پذیر تھے۔ ان کی بیوی وہیں پالینڈ میں ہی فوت ہو چکی تھی اور وہیں دفن تھی۔ دو بیٹے ایکریمیا میں اچھی جاب پر تھے اور وہیں ان کی شادیاں ہوئی تھیں اور وہ مستقل طور پر وہیں سیٹل ہو چکے تھے۔

پروفیسر نظامی کی ایک بیٹی تھی جو جوانی میں ہی بیوہ ہو گئی تھی۔ اس کے ہاں اولاد بھی نہ تھی۔ پروفیسر نظامی نے بے حد کوشش کی کہ اس کی بیٹی شاہانہ دوبارہ شادی کر لے لیکن شاہانہ نے دوسری شادی کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا اور وہ تب سے اپنے والد کے ساتھ ہی رہتی تھی اور اب پاکیشیا میں بھی اپنے والد کے ساتھ ہی تھی۔ پروفیسر نظامی سرداور کے دور کے رشتہ دار تھے اس لئے سرداور کی ایک فیملی پارٹی میں عمران کا پروفیسر نظامی سے تعارف ہوا اور نہ صرف عمران، پروفیسر نظامی کے قدیم تاریخ میں بے پناہ علم سے مرعوب ہوا تھا بلکہ پروفیسر نظامی بھی عمران سے بے حد متاثر

ہوئے تھے جس کی وجہ سے وہ اپنی بیٹی شاہانہ سمیت ایک بار اس کے فلیٹ بھی آ چکے تھے جبکہ عمران بھی دو بار شیر گڑھ میں ان کی حویلی جا کر ان سے مل چکا تھا اور قدیم تاریخ کے مختلف موضوعات پر ان کے درمیان بڑی سیر حاصل بحث ہوتی رہی تھی۔

ان دنوں چونکہ عمران فارغ تھا اس لئے اس نے پروفیسر نظامی کے پاس جانے کا پروگرام بنایا اور فون کرنے کے بعد یہ تسلی کر لینے پر کہ پروفیسر نظامی اپنی حویلی میں موجود ہیں۔ عمران کار لے کر دارالحکومت سے روانہ ہو گیا تھا۔ عمران اس وقت ایک ویران علاقے سے گزر رہا تھا کہ یکلخت اسے سائیڈ میدان کی جھاڑیوں سے کسی عورت کے چیخنے کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ کار کے شیشے بند تھے اور اے سی چل رہا تھا۔ اس حالت میں کسی کی چیخ کی آواز کا اس تک پہنچ جانا واقعی حیرت کی بات تھی لیکن دوسرے لمحے عمران کو خیال آیا کہ چیخنے والی کوئی عورت تھی اور اس نے اتنی بلند چیخ تو ماری ہو گی کہ بند کار کے باوجود اس کے کانوں تک اس کی چیخ کی ہلکی سی آواز پہنچ گئی ہے۔ کار کافی آگے نکل آئی تھی۔ عمران نے اسے تیزی سے ٹرن کیا اور کار کے ٹائر چیختے ہوئے مڑ گئے۔ عمران نے کار اس جگہ کی طرف بھگا دی جہاں اس کے خیال کے مطابق عورت کی چیخ سنائی دی تھی۔ ایک چیخ کے بعد دوسری کوئی چیخ اس تک نہ پہنچی تھی۔

عمران نے بٹن دبا کر کار کے شیشے کھول دیئے تھے۔ اسی لمحے ایک بار پھر اس کے کانوں میں عورت کے چیخنے کی آواز پڑی۔ آواز کافی ہلکی تھی اور چیخنے کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی چیخنے والی کا گلا دبا رہا ہو۔ عمران نے کار کا رخ اس طرف کو پھیر دیا جدھر سے آواز سنائی دی تھی اور پھر اسے درختوں کے ایک جھنڈ تک پہنچ کر کار روکنا پڑی کیونکہ گھٹی گھٹی آوازیں اب بھی اسے سنائی دے رہی تھیں۔ عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا درختوں کے جھنڈ میں داخل ہوا تو بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس نے ایک قدرے کھلی جگہ پر ایک گینڈے نما آدمی کو دونوں ٹانگیں پھیلائے کھڑے دیکھا۔ اس کا سر چھوٹا، چہرہ تکونی اور کان ہاتھی کے کانوں کی طرح بڑے بڑے تھے۔ اس کی آنکھوں میں سانپ کی آنکھوں جیسی چمک تھی۔ وہ چھوٹے قد لیکن ٹھوس اور گھٹے ہوئے جسم کا مالک تھا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر کراہت سی آتی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے چہرے پر شیطنیت ثبت کر دی گئی ہو۔ نیچے زمین پر ایک نوجوان عورت بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ اس عورت کے جسم پر کوئی نشان نہ تھا۔

”ہا۔ ہا۔ مرنے کے لئے آئے ہو تو مر جاؤ“...... اس گینڈے نما آدمی نے کہا اور یکلخت اس طرح اپنی جگہ سے اچھلا کہ عمران کو شاید اس سے اس قدر پھرتی کی توقع ہی نہ تھی اس لئے عمران اپنا تحفظ بھی نہ کر سکا اور اس آدمی نے اچھل کر پوری قوت

سے بازو گھمایا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ ہوا بھرا غبارہ ہو۔ عمران اڑتا ہوا اپنے پیچھے موجود کار سے ایک دھماکے سے ٹکرا کر نیچے گرا ہی تھا کہ اس گینڈے نما آدمی نے ایک بار پھر اچھل کر اسے لات مارنے کی کوشش کی لیکن اس بار عمران تیزی سے سائیڈ پر ہو گیا اور اس گینڈے نما آدمی کی لات پوری قوت سے کار کو لگی اور اس طرح کی آواز سنائی دی جیسے کوئی بھاری چٹان کار پر آ گری ہو۔ اس آدمی نے تیزی سے مڑ کر عمران کو گردن سے پکڑنے کی کوشش کی لیکن عمران پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپا اور اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے اسے پکڑنے کے لئے جھکے ہوئے اس آدمی کے سینے پر پڑیں لیکن اس آدمی پر اس ضرب کا ذرا برابر بھی اثر نہ ہوا۔ البتہ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس نے کسی فولادی شہتیر کو ضرب لگائی ہو۔ الٹا اس کے دونوں پیر جھنجنا اٹھے تھے اور وہ خود ضرب کے ردعمل کے طور پر ایک جھٹکے سے کافی پیچھے پشت کے بل زمین پر جا گرا تھا۔

عمران کے نیچے گرتے ہی اس آدمی نے یکلخت جمپ لگایا اور جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح اڑتا ہوا پلک جھپکنے میں عمران پر حملہ آور ہوا۔ اس کے حملے میں اس قدر تیزی تھی کہ عمران اپنی جگہ سے معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکا تھا اور ایک لمحے کے لئے تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ اس گینڈے نما آدمی کے وزن کے نیچے کچلا جائے گا لیکن دوسرے لمحے اس آدمی کے حلق سے ایک کریہہ چیخ

نکلی اور وہ قلابازی کھاتا ہوا عمران کے پیچھے زمین پر جا گرا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے اٹھا لیکن وہ آدمی زمین پر پڑا اس طرح کراہ رہا تھا جیسے اس کے جسم میں موجود تمام ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ عمران حیرت بھرے انداز میں پلکیں جھپکاتا ہوا اسے دیکھنے لگا۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اسے کیا ہوا ہے۔ یہ کیوں الٹ کر پیچھے جا گرا اور اس انداز میں کیوں کراہ رہا ہے۔

"یہ۔ یہ میرے گھٹنے سے کانٹا نکالو۔ کانٹا نکالو"...... یکلخت اس آدمی نے کراہتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے اس گھٹنے کی طرف اشارہ کیا جس کے عین درمیان میں ایک بڑا سا کانٹا چبھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ حیرت کی شدت سے عمران کا ذہن بری طرح گھوم گیا کہ ایک معمولی سے کانٹے کی وجہ سے یہ گینڈا اس طرح بے بس ہوا پڑا ہے۔ وہ خود بھی ہاتھ بڑھا کر اس کانٹے کو نکال سکتا تھا لیکن وہ خود ایسا کرنے کی بجائے عمران کی منت کر رہا تھا۔

"مقدس کانٹا نکالو۔ میں اب تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ مقدس کانٹا نکالو"...... اس آدمی نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا اور عمران اس کی طرف بڑھا کہ کانٹا نکال دے کہ یکلخت وہ عورت چیختی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھی اور پاگلوں کے سے انداز میں دوڑتی ہوئی زمین پر پڑے اس آدمی پر اس طرح جھپٹی جیسے چیل گوشت جھپٹتی ہے اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا اس عورت جھک کر اپنا پنجہ اس آدمی کے منہ پر اس انداز سے مارا کہ اس

دونوں انگلیاں اس آدمی کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں نیزوں کی طرح گھستی چلی گئیں اور اس آدمی کے حلق سے خرخراہٹ سی نکلی اور دوسرے لمحے عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس آدمی کا گینڈے نما جسم یکلخت سیاہ رنگ کے دھوئیں میں تبدیل ہوا اور پھر یکلخت غائب ہو گیا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ میں نے ہاتھون کو فنا کر دیا ہے۔ ہاتھون کو فنا کر دیا ہے۔ اب میں جو چاہوں گی کروں گی۔ میں ہاتھوکی جو چاہوں گی کروں گی۔ میں جا رہی ہوں۔ میں جا رہی ہوں"...... اس عورت نے مسرت بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم بھی یکلخت سرخ رنگ کے دھوئیں میں تبدیل ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ فضا میں تحلیل ہو گئی۔ اب وہاں عمران کھڑا تھا یا اس کی کار موجود تھی اور کچھ بھی نہ تھا۔ عمران کا ذہن گھوم رہا تھا۔ اس نے اپنے بازو پر چٹکی سی بھری اور پھر ایک طویل سانس لیا۔

"یہ کیا جادو ہے۔ یہ سب کیا ہے"...... عمران نے بے اختیار بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے وہاں کوئی اس کا جواب دینے والا نہ تھا۔

"یہ بھوت تھے یا جن تھے۔ کیا تھے۔ عجیب معاملہ ہے"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ واپس مڑا کر کار کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے اب تک یہی محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کوئی

خواب دیکھ رہا ہے لیکن کار کے قریب پہنچ کر وہ بے اختیار ٹھٹھک گیا۔ کار پر موجود خاصا گہرا ڈینٹ بتا رہا تھا کہ جو کچھ اس نے دیکھا ہے وہ خواب نہیں تھا۔ جہاں اس گینڈے نما آدمی کی لات پوری قوت سے ٹکرائی تھی وہاں کار پر خاصا گہرا ڈینٹ پڑ گیا تھا۔ عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچے اور پھر کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کار کو خاصی تیز رفتاری سے دوڑاتا ہوا شیر گڑھ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا لیکن اس کا ذہن مسلسل اس ادھیڑ بن میں لگا ہوا تھا کہ حقیقت کیا تھی اور یہ سب کچھ کیوں اور کیسے ہوا لیکن ظاہر ہے کہ کوئی اس کے اس سوال کا جواب دینے کے لئے وہاں موجود نہ تھا۔ اس کے ذہن میں دو لفظ گھوم رہے تھے۔ ہاتھون اور ہاتھوکی۔ یہ دونوں لفظ ہی اس کے لئے نئے تھے۔ آج سے پہلے اس نے یہ لفظ کبھی سنے ہی نہ تھے۔ پھر اس کے ذہن میں اس مرد کا سراپا، اس کا تکونی چہرہ، ہاتھی کی طرح بڑے بڑے کان، اس کی جسمانی طاقت، بے پناہ پھرتی اور تیزی، اس عورت کا چہرہ بھی اب اس کے ذہن میں آ رہا تھا۔ اس کا چہرہ بھی تکونی تھا۔ کان بڑے بڑے تھے اور آنکھیں چھوٹی۔ پھر کس طرح اس عورت نے دو انگلیاں اس آدمی کی آنکھوں میں ماریں اور وہ آدمی ہی غائب ہو گیا۔ یہ سب سوچتے سوچتے عمران شیر گڑھ پہنچ گیا۔ ملازم نے اسے ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور پھر تھوڑی دیر بعد بوڑھے پروفیسر نظامی اندر داخل ہوئے تو عمران ان

کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو بیٹے۔ مجھے تمہاری آمد سے حقیقتاً دلی خوشی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہمیشہ خوشیاں عنایت کرے"...... بوڑھے پروفیسر نظامی نے عمران کو سینے سے لگاتے ہوئے بڑے بھیگے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید عمران سے مل کر انہیں اپنے بیٹے یاد آ جاتے تھے۔

"پروفیسر صاحب۔ آپ سے مل کر واقعی دل کو سکون مل جاتا ہے"...... عمران نے بھی بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی پروفیسر نظامی سے ملنے پر سکون کا احساس ہوتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ملازم نے مشروبات لا کر دیئے۔

"کیا بات ہے عمران بیٹے۔ آج تمہاری فطری شوخی غائب ہے۔ تم کچھ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ دکھائی دے رہے ہو"۔ تھوڑی دیر بعد پروفیسر نظامی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"پروفیسر صاحب۔ میں اب تک یہ فیصلہ نہ کر سکا تھا کہ آپ کو وہ بات بتائی جائے یا نہیں جس نے مجھے درحقیقت چکرا کر رکھ دیا ہے۔ لیکن اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ آپ سے اس بات کو ڈسکس کیا جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے۔ لگتا ہے کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے"۔ پروفیسر نظامی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کار پر آتے

ہوئے نسوانی چیخ کی آواز سننے سے لے کر اس مرد سے ہونے والی لڑائی، پھر کانٹا چبھنے پر اس کی بے بسی، پھر بے ہوش پڑی عورت کا ہوش میں آنا اور اس مرد پر حملہ کرنا اور اس مرد کا دھوئیں میں تبدیل ہو کر غائب ہو جانا اور پھر اس عورت کا بھی غائب ہو جانا عمران نے سب کچھ پوری تفصیل سے بتا دیا۔

''کار چلاتے ہوئے تمہیں نیند تو نہیں آ گئی تھی''...... پروفیسر نظامی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''میرا بھی یہی خیال تھا۔ مجھے اپنے آپ پر یقین نہیں آ رہا تھا لیکن جب میں نے کار پر بڑا سا ڈینٹ دیکھا جو اس آدمی کے ٹکرانے سے پڑا تھا تو مجھے یقین ہو گیا۔ کار باہر موجود ہے۔ آپ بھی اسے دیکھ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''مجھے تم پر یقین ہے عمران بیٹے۔ لیکن یہ ہے تو عجیب اور ناقابل یقین واقعہ۔ تمہاری اس مرد یا عورت سے کوئی بات بھی ہوئی تھی یا نہیں''...... پروفیسر نظامی نے کہا۔

''اس عورت نے کہا تھا کہ اس نے ہاتھون کو فنا کر دیا ہے اور اس نے اپنا نام ہاتھوکی بتایا اور وہ بار بار خوشی کے عالم میں یہ کہہ رہی تھی کہ اب ہاتھوکی جو چاہے گی کرے گی۔ اس کا مطلب ہے کہ مرد کا نام ہاتھون تھا اور اس عورت کا نام ہاتھوکی۔ لیکن یہ کون سی زبان کے لفظ ہیں۔ میں نے یہ الفاظ ہی پہلی بار سنے ہیں''۔ عمران نے کہا تو پروفیسر نظامی کی آنکھوں میں چمک سی پیدا ہو گئی۔

''اس کانٹے کو اس نے مقدس کانٹا کہا تھا''...... پروفیسر نظامی نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن یہ کیکر کا کانٹا تھا۔ میں نے خاص طور پر دیکھا تھا کہ جھاڑی پر کیکر کی سوکھی شاخ پڑی تھی جس میں تیز کانٹے تھے۔ اس ہاتھون کا گھٹنا اس جھاڑی میں پڑا تو کانٹا اس کے گھٹنے میں چبھ گیا اور وہ بے بس ہو کر رہ گیا۔ وہ کانٹا خود بھی نکال سکتا تھا لیکن وہ بار بار منت بھرے لہجے میں مجھے کہہ رہا تھا کہ میں وہ مقدس کانٹا نکال دوں کہ اس عورت نے اس پر حملہ کر دیا اور پھر نہ وہ رہا اور نہ ہی کانٹا''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم بیٹھو۔ میں ابھی آ رہا ہوں۔ میرے ذہن میں آ رہا ہے کہ میں نے کسی کتاب میں یہ لفظ ہاتھون اور مقدس کانٹے کے بارے میں پڑھا تھا۔ میں یاد کر کے کتاب لے آتا ہوں''۔ پروفیسر نظامی نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔

''یہ دنیا اسرار سے بھری پڑی ہے۔ نجانے اللہ تعالیٰ کی کون کون سی مخلوق یہاں موجود ہے جن کے بارے میں ہم اس قدر ترقی یافتہ ہونے کے باوجود کچھ نہیں جانتے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد پروفیسر نظامی واپس آئے تو ان کے چہرے پر چمک تھی۔

''کتاب مل گئی ہے اور اب مجھے یاد آ گیا ہے کہ اس کتاب میں درج ہے کہ مصر کے ایک قدیم کھنڈر سے ایک تصویر ملی ہے

جس میں ایک مرد بالکل ایسا ہی جیسا تم نے بتایا ہے، ایک درخت کے سامنے کھڑا ہے۔ اس درخت کی شاخوں پر لمبے لمبے کانٹے نظر آ رہے ہیں اور اس تصویر کے نیچے سیمری زبان میں درج ہے کہ ہاتھون سردار مقدس کانٹوں کے درخت کے ساتھ۔ یہ تصویر ایک پتھر پر سنگ تراشی کے انداز میں بنائی گئی تھی۔ اس کی تصویر بھی اس کتاب میں موجود ہے''...... پروفیسر نظامی نے کہا اور کتاب کھول کر انہوں نے اس کے ورق الٹنے شروع کر دیئے۔ عمران خاموش بیٹھا سوچ رہا تھا کہ مصر میں کس قدر اسرار موجود ہیں کہ ہر بار نیا اسرار سامنے آ جاتا ہے۔

''یہ دیکھو۔ یہ ہے وہ تصویر''...... چندلمحوں بعد پروفیسر نظامی نے کتاب عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ گریٹ لینڈ کی زبان میں تحریر اس کتاب میں باقاعدہ تصویر موجود تھی اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جس آدمی سے وہ ٹکرایا تھا تصویر میں موجود آدمی بالکل ایسا ہی تھا حتیٰ کہ اس کا لباس بھی ویسا ہی تھا اور درخت بھی بلاشک وشبہ کیکر کا ہی تھا لیکن اس کی شاخوں پر پتے نہیں تھے بلکہ کانٹے ہی کانٹے نظر آ رہے تھے۔ تصویر کے نیچے قدیم تحریر موجود تھی جس کا ترجمہ کتاب کے مصنف نے کیا تھا۔ اس کے مطابق واقعی یہی لکھا گیا تھا کہ سردار ہاتھون مقدس درخت کے ساتھ۔

''ہاں پروفیسر صاحب۔ یہ آدمی بالکل وہی ہے۔ لیکن اس پر مزید ریسرچ ہوئی ہو گی۔ مزید تصویریں''...... عمران نے کتاب

واپس کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ سوائے اس تصویر کے اور کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ تم چاہو تو یہ کتاب لے جا سکتے ہو لیکن مجھے یاد ہے کہ اس موضوع پر اور کچھ دستیاب نہیں ہے''...... پروفیسر نظامی نے کتاب بند کر کے ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

''یہ کتاب کس نے لکھی ہے اور یہ تصویر کہاں سے اور کب ملی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ کتاب مصری ماہر آثار قدیمہ سر جانسن کی لکھی ہوئی ہے اور یہ تصویر مصر اور سوڈان کی سرحدی وادی حافہ کے علاقے داخل میں پائی جانے والی قدیم ترین تہذیب گارش کے کھنڈرات سے ملی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ گارش تہذیب مصر کے فراعنہ سے ہزاروں سال پہلے کی ہے۔ تہذیب گارش کے کھنڈرات دنیا کے قدیم ترین کھنڈرات میں سے ایک ہیں۔ سر جانسن کے مطابق یہ تصویر ایک ستون پر بنائی گئی تھی۔ اس کے علاوہ ان کھنڈرات میں سے اور کوئی ایسی تصویر یا اس سے ملتی جلتی تصویر نہیں ملی۔ ویسے یہ تصویر آج بھی مصر کے نیشنل میوزیم میں موجود ہے''...... پروفیسر نظامی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن ہزاروں سال بعد یہاں راستے میں یہ ہاتھون مرد اور ہاتھوکی عورت کا کیوں جھگڑا ہوا اور یہ سب کچھ مجھے کیوں دکھایا گیا''...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اب اس بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے''...... پروفیسر نظامی نے کہا۔

''بہرحال ایک عقدہ کھل گیا کہ ہاتھون اس کیکر کے کانٹے سے کیوں بے بس ہوا تھا کیونکہ یہ ان کا مقدس کانٹا تھا اور وہ شاید خود اسے ہاتھ بھی نہ لگا سکتا تھا۔ ویسے سچ بات یہ ہے کہ اس آدمی میں سینکڑوں گینڈوں جیسی طاقت تھی اور اس کا جسم جیسے فولاد کا بنا ہوا تھا اور بھاری جسم کے باوجود وہ بے پناہ پھرتیلا اور تیز تھا۔ اگر اس کانٹے کی وجہ سے وہ بے بس نہ ہو جاتا تو وہ میرا یقیناً حشر کر دیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے خصوصی رحمت کی اور میری خلاصی ہو گئی''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ وہ عورت ہاتھوکی شاید اس کی دشمن تھی یا دشمن قبیلے کی تھی۔ وہ اسے ختم کرنا چاہتا تھا کہ تم نے مداخلت کر دی''۔ پروفیسر نظامی نے کہا۔

''اور ہاں پروفیسر صاحب۔ ایک اور بات۔ اس عورت نے یہ نہیں کہا کہ میں نے ہاتھون کو ہلاک کر دیا ہے یا مار دیا ہے بلکہ اس نے کہا تھا کہ اس نے اسے فنا کر دیا ہے اور یقیناً یہ دونوں انسان نہیں تھے ورنہ وہ اس طرح دھواں بن کر غائب نہ ہو جاتے اور لفظ فنا بتا رہا ہے کہ یہ انسان نہیں تھے بلکہ انسانی روپ میں کوئی طاقتیں تھیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ اب واقعی اس اسرار سے

پردہ اٹھ رہا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ روحیں ہوں جو قدرت کے کسی اسرار کی وجہ سے عالم ارواح میں جانے کی بجائے ہزاروں لاکھوں سالوں سے یہاں بھٹکتی پھر رہی ہوں''...... پروفیسر نظامی نے کہا۔

''اور پروفیسر صاحب۔ وہ دونوں ہماری مقامی زبان بول رہے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ روحیں یہاں کی مقامی روحیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہزاروں سال پہلے یہ ہاتھون اور ہاتھوکی ٹائپ کے قبیلے پورے دنیا میں پھیلے ہوئے ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہو سکتی ہے۔ اب مزید کہا بھی کیا جا سکتا ہے سوائے اندازے لگانے کے''...... پروفیسر نظامی نے کہا۔

''کیا میں فون کر سکتا ہوں''...... اچانک عمران نے پروفیسر نظامی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ کیوں نہیں۔ تم پوچھ کر مجھے شرمندہ کر رہے ہو۔ کیا اس ہاتھوکی کو فون کرو گے''...... پروفیسر نظامی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

''نہیں۔ شاہ صاحب کو فون کر رہا ہوں۔ اگر وہ مل گئے تو یہ عقدہ ابھی کھل جائے گا''...... عمران نے کہا اور پھر وہ مسلسل نمبر پریس کرنے لگا۔

''شاہ صاحب۔ وہ کون ہیں''...... پروفیسر نظامی نے حیران ہو کر کہا تو عمران نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے کہہ رہا ہو کہ فون

کرلوں پھر تفصیل سے بات ہو گی۔ البتہ اس نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کیا تو دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"...... چند لمحوں بعد رسیور اٹھائے جانے کی آواز کے ساتھ ہی سید چراغ شاہ صاحب کی حلیم اور شفقت سے پُر آواز سنائی دی تو سامنے بیٹھے ہوئے پروفیسر نظامی شاید پورا سلام سن کر بے اختیار چونک پڑے تھے۔

"وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں آپ کا بیٹا علی عمران بول رہا ہوں شاہ صاحب"...... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو پروفیسر نظامی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے۔ تمہیں ہمیشہ خوشیوں اور کامیابیوں سے سرخرو فرمائے۔ کیسے مجھ بوڑھے دیہاتی کو یاد کیا ہے"...... سید چراغ شاہ صاحب نے دعائیں دیتے ہوئے انتہائی شفقت بھرے لہجے میں کہا تو جواب میں عمران نے شیر گڑھ میں پروفیسر صاحب سے ملنے کے لئے آنے اور پھر راستے میں پیش آنے والے تمام واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔

"تمہیں اللہ تعالیٰ نے کسی چوٹ سے بچا لیا ہے۔ اس کا شکر ادا کرو۔ اب کیا تم کار میں پڑنے والے ڈینٹ کی وجہ سے پریشان ہو"...... دوسری طرف سے شاہ صاحب نے کہا تو عمران بے اختیار

مسکرا دیا۔ پروفیسر نظامی بھی بے اختیار مسکرا دیئے تھے۔

"نہیں شاہ صاحب۔ میں دراصل اس واقعہ کی حقیقت جاننا چاہتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں پروفیسر نظامی صاحب نے سب کچھ بتا تو دیا ہے۔ پھر مزید کیا جاننا چاہتے ہو"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کے ساتھ ساتھ پروفیسر نظامی بھی بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ وہ بیٹھے سن رہے تھے۔ عمران نے انہیں پروفیسر کہا تھا۔ ان کا نام نہیں بتایا تھا۔

"کیا آپ پروفیسر نظامی صاحب کو جانتے ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ تم پروفیسر صاحب سے ملنے شیر گڑھ جا رہے تھے کہ یہ واقعہ پیش آ گیا اور پورے شیر گڑھ میں ایک ہی پروفیسر صاحب رہتے ہیں۔ پروفیسر نظامی جو پہلے کسی یورپی ملک کی یونیورسٹی میں قدیم تاریخ کے شعبے میں پڑھاتے رہے ہیں۔ انہیں شیر گڑھ میں رہنے والے اور وہاں آنے جانے والے سب جانتے ہیں۔ میرا بھی بعض اوقات شیر گڑھ کا چکر لگ جاتا ہے اس لئے مجھے ان کا نام معلوم ہے اور وہ چونکہ قدیم تاریخ کے استاد ہیں اس لئے لازماً انہوں نے تمہیں اس بارے میں تفصیل بتا دی ہو گی کیونکہ ہاتھون اور ہاتھوکی دونوں قدیم ترین دور کی زبان

سیمری کے الفاظ ہیں۔ ہاتھون کا مطلب طاقتور اور ہاتھوکی کا مطلب شہزادی ہوتا ہے''...... سید چراغ شاہ صاحب نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو پروفیسر نظامی کی آنکھیں حیرت کی شدت سے ابل کر حلقوں سے باہر نکل آئی تھیں۔ شاید ان کے لئے یہ سب کچھ انتہائی حیرت انگیز تھا لیکن عمران چونکہ سید چراغ شاہ صاحب کو بھی جانتا تھا اور ان کے بارے میں بھی جانتا تھا اس لئے اس کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ تھی۔

''شاہ صاحب۔ میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ واقعہ خصوصی طور پر مجھے کیوں دکھایا گیا ہے اور یہ دونوں تو مقامی زبان بول رہے تھے''...... عمران نے کہا۔

''یہ دونوں طاغوتی طاقتیں ہیں۔ طاغوت شیطان کو یا انتہائی گمراہ شخص کو کہا جاتا ہے اور طاغوتی طاقتیں ایسی روحیں ہوتی ہیں جو نہ صرف خود اپنی زندگی میں انتہائی گمراہ رہتی ہیں بلکہ دوسروں کو بھی انتہائی گمراہی میں دھکیلنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔ ایسی انتہائی گمراہ اور خبیث فطرت روحیں عالم ارواح میں داخل نہیں ہوسکتیں اور یہیں دنیا میں ہی بھٹکتی رہتی ہیں۔ شیطان ایسی روحوں پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے اور پھر ان روحوں کو نیک لوگوں کو گمراہ کرنے پر لگا دیتا ہے۔ انسان کو گمراہ کرنے کے لئے یہ شیطان کے آلہ کار ہیں۔ یہ چونکہ زندہ انسان نہیں ہوتے اس لئے جہاں بھی یہ موجود ہوں وہاں کی زبان بول لیتے ہیں۔ البتہ یہ انسانی جسم میں نمودار

ہوں تو پھر اپنے اصل جسم جیسا مقامی جسم ہی انہیں میسر ہوتا ہے''۔ شاہ صاحب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن شاہ صاحب۔ روحیں تو فنا نہیں ہوسکتیں۔ پھر اس عورت نے کیوں کہا کہ میں نے ہاتھون کو فنا کر دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تمہاری یہی عقلمندی تو مجھے پسند ہے بیٹے۔ تمہارا ذہن واقعی اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت ہے۔ ان کا جسم فنا ہوتا ہے اور روح آئندہ صدیوں تک اپنی مرضی سے حرکت نہیں کرسکتی۔ اسے یہ لفظ فنا سے تعبیر کرتے ہیں ورنہ یہ بدبخت اور پھٹکاری ہوئی روحیں قیامت تک یہاں بھٹکتی رہیں گی اور آخرت میں جہنم ہی ان کا ٹھکانہ ہوگا''...... شاہ صاحب نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن مجھے خصوصی طور پر یہ سب کچھ کیوں دکھایا گیا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''اس لئے کہ تمہیں اس سارے معاملے کے لئے اللہ تعالیٰ نے منتخب کر لیا ہے اور اس کے پیچھے ہم جیسے عاجزوں کی دعائیں بھی موجود ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں تم پر ہوں۔ عمران بیٹے۔ طاغوتی طاقتیں اپنا کام کرتی رہتی ہیں۔ شیطان کا تو کام ہی انسان کو گمراہ کرنا اور بھٹکانا ہے لیکن جب یہ سلسلہ حد سے بڑھ جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کا خصوصی نظام حرکت میں آ جاتا ہے اور پھر ایسا

انتظام کر دیا جاتا ہے کہ یہ طاغوتی طاقتیں غلبہ حاصل نہ کرسکیں اور انسان ان کی گمراہی سے حتی الوسع محفوظ رہیں اور جس دور میں ان طاغوتی طاقتوں کا جو بھی سردار ہوتا ہے مطلب ہے شیطان کا نائب خصوصاً طاغوتی طاقتوں کے سلسلے میں تو ویسا ہی اس کے مقابل کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس بار چونکہ طاغوتی طاقتوں کی سرداری ایک انسان ڈاکٹر کرسٹائن کے ہاتھ میں ہے اس لئے تمہیں اس کے مقابل منتخب کیا گیا ہے۔ تم ڈاکٹر کرسٹائن کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئے تو طاغوتی طاقتیں طویل عرصہ تک شاید آئندہ کئی صدیوں تک تتر بتر ہو کر رہ جائیں گی اور گمراہی وسیع پیمانے پر دنیا میں پھیلنے سے رک جائے گی اس لئے بند کار کے باوجود اس ہاتھوکی عورت کی چیخ تمہارے کانوں تک پہنچا دی گئی اور پھر تمہاری اس ہاتھون سے جھڑپ بھی کرا دی گئی''...... اس بار شاہ صاحب نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اب مجھے طاغوتی طاقتوں کے خلاف لڑنا پڑے گا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم آزاد منش ہو۔ تمہاری مرضی ہے کہ تم یہ نیک کام کرو یا نہ کرو۔ کوئی تمہیں کیسے مجبور کرسکتا ہے۔ البتہ یہ دوسری بات ہے کہ ضروری نہیں کہ آئندہ وہ کیکر کا کانٹا عین وقت پر ہاتھون کو چبھو دیا جائے۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ ہم جیسے بوڑھے لوگ جو اس معاملے میں کوئی عملی اقدام نہیں کر سکتے۔ انتہائی عجز و انکساری سے

سجدوں میں پڑ کر تمہارے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں کیونکہ تمہاری والدہ از راہ مہربانی مجھ جیسے دیہاتی بوڑھے کو اپنا بڑا بھائی کہتی ہیں اور میری یہ نیک بہن ہمیشہ تمہارے حق میں بھی دعائیں کرتی رہتی ہیں اور دعائیں کراتی بھی رہتی ہے۔ باقی تم اپنی مرضی کے مالک ہو۔ تمہارے سامنے تو ملک کا صدر کوئی احتجاج نہیں کر سکتا۔ میں کیا اور میری حیثیت کیا۔ اللہ حافظ''...... شاہ صاحب کی درد بھری آواز سنائی دیتی رہی اور عمران کی آنکھیں بے اختیار بھر آئیں۔ پروفیسر نظامی بھی حیرت سے بت بنے بیٹھے تھے۔

''شاہ صاحب۔ پلیز شاہ صاحب۔ میں معافی کا طلب گار ہوں''...... عمران نے یکلخت انتہائی عاجزی بھرے لہجے میں کہنا شروع کیا لیکن دوسری طرف سے شاہ صاحب رسیور رکھ چکے تھے۔ عمران نے جلدی سے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں عاجز چراغ شاہ بول رہا ہوں''...... سید چراغ شاہ صاحب کی شفقت بھری آواز سنائی دی۔

''وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ شاہ صاحب۔ میں معافی کا طلبگار ہوں۔ میرا مقصد آپ کو دکھ دینا نہیں تھا۔ میں تو صرف یہ پوچھ رہا تھا کہ مجھے ان کے خلاف کام کرنا ہوگا یا نہیں۔ میں ایک بار پھر معافی چاہتا ہوں۔ آپ میرے بزرگ ہیں۔ بچوں کی

نادانیوں کو معاف کر دیا کریں''...... عمران نے منت بھرے لہجے میں
کہا۔

''عمران بیٹے۔ میں کیا اور میری ناراضگی کیا اور پھر میں اپنی
چھوٹی نیک بہن کے اکلوتے بیٹے کو کیسے ناراض کر سکتا ہوں لیکن
تمہیں یہ سوچ کر بات کرنی چاہئے کہ تمہیں جو زندگی ملی ہے یہ اللہ
تعالیٰ کی عنایت ہے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ وہ جب چاہے اور جس
وقت چاہے اپنی امانت واپس لے سکتا ہے تو ہمیں گنتی کے جو چند
سانس اللہ تعالیٰ کی عطا سے مل جائیں ہمیں ان کی بھرپور انداز میں
قدر کرنی چاہئے اور اس زندگی کو اس کام میں خرچ کرنا چاہئے جس
میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو سکے۔ لوگ تو ساری ساری
رات سجدے میں پڑے رو رو کر دعائیں مانگتے رہتے ہیں کہ انہیں
کسی نیک کام کے لئے منتخب کر لیا جائے اور تم ہو کہ جسے موقع ملا
ہے یہ پوچھ رہے ہو کہ تمہیں اب یہ کام کرنا پڑے گا''...... سید
چراغ شاہ صاحب نے گو شفقت بھرے لہجے میں کہا لیکن عمران کو
محسوس ہوا کہ ابھی انہوں نے اسے معاف نہیں کیا۔

''میں ایک بار پھر معافی کا خواستگار ہوں شاہ صاحب''۔ عمران
نے اور زیادہ منت بھرے لہجے میں کہا۔

''بیٹے۔ میں نے تو پہلے ہی تمہیں معاف کر دیا تھا لیکن میں
نے پہلے بھی کہا تھا کہ میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو
کہ تم نے نیک کام کرنے سے گریز کرنے کی کوشش کی ہے تو پھر

اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ وہی معاف کرنے والا ہے اور اسے
معاف کرنا بے حد پسند ہے۔ اللہ حافظ''...... شاہ صاحب نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس
لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''یہ کون بزرگ ہیں عمران صاحب۔ میں تو ان کی باتیں سن کر
حیران رہ گیا ہوں۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس قدر روشن ضمیر
صاحب بھی اس زمانے میں حیات ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے
میں تو ہم کتابوں میں پڑھتے رہتے تھے''...... پروفیسر نظامی نے
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ان کا نام سید چراغ شاہ صاحب ہے۔ یہ دارالحکومت کے
نواحی گاؤں میں رہتے ہیں اور خالصتاً دیہاتی آدمی ہیں۔ مسجد میں
امامت بھی کراتے ہیں۔ ساتھ ہی ان کا دیہاتی مکان ہے لیکن مجھے
موقعہ ملا ہے کہ دنیا بھر کے روحانی معاملات میں بڑے لوگوں سے
ملنے کا، وہ سب سید چراغ شاہ صاحب کو روحانی معاملات میں بہت
اعلیٰ مقام دیتے ہیں۔ میری والدہ مجھے اپنے ساتھ ان کے پاس
لے گئی تھیں لیکن وہ عام پیروں یا روحانی عاملوں جیسے نہیں ہیں۔ کسی
بھی پریشانی میں اچھے اور سادہ مشورے دیتے ہیں اور صرف دعا
کرتے ہیں اور بس''...... عمران نے شاہ صاحب کا تعارف کراتے
ہوئے کہا۔

''آپ تو انہیں دیہاتی کہہ رہے ہیں جبکہ وہ خاصے جدید دور

کے لگتے ہیں جیسے فون بھی استعمال کرتے ہیں“...... پروفیسر نظامی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ ان باتوں سے بے نیاز ہیں پروفیسر صاحب۔ یہ فون بھی والدہ صاحبہ کے کہنے پر ڈیڈی نے لگوا دیا ہے۔ اس طرح والدہ صاحبہ کو دعا کے لئے عرض کرنے خود نہیں جانا پڑتا۔ بہرحال یہ بات تو اب طے ہوگئی ہے کہ یہ سارا معاملہ طاغوتی طاقتوں کا ہے جس کا سربراہ کوئی ڈاکٹر کرسٹائن ہے جس کی وجہ سے طاغوتی طاقتیں زور پکڑ رہی ہیں اور دنیا بھر کے انسانوں کو گمراہی کے گڑھے میں پھینکنے کی تیاریاں کر رہی ہیں“...... عمران نے کہا۔

”لیکن یہ ڈاکٹر کرسٹائن ملے گا کہاں۔ ویسے آپ شاہ صاحب سے پوچھ لیتے تو وہ ضرور بتا دیتے۔ ایسے روحانی لوگوں سے یہ لوگ چھپے نہیں رہ سکتے“...... پروفیسر نظامی نے کہا۔

”شاہ صاحب نے اگر بتانا ہوتا تو وہ خود ہی بتا دیتے اور شاید اس لئے میرا انتخاب کیا گیا ہے کہ میں سیکرٹ سروس کے لئے تربیت یافتہ ہوں اور ایسے لوگوں کو ٹریس کرنے میں دوسروں سے زیادہ وسائل رکھتا ہوں۔ اب مجھے اجازت دیں“...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کا بے حد شکریہ۔ آپ کی وجہ سے آج ایک ایسے آدمی کے بارے میں معلومات حاصل ہوئی ہیں جو روحانیت میں اعلیٰ مقام کے حامل ہیں۔ میری درخواست ہے کہ

اس معاملے میں جہاں بھی میں کوئی مدد کر سکتا ہوں آپ ضرور مجھے موقع دیں اور ہاں۔ شاہ صاحب کا پتہ بھی بتا دیں تاکہ میں بھی جا کر ان کی خدمت میں سلام کر سکوں اور ان سے اپنی بیٹی کے لئے دعا کرا سکوں“...... پروفیسر نظامی نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران نے انہیں سید چراغ شاہ صاحب کے گاؤں کے بارے میں اور راستے کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

مصر کے دارالحکومت قاہرہ کا ایک خاص علاقہ شاہی محلوں جیسی رہائش گاہوں کے لئے مخصوص تھا۔ یہاں جو کوٹھیاں بنائی گئی تھیں وہ نہ صرف رقبے میں بے حد وسیع تھیں بلکہ ان کا طرز تعمیر بھی شاہی محلوں جیسا ہی تھا اس لئے یہاں وہ لوگ رہائش رکھ سکتے تھے جو ایسی رہائش گاہوں میں رہنے کے قابل ہوں۔ اس علاقے کو کنگ ایریا کہا جاتا تھا۔ اس کنگ ایریا میں ایک شاہی محل نما کوٹھی میں ڈاکٹر کرسٹائن رہتا تھا۔ ڈاکٹر کرسٹائن ادھیڑ عمر آدمی تھا لیکن اس کے چہرے پر خون اس طرح جھلکتا تھا جیسے اس کی عمر بیس بائیس سال ہو۔ آنکھوں میں اس قدر تیز چمک تھی کہ جیسے آنکھوں میں تیز سرچ لائٹس جل رہی ہوں۔ سر پر وہ سیاہ رنگ کی ایک تکونی ٹوپی پہنتا تھا اور آنکھوں پر ہمیشہ سیاہ رنگ کا چشمہ لگائے رکھتا تھا۔ اس وقت بھی وہ اپنی رہائش گاہ جسے کنگ ایونیو کا نام دیا گیا

تھا، کے ایک بڑے سے کمرے میں بڑی سی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے دائیں بائیں دو یورپی لڑکیاں ہاتھوں میں شراب کے جام اٹھائے کھڑی تھیں۔ ان دونوں کے جسموں پر لباس نہ ہونے کے برابر تھا۔ سامنے ایک بے حد خوبصورت مقامی لڑکی ڈانس کر رہی تھی اور ڈاکٹر کرسٹائن کسی تماش بین کی طرح بڑے غور سے ناچنے والی لڑکی کو اس انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے کوئی استاد اپنے شاگرد کے فن کو جانچ رہا ہو۔ پھر اس نے دائیں طرف منہ پھیرا تو دائیں طرف کھڑی لڑکی نے جلدی سے جام اس کے منہ سے لگا دیا۔ ایک گھونٹ پینے کے بعد اس نے پھر سامنے دیکھنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے بائیں طرف منہ پھیرا تو اس طرف کھڑی لڑکی نے جام اس کے منہ سے لگا دیا۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے ایک گھونٹ لے کر پھر منہ سیدھا کر لیا۔

”بس جاؤ“...... کچھ دیر بعد ڈاکٹر کرسٹائن نے ہاتھ اٹھا کر بڑے سخت اور گھمبیر لہجے میں کہا تو ناچنے والی لڑکی تیزی سے مڑ کر دوڑتی ہوئی کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی جبکہ اس کی دونوں سائیڈوں پر موجود لڑکیاں بھی ویسے ہی جام اٹھائے تیز تیز قدم اٹھاتیں کمرے سے باہر چلی گئیں۔

”آ جاؤ“...... کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی ڈاکٹر کرسٹائن نے ایک بار پھر ہاتھ اٹھاتے ہوئے اسی طرح سخت اور گھمبیر لہجے میں کہا تو کمرے کی سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک چھوٹے قد کا آدمی

اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ چھوٹا لیکن آنکھیں مینڈک کی طرح بڑی بڑی اور باہر کو ابھری ہوئی تھیں۔

''کیا بات ہے سارجو۔ کیوں آئے ہو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے اس پستہ قد آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو اس کے سامنے رکوع کے بل جھکا کھڑا تھا۔

''اہم اطلاعات آقا تک پہنچانی تھیں''...... سارجو نے اسی طرح رکوع کے بل جھکے جھکے بھیک مانگنے والے لہجے میں کہا۔

''سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور بولو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو سارجو ایک جھٹکے سے سیدھا کھڑا ہو گیا۔

''آقا۔ پاکیشیا میں سردار ہاتھون کو وہاں کی سردارنی ہاتھوکی نے فنا کر دیا ہے''...... سارجو نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تو اس میں کیا اطلاع ہے۔ ایسا تو اکثر ہوتا رہتا ہے''۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے آقا کہ اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے لیکن آقا۔ یہ سارا معاملہ وہاں کے خطرناک ترین آدمی عمران کے سامنے ہوا ہے بلکہ سردار ہاتھون اس عمران سے لڑ پڑا اور اسے ہلاک کرنے لگا۔ کاش وہ ہلاک ہو جاتا آقا تو بڑا شیطان بھی آپ اور ہم سب بھی آئندہ کی تکالیف سے بچ جاتے لیکن سردار ہاتھون کو مقدس کانٹا چبھ گیا جس کی وجہ سے ہاتھون بے بس ہو کر رہ گیا۔ اسی لمحے ہاتھوکی نے آگے بڑھ کر سردار ہاتھون کی دونوں آنکھیں فنا کر دیں

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سردار ہاتھون ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فنا ہو گیا اور ہاتھوکی طاغوتی قانون کے مطابق ہاتھون کے قبیلے کی بھی شہزادی بن گئی ہے''...... سارجو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ عمران کون ہے اور تم اسے کس لحاظ سے خطرناک کہہ رہے ہو۔ وہ مجھ سے بڑا نائب شیطان ہے یا کوئی اور بڑی روشنی کی شخصیت ہے جسے تم میرے سامنے خطرناک کہہ رہے ہو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آقا۔ بظاہر وہ عام سا آدمی ہے مسخرہ سا۔ لیکن اس نے بڑے آقا کو بے حد نقصان پہنچایا ہے۔ آپ کو مجھ پر اعتماد نہ ہو تو بے شک شیطان کے دربار کی قوت راشوکر کو طلب کر کے اس سے پوچھ لیں''...... سارجو نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ معلوم کر لوں گا۔ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے اور تم نے یہ بات کر کے میری توہین کی ہے لیکن تم چونکہ مجھے اطلاع دینے والی طاقت ہو اس لئے آخری بار تمہیں معاف کرتا ہوں۔ جاؤ''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو سارجو رکوع کے بل جھکا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

''سارجو نے آج تک کوئی غلط اطلاع نہیں دی۔ چلو راشوکر کو بلا کر پوچھ لیتا ہوں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونک ماری اور پھر دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی تو

سامنے فرش میں سے دھواں نکلنے لگا۔ چند لمحوں بعد یہ دھواں ایک بوڑھے آدمی کا روپ دھار گیا لیکن اس بوڑھے کا چہرہ بے حد مسخ شدہ تھا جیسے کسی نے باقاعدہ زخم لگا کر اس کا چہرہ مسخ کیا ہو لیکن اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں تیز چمک موجود تھی۔

''کیا تم پاکیشیا کے کسی آدمی عمران کے بارے میں کچھ جانتے ہو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو بوڑھا راشوکر اس طرح اچھل پڑا جیسے فرش پر موجود کسی بچھو نے اچانک اسے ڈنک مار دیا ہو۔

''چھوٹے آقا۔ یہ نام آپ نے کہاں سے سن لیا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ تو دنیا کا خطرناک ترین آدمی ہے۔ اس نے آج تک بے شمار بار بڑے آقا کو شکست دی ہے۔ بڑے آقا تو اس آدمی کی موت کے دن کا انتظار کر رہا ہے''...... بوڑھے راشوکر نے کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ شاید سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ شیطان کے دربار کی سب سے قوت رکھنے والی طاقت راشوکر ایک آدمی کے بارے میں ایسے خیالات رکھتی ہو گی۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو راشوکر۔ ایک عام آدمی کیسے بڑے آقا کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چھوٹے آقا۔ جو میں نے بتایا ہے وہ درست ہے اور مجھے معلوم ہے کہ آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے۔ سارجو نے آپ کو جو

کچھ بتایا ہے وہ درست بتایا ہے۔ اگر اس عمران کو آپ کے بارے میں معلوم ہو گیا تو وہ آپ کے پیچھے پڑ جائے گا اور آپ کا خاتمہ کرنے کی پوری کوشش کرے گا۔ اس لئے آپ ہر طرح سے محتاط رہیں''...... راشوکر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن میرے پاس ہزاروں لاکھوں طاغوتی طاقتیں ہیں۔ ان کی موجودگی میں وہ میرا کیا بگاڑ سکتا ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ آپ بڑے آقا کے نائب اول ہیں اور آپ کے پاس طاغوتی طاقتیں ہیں جو پوری دنیا میں لوگوں کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں اور جب سے آپ طاغوتی طاقتوں کے سربراہ بنے ہیں طاغوتی طاقتوں کی سرگرمیاں بے حد بڑھ گئی ہیں اور بڑا آقا بھی آپ کی کارکردگی سے بے حد خوش ہے لیکن عمران کا معاملہ دوسرا ہے۔ وہ خود بے حد خطرناک حد تک ذہین آدمی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی پشت پر روشنی کی طاقتیں ہیں۔ سردار ہاتھون اور ہاتھوکی کو اگر کوئی جھگڑا طے کرنا تھا تو کم از کم وہ اپنے آپ کو ظاہر نہ کرتے اور اگر عمران وہاں پہنچ بھی گیا تھا تو سردار ہاتھون کو اس پر حملہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اب عمران اس سارے معاملے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور جب اسے آپ کے بارے میں معلوم ہو گا تو وہ آپ کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرے گا''...... راشوکر نے کہا۔

''تو پھر تمہارا کیا مشورہ ہے۔ کیا میں اس سے چھپ کر بیٹھ جاؤں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''یہ آپ اپنی مشورہ دینی والی طاغوتی طاقت طاغو سے معلوم کریں۔ میں آپ کو آپ کے بارے میں کوئی مشورہ دینے کا اختیار نہیں رکھتا۔ میں صرف آپ کو معلومات مہیا کر سکتا ہوں''۔ راشوکر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو راشوکر یکلخت دھوئیں میں تبدیل ہوا اور پھر غائب ہو گیا۔

''اس راشوکر نے تو مجھے ڈرانے کی پوری کوشش کی ہے لیکن یہی فرق ہوتا ہے طاغوتی طاقتوں اور انسانوں میں۔ اسی لئے بڑے شیطان نے طاغوتی طاقتوں کا سربراہ ایک انسان یعنی مجھے بنایا ہے اور اب مجھے یہ ثابت کرنا ہے کہ بڑے شیطان کا انتخاب درست ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر اس نے پھونک ماری اور ساتھ ہی دونوں ہاتھوں سے چٹکیاں بجائیں تو یکلخت کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس آدمی کا چہرہ تکونی تھا۔ کان بڑے بڑے اور ناک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ یہ طاغوتی طاقت طاغو تھی جس کا کام مشورے دینا تھا۔ وہ کمرے کے درمیان پہنچ کر ڈاکٹر کرسٹائن کے سامنے رکوع کے بل جھک گیا۔

''طاغو حاضر ہے میرے آقا''...... اس آدمی نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''طاغو۔ پاکیشیا کا ایک آدمی عمران ہے۔ شیطان کی بڑی طاقت راشوکر بھی اس سے خوفزدہ ہے اور تمہارے سارجو نے بھی مجھے اس سے ڈرانے کی کوشش کی ہے۔ تم اسے دیکھو، اس کا جائزہ لو اور پھر مجھے مشورہ دو کہ میں اسے کیسے ہلاک کر سکتا ہوں''۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی آقا''...... جھکے ہوئے طاغو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اور زیادہ جھک گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے جھک کر وہ فرش کو غور سے دیکھ رہا ہو۔ کافی دیر تک وہ دیکھتا رہا اور پھر اس نے سر اٹھا لیا۔

''میں نے دیکھ لیا ہے آقا''...... طاغو نے کہا۔

''تو پھر بتاؤ کہ اسے کیسے ہلاک کیا جا سکتا ہے اور یہ کتنا خطرناک ہے میرے لئے یا طاغوتی دنیا کے لئے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''آقا۔ یہ شخص بے حد عیار اور انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ یہ بظاہر بے ضرر سا دکھائی دیتا ہے لیکن دراصل اس کا کاٹا پانی نہیں مانگتا۔ آپ کو اس سے بچ کر رہنا ہو گا بلکہ میرا مشورہ ہے کہ آپ اپنی پوری طاقت اس کے خاتمہ پر لگا دیں''...... طاغو نے کہا۔

''تم طاغوتی دنیا کی بڑی طاقتوں میں سے ہو۔ تم اسے ہلاک

کر دو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''نہیں آقا۔ میں یہ کام نہیں کر سکتا بلکہ طاغوتی دنیا کی کوئی طاقت بھی براہ راست یہ کام نہیں کر سکتی۔ میرا کام دوسروں کو گمراہ کرنا ہے۔ ان کے ذہنوں اور دلوں میں ایسے وسوسے ڈالنا ہے جس سے وہ سیدھے راستے سے بھٹک جائیں اور پھر بھٹکے ہی رہیں۔ ہم کسی کو براہ راست ہلاک نہیں کر سکتے۔ اس کی ہمارے پاس طاقت ہی نہیں ہے''...... طاغو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر اسے بھٹکا دیا جائے تو پھر کیا ہو گا''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے پوچھا۔

''یہ بات میں نہیں بتا سکتا۔ یہ بات تو آپ کو بھٹکے ہوئے لوگوں کو ان کے انجام تک پہنچانے والی طاقت کالوشی ہی بتا سکتی ہے''...... طاغو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں اسے بلا کر پوچھتا ہوں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا اور پھر یکلخت کمرے میں موجود روشنی غائب ہو گئی اور ہر طرف گھپ اندھیرا چھا گیا۔ اس کے ساتھ ہی دور سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے کوئی انتہائی کرب کے عالم میں سسکیاں بھر رہا ہو۔ پھر یہ آواز قریب آتے آتے ڈاکٹر کرسٹائن کے سامنے پہنچ کر خاموش ہو گئی اور اسی لمحے کمرہ دوبارہ روشن ہو گیا۔ اب کمرے میں

طاغو کے ساتھ ایک مخنی سی لیکن خاصی عمر رسیدہ عورت دوزانو بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ جھریوں سے بھرا ہوا تھا لیکن آنکھوں میں تیز اور شیطانی چمک تھی۔

''کیا حکم ہے آقا''...... اس عورت نے کہا لیکن اس کی آواز ایسی تھی جیسے سسکی بھر رہی ہو۔

''پاکیشیا میں ایک آدمی رہتا ہے عمران۔ طاغو تمہیں دکھائے گا۔ اسے دیکھو۔ پھر آگے بات ہو گی''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو عورت نے ساتھ بیٹھے ہوئے طاغو کی طرف منہ کر لیا۔ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے رہے اور پھر کچھ دیر بعد دونوں نے جھٹکے سے اپنے اپنے چہرے موڑ لئے۔

''میں نے دیکھ لیا ہے آقا۔ یہ روشنی کا آدمی ہے۔ اس کے اندر تیز روشنی موجود ہے''...... کالوشی نے کہا۔

''ہاں۔ ہمیں معلوم ہے۔ یہ شخص ہمارے راستے میں رکاوٹ بن رہا ہے اور ہمیں کہا جا رہا ہے کہ یہ انتہائی خطرناک آدمی ہے مگر ہم اسے ہلاک کرانا چاہتے ہیں۔ طاغو نے کہا ہے کہ وہ اسے سیدھے راستے سے بھٹکا دے گا۔ جب یہ بھٹک جائے تو روشنی اس سے چھن جائے گی لیکن طاغو اسے ہلاک نہیں کر سکتا۔ تم بتاؤ کہ اگر طاغو اسے بھٹکا دے تو کیا تم اسے ہلاک کر سکتی ہو یا کیسے اسے انجام تک پہنچایا جا سکتا ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''اگر روشنی اس سے چھن جائے تو پھر میں ایسا کر سکتی ہوں کہ

اسے واپس سیدھے راستے پر نہ آنے دوں۔ اسے توبہ کرنے اور معافی مانگنے کے راستے پر نہ آنے دوں اور اس وقت تک بھٹکائے رکھوں جب تک کہ اس کی موت کا وقت نہ آ جائے اور جب یہ مر جائے تو اس کی بھٹکی ہوئی روح کو آپ کے قدموں میں لا ڈالوں لیکن آقا۔ میں اسے ہلاک نہیں کر سکتی۔ یہ کام ہم طاقتوں کا نہیں بلکہ عام انسانوں کا ہے۔ آپ کی اس دنیا میں بے شمار قاتل رہتے ہیں۔ کرائے کے قاتل رہتے ہیں۔ آپ انہیں دولت دیں تو وہ ایک لمحے میں نہ صرف اسے بلکہ اس کے سارے رشتہ داروں کو بھی ہلاک کر سکتے ہیں''...... کالوشی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ ایسے لوگ موجود ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ میں اور میری اپنی طاقتیں یہ کام کریں تاکہ شیطان کو پتہ لگ جائے کہ میں اور میری طاقتیں کتنی قوت والی ہیں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''تو پھر اسے بھٹکا دو آقا۔ اس کے بھٹکنے کے بعد میں اسے اپنے فریب کے جال میں جکڑ کر بے بس کر کے آپ کے قدموں میں پہنچا دوں گی۔ میں اسے ایسے بھٹکاؤں گی کہ یہ آپ کو سجدے کرنے پر مجبور ہو جائے گا لیکن پہلے طاغو اسے بھٹکا دے کیونکہ وہ روشنی والوں کو بھٹکا سکتا ہے۔ میں تو ان کے قریب بھی نہیں جا سکتی''...... کالوشی نے جواب دیا۔

''تم دونوں جاؤ۔ اب میں خود کچھ سوچتا ہوں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے اپنے ایک ہاتھ کو ان دونوں کی طرف جھٹکتے ہوئے کہا تو وہ دونوں ہی یکلخت غائب ہو گئے جبکہ ڈاکٹر کرسٹائن نے آنکھوں پر موجود سیاہ شیشوں والی عینک اتاری اور پھر دائیں طرف کی دیوار پر بنے ہوئے ایک چھوٹے سے دائرے پر نظریں جما دیں۔ چند لمحوں بعد دیوار پر موجود یہ دائرہ حرکت میں آیا اور پھر یہ حرکت تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی۔ پھر یہ دائرہ دیوار سے علیحدہ ہو کر فرش پر گرا اور پھر کمرے کے درمیان فضا میں گھومنے لگا۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے جو اس دائرے کو ساتھ ساتھ غور سے دیکھ رہا تھا یکلخت ہاتھ میں پکڑی ہوئی عینک پہن لی اور جیسے ہی اس نے آنکھوں پر سیاہ شیشوں والی عینک رکھی وہ دائرہ فرش پر گرا اور چند لمحوں بعد بے حس و حرکت ہو گیا۔ پھر اس دائرے کے اندر سے سفید رنگ کا دھواں نکلنے لگا۔ چند لمحوں بعد یہ دھواں مجسم ہو کر ایک خوبصورت لڑکی کا روپ دھار گیا جس نے سفید لباس پہن رکھا تھا۔ لڑکی بے حد خوبصورت تھی۔ اس کے گھنگھریالے سنہرے بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ معصومیت تھی۔ رنگ سرخ و سفید اور نقوش بے حد دلکش تھے۔ اسی طرح یہ لڑکی انتہائی متناسب جسم کی مالکہ بھی تھی۔

''یورشہ حاضر ہے آقا''...... اس لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا میں ایک آدمی ہے عمران جو ہمارا ٹارگٹ ہے۔ اسے

اچھی طرح دیکھ لو'' ...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو سامنے موجود لڑکی نے آنکھیں بند کر لیں۔ کچھ دیر بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔

''میں نے اسے دیکھ لیا ہے آقا۔ وہ روشنی کا آدمی ہے''۔ یورشہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہارے ذریعے اسے بھٹکا کر کالوشی کے حوالے کر دیا جائے اور کالوشی اسے میرے قدموں میں لا ڈالے'' ...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''آقا۔ میں یہ کام کالوشی سے زیادہ اچھے انداز میں کر سکتی ہوں۔ میں اس آدمی کو بھیڑ کی طرح دوڑاتی ہوئی آپ کے پاس لے آؤں گی آقا۔ آپ یہ سارا کام مجھ پر چھوڑ دیں۔ میرے جال سے آج تک کوئی انسان نہیں نکل سکا چاہے وہ کتنا ہی اپنے آپ کو صاحب کردار کیوں نہ سمجھتا ہو'' ...... یورشہ نے کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے یورشہ اور سنو۔ اگر تم اسے ہانکنے میں کامیاب رہی تو میں تمہیں اپنی خاص کنیز کا درجہ دے دوں گا'' ...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''آپ کا شکریہ آقا۔ آپ واقعی قدر شناس ہیں۔ آپ اس آدمی کا کیا انجام چاہتے ہیں۔ صرف ہلاکت یا کچھ اور'' ...... یورشہ نے کہا۔

''تم کیوں پوچھ رہی ہو'' ...... ڈاکٹر کرسٹائن نے چونک کر پوچھا۔

''اس لئے کہ اگر آپ کا مقصد اسے ہلاک کرنا ہے تو یہ کام میں زیادہ آسانی سے کر سکتی ہوں۔ اسے کسی بھی گہرے غار میں گرایا جا سکتا ہے اور اسے میں مجبور کر سکتی ہوں کہ میری خوشنودی کے لئے کسی بھی پہاڑی چوٹی سے نیچے چھلانگ لگا دے۔ اپنے آپ کو گولی مار دے۔ ہاں۔ اگر آپ نے اس کا کوئی اور انجام سوچا ہے تو اور بات ہے لیکن ایک بات میں واضح کر دینا چاہتی ہوں آقا کہ یہ شخص ذہنی طور پر بے حد شاطر ہے۔ بظاہر یہ بے حد بھولا بھالا اور معصوم نظر آتا ہے لیکن درحقیقت یہ انتہائی خطرناک آدمی ہے اس لئے یہ کالوشی کے بس کا روگ نہیں ہے اور نہ ہی طاغو اسے رام کر سکتا ہے۔ یہ صرف یورشہ ہے جو اسے اپنے قابو میں کر سکتی ہے اور آقا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ آپ کے پاس پہنچ کر اچانک بدل جائے اس لئے میں یہی چاہتی ہوں کہ آپ مجھے اس کی ہلاکت کی اجازت دے دیں'' ...... یورشہ نے کہا۔

''لیکن تم اسے براہ راست ہلاک نہیں کر سکتی۔ پھر'' ...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''میں اسے براہ راست واقعی ہلاک نہیں کر سکتی لیکن میں اسے خودکشی پر مجبور کر سکتی ہوں۔ یہ میرا کام ہے'' ...... یورشہ نے کہا۔

''تم یہ کام کتنے عرصے میں کر سکو گی۔ یہ سوچ کر بتاؤ کہ اگر تم ناکام رہی تو تمہیں فنا بھی کیا جا سکتا ہے'' ...... ڈاکٹر کرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں جانتی ہوں آقا۔ مجھے اس کام کے لئے صرف ایک ماہ چاہئے''...... یورشہ نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ایک ماہ دیتا ہوں۔ ایک ماہ کے اندر تمہیں ہر صورت میں عمران کو ہلاک کرنا ہو گا اور اس کی لاش میرے سامنے پیش کرنی ہو گی ورنہ تمہیں فنا کر دیا جائے گا۔ اب تم جا سکتی ہو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو یورشہ سفید رنگ کے دھوئیں میں تبدیل ہو کر فرش پر موجود دائرے میں غائب ہو گئی اور پھر یہ دائرہ اڑتا ہوا دیوار کے ساتھ چپک گیا۔

صفدر نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھی اور پھر جلد ہی ہٹا لی۔

''کون ہے''...... ڈور فون سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

صفدر اس وقت کیپٹن شکیل کے فلیٹ کے باہر موجود تھا۔

''صفدر ہوں کیپٹن شکیل''...... صفدر نے جواب دیا تو دوسری طرف سے کٹاک کی ہلکی سی آواز ابھری اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ سامنے کیپٹن شکیل موجود تھا۔

''آؤ صفدر۔ ویلکم''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا تو صفدر بھی مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں سٹنگ روم میں بیٹھے جوس سپ کرنے میں مصروف تھے۔

''کیا بات ہے صفدر۔ لگتا ہے کہ تم کچھ کہنا چاہتے ہو لیکن پھر کہہ نہیں پا رہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے''...... تھوڑی دیر بعد کیپٹن

شکیل نے کہا تو صفدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں یہ بات کروں یا نہ کروں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ تم نے میری بات پر اعتماد نہیں کرنا''۔ صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ کیا بات ہوئی صفدر۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہاری بات پر اعتماد نہ کیا جائے۔ یہ بات تم نے سوچی ہی کیوں''...... کیپٹن شکیل نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''اچھا تو پھر سنو۔ میں نے آج عمران صاحب کو ایک خوبصورت مقامی لڑکی پر اس طرح لٹو ہوتے دیکھا ہے کہ جیسے شاید رانجھا بھی ہیر پر اس طرح لٹو نہ ہوا ہو گا''...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اب تمہیں جوک کرنا بھی آ گیا ہے۔ یہ واقعی اس صدی کا سب سے بڑا جوک ہے کہ عمران صاحب اور کسی لڑکی پر لٹو ہو جائیں''...... کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اسی لئے تو میں فیصلہ نہ کر پا رہا تھا کہ تمہیں یہ بات بتاؤں یا نہیں کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ تم اس پر یقین نہیں کرو گے بلکہ مجھے معلوم ہے کہ اگر یہ بات تم نے کی ہوتی تو میں خود بھی اس پر یقین نہ کرتا بلکہ شاید کوئی بھی یقین نہ کرتا حتیٰ کہ تنویر بھی اس پر یقین نہیں کرے گا لیکن یہ ہے حقیقت''...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''حقیقت ہے۔ حیرت ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اگر ایسا ہے بھی سہی تو یقیناً اس کے پیچھے عمران صاحب کا کوئی گیم پلان ہو گا''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''بظاہر تو کوئی گیم پلان نظر نہیں آتا کیونکہ لڑکی مقامی ہے۔ اگر غیر ملکی ہوتی تو میں سمجھتا کہ عمران صاحب کوئی چکر چلا رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''تم نے کہاں دیکھا ہے اور کیا دیکھا ہے۔ تفصیل بتاؤ''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں کھانا کھانے شوبارز ہوٹل گیا۔ وہاں کا کھانا مجھے پسند ہے۔ وہاں میں نے عمران صاحب کو اس مقامی لڑکی کے ساتھ بیٹھے کھانا کھاتے دیکھا۔ لڑکی واقعی بے پناہ خوبصورت تھی۔ اس قدر خوبصورت اور متناسب جسم کی مالکہ کہ پورا ہال چوری چوری اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ عمران صاحب کی نشست کے ساتھ ایک نشست خالی تھی۔ میں وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ عمران صاحب اس لڑکی کے سامنے اس طرح بچھے جا رہے تھے کہ میں حیران رہ گیا لیکن اصل بات یہ ہے کہ میرا اپنا دل بھی اس لڑکی کی طرف ہی کھنچا جا رہا تھا۔ اس لڑکی میں مردوں کے لئے بے پناہ کشش موجود تھی۔ لڑکی بھی مسکرا مسکرا کر عمران صاحب سے میٹھی میٹھی باتیں کر رہی تھی لیکن اس کی باتوں میں نخرہ بھی بہت تھا جیسے اسے اپنے حسن یا اپنی نسوانی کشش کا بخوبی احساس ہو''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ تو اس صدی کا عجوبہ ہی ہو سکتا ہے۔ ایسا حسن تو بظاہر ناممکن نظر آتا ہے کہ جس پر عمران صاحب جیسے آدمی لٹو ہو جائیں۔ میرا خیال ہے کہ عمران صاحب سے فون پر اس معاملے میں بات کی جائے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ میرا خیال ہے کہ تمہارا یہ فیصلہ درست ہے لیکن مجھے اس کے پیچھے کوئی بڑا طوفان امنڈتا نظر آ رہا ہے''...... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ کیسا طوفان''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ عمران صاحب کسی خاص چکر میں ہوں لیکن جو کچھ میں نے محسوس کیا ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عمران صاحب کے جذبات حقیقی تھے۔ اگر یہ درست ہے تو پھر سمجھو کہ عمران صاحب سیکرٹ سروس سے علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔ چیف اس معاملے میں بے حد سخت مزاج واقع ہوا ہے۔ پھر اس کے اثرات جولیا پر بھی پڑیں گے اور شاید جولیا ہمیشہ کے لئے یہ ملک ہی چھوڑ جائے اور پھر نجانے کیا کیا ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تمہاری باتوں نے تو مجھے ڈرا دیا ہے لیکن باتیں تمہاری ٹھیک ہیں مگر عمران صاحب سے بات تو کی جائے۔ دیکھ تو لیں کہ وہ کیا کہتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر کے اثبات میں سر ہلانے پر کیپٹن شکیل نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''کیپٹن شکیل بول رہا ہوں سلیمان۔ عمران صاحب کہاں ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''معلوم نہیں جناب۔ صبح سے گئے ہیں ناشتہ کر کے اور اب شاید رات گئے واپس آئیں۔ گزشتہ تین چار روز سے ان کا یہی طریقہ کار ہے''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان تین چار دنوں میں تم نے عمران صاحب میں کوئی تبدیلی محسوس کی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تبدیلی۔ کیسی تبدیلی''...... سلیمان نے چونک کر کہا۔

''عام معمولات سے ہٹ کر کوئی بات''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ وہ جان بوجھ کر سلیمان کے سامنے خود صفدر کی بتائی ہوئی بات نہ کرنا چاہتا تھا۔

''آپ کہاں سے بول رہے ہیں''...... سلیمان نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

''میں اپنے فلیٹ میں ہوں۔ صفدر بھی میرے ساتھ ہے۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا۔

''میں آپ سے کھل کر بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ اچھا ہے کہ صفدر صاحب بھی موجود ہیں۔ آپ کہاں رہائش پذیر ہیں آج کل''۔

سلیمان نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اسے ایڈریس بتا دیا۔
''ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں''...... سلیمان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا تو کیپٹن شکیل نے رسیور رکھ دیا۔
''اس کا مطلب ہے کہ حالات واقعی ٹھیک نہیں ہیں۔ سلیمان پریشان ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
''ہاں۔ اور سلیمان بے حد سمجھ دار ہے اور عمران صاحب کا سب سے بڑا خیرخواہ بھی ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ عمران صاحب کے خلاف کوئی خاص چکر چل رہا ہے''...... صفدر نے کہا۔
''مجھے تو ابھی تک تمہاری بات پر یقین نہیں آ رہا۔ عمران صاحب کو چکر دینا ناممکن ہے۔ البتہ وہ دوسروں کو چکر دینے کے ماہر ہیں۔ یقیناً اس لڑکی کو بھی وہ کسی خاص وجہ سے چکر دے رہے ہوں اور کسی بھی وقت ہنستے ہوئے جب تفصیل بتائیں گے تو ہم اپنے خیالات پر شرمندہ ہو جائیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
''تمہاری بات درست ہے لیکن سلیمان، عمران صاحب سے بھی دو قدم آگے ہے۔ اس نے اگر کوئی تبدیلی محسوس کی تو پھر یہ واقعی خاص معاملہ ہوسکتا ہے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً پینتالیس منٹ بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں سمجھ گئے کہ آنے والا سلیمان ہوگا۔ کیپٹن شکیل اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس نے دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر واقعی سلیمان موجود تھا جس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کیپٹن شکیل کو سلام کیا۔
''آؤ سلیمان''...... کیپٹن شکیل نے سلام کا جواب دیتے ہوئے مسکرا کر کہا اور ایک طرف ہٹ گیا تو سلیمان اندر داخل ہوا۔ کیپٹن شکیل نے اس کے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔ صفدر نے بھی اٹھ کر سلیمان کا استقبال کیا اور پھر وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے تو کیپٹن شکیل نے ریفریجریٹر سے جوس کا ایک ٹن نکالا، اسے کھول کر اس میں سٹرا ڈال کر اس نے ٹن سلیمان کے سامنے رکھ دیا اور خود بھی وہ ساتھ ہی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔
''کیا کوئی خاص بات ہوگئی ہے سلیمان۔ اگر ایسا ہے تو کھل کر بات کرو۔ ہمیں عمران صاحب اپنے آپ سے بھی زیادہ عزیز ہیں''...... صفدر نے کہا۔
''میں تو یہ پوچھنے آیا ہوں کہ کیپٹن شکیل صاحب نے خصوصی طور پر تبدیلی کے بارے میں کیوں پوچھا تھا۔ انہیں کیا اطلاع ملی ہے''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں سلیمان کی ذہانت اور ہوشیاری پر بے اختیار مسکرا دیئے۔ وہ دونوں سمجھ گئے تھے کہ سلیمان دانستہ اپنی طرف سے عمران صاحب کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔
''میں نے عمران صاحب کو ایک خوبصورت لڑکی کے ساتھ ہوٹل شوبارز میں دیکھا ہے۔ عمران صاحب جس طرح اس لڑکی کے سامنے بچھے جا رہے تھے اس نے مجھے حیران کر دیا۔ مجھے دیکھ کر

عمران صاحب نے کسی آشنائی کا اظہار نہیں کیا۔ مجھے معلوم ہے کہ عمران صاحب زبردست اداکار ہیں لیکن جو انداز عمران صاحب کا میرے سامنے تھا اس سے اداکاری بالکل نہیں ٹپکتی تھی۔ میں اس بات پر ڈسکس کرنے کے لئے کیپٹن شکیل کے پاس آیا تھا اور اس نے تم سے پوچھ لیا"...... صفدر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں بھی یہی بات کرنا چاہتا تھا۔ ایک لڑکی دو روز پہلے فلیٹ پر آئی۔ اسے دیکھتے ہی مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اس لڑکی میں کوئی ایسی خاص بات ہے جو میں سمجھ نہیں رہا۔ لیکن میں نجانے کیوں اس سے الرجک سا ہو گیا۔ بہرحال عمران صاحب نے اس کا بڑا کھل کر استقبال کیا۔ میں نے اسے چائے لا کر دی لیکن اس نے چائے پینے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ وہ صرف ایپل جوس پیتی ہے جس پر میں نے اسے ایپل جوس لا دیا۔ وہ کافی دیر تک بیٹھی رہی۔ اس کے بعد وہ صاحب کے ساتھ چلی گئی اور صاحب رات کو کافی دیر سے آئے۔ اس حد تک تو کوئی خاص بات نہیں ہے لیکن میں نے صبح کی نماز کے وقت صاحب کو بڑا مضمحل سا دیکھا۔ وہ اب پہلے کی طرح پرجوش انداز میں نماز کی ادائیگی نہیں کرتے بلکہ یوں لگتا ہے کہ جیسے زبردستی ادائیگی کر رہے ہوں اور ورزش کرنے پارک میں بھی نہیں جاتے اور فلیٹ پر آ کر قرآن مجید کی تلاوت بھی نہیں کرتے بلکہ ناشتہ کر کے اور لباس تبدیل کر کے چلے جاتے ہیں اور رات گئے واپس آتے ہیں۔ اخبارات اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ وہ لڑکی تو پھر واپس فلیٹ پر نہیں آئی لیکن مجھے مارکیٹ میں ایک سپر شاپ کے مالک نے کہا کہ اس نے صاحب اور اس لڑکی کو کالاغ غاروں میں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے جاتے ہوئے دیکھا ہے اور اس نے کہا کہ تمہارا صاحب تو پورا مجنوں بنا ہوا تھا جس پر میں نے اسے تو کوئی جواب نہیں دیا البتہ دوسرے روز صاحب سے بات کی تو صاحب نے مجھے سختی سے ڈانٹ دیا اور پھر چلے گئے۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ میں جا کر بڑی بیگم صاحبہ سے بات کروں لیکن پھر میں خاموش ہو گیا کیونکہ یہ معاملہ بے حد نازک بھی ہو سکتا تھا۔ اب آپ نے فون کر کے تبدیلی کی بات کی تو میں نے فیصلہ کیا کہ آپ سے اس معاملے کو ڈسکس کیا جائے"۔ سلیمان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کالاغ کی غاریں تو نواحی علاقے میں ہیں جہاں خصوصی طور پر لوگ جاتے ہیں۔ قدیم دور کی ان غاروں اور ان میں موجود تصویروں کو دیکھنے"...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب کیا کیا جائے۔ کیا عمران صاحب کا تعاقب کیا جائے یا ان سے بات کی جائے۔ کیا کیا جائے"...... چند لمحوں بعد صفدر نے کہا۔

"میرے خیال میں چیف کو رپورٹ دی جائے۔ پھر جیسے وہ حکم

دیں ویسے کیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ عمران صاحب کسی خاص کیس پر کام کر رہے ہوں اور ہم خواہ مخواہ اس میں مداخلت کر بیٹھیں“۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے سلیمان۔ اب کیا اقدامات کرنے چاہئیں“۔ صفدر نے کیپٹن شکیل کی بات کا جواب دینے کی بجائے سلیمان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”میرا خیال ہے کہ آپ سب صاحب سے کھل کر بات کریں۔ میری بات اور ہے اور آپ کی اور۔ آپ صاحب کے ساتھی ہیں۔ وہ آپ کی بے حد عزت کرتے ہیں۔ ضرور اصل بات سامنے آ جائے گی“...... سلیمان نے کہا۔

”لیکن وہ ملیں گے کہاں۔ نجانے کس وقت گھر آتے ہیں“۔ صفدر نے کہا۔

”آپ سیل فون پر بات کر لیں۔ سیل فون تو ان کے پاس رہتا ہے“...... سلیمان نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر جیب سے سیل فون نکال کر اس نے اسے آن کیا اور پھر اسے آپریٹ کر کے اس نے ایک بٹن دبا دیا۔

”لیں۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں جناب صفدر یار جنگ بہادر“...... چند لمحوں بعد عمران کی مخصوص خوشگوار آواز سنائی دی۔ ظاہر ہے اس نے سکرین پر فون کرنے والے کا نام پڑھ لیا ہوگا۔

”عمران صاحب۔ آپ اس وقت کہاں موجود ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”بقول شاعر، ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی“...... عمران نے شاعرانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ جہاں بھی ہیں کیپٹن شکیل کے فلیٹ پر پہنچ جائیں۔ میں اور کیپٹن شکیل آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور اگر آپ نہ پہنچے تو پھر نہ صرف چیف سے بات ہو گی بلکہ آپ کی والدہ صاحبہ سے بھی بات ہو سکتی ہے“...... صفدر نے خاصے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ارے۔ ارے۔ کیا ہو گیا ہے۔ تم تو بے حد سنجیدہ ہو رہے ہو۔ کیا ہوا ہے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ آ جائیں۔ ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں“...... صفدر نے کہا اور سیل فون آف کر دیا۔

”مجھے اجازت دیں۔ صاحب نے مجھے یہاں دیکھا تو وہ یہی سوچیں گے کہ میں نے آپ کو ان کی شکایت کی ہے“...... سلیمان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاؤ لیکن خیال رکھنا کہ عمران صاحب کی والدہ یا والد صاحب تک یہ بات نہ پہنچے۔ ہم اسے خود ہی سنبھال لیں گے“...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... سلیمان نے جواب دیا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن شکیل اٹھ کر اس کے پیچھے چل پڑا اور پھر سلیمان کے باہر جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کیا اور واپس آ کر صفدر کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب ہوں گے۔ میں کھولتا ہوں دروازہ"...... صفدر نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"...... صفدر نے ڈور فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ کیا مطلب۔ یہ فلیٹ تو کیپٹن شکیل کا تھا۔ یہ صفدر کی آواز۔ اوہ۔ کہیں کوئی تبادلہ تو نہیں کر لیا۔ میوچل تبادلہ۔ میرا مطلب ہے آپس میں"...... فون سے عمران کی حیرت بھری آواز سنائی دی تو صفدر نے رسیور واپس ہینڈل پر لٹکایا اور لاک ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔ سامنے عمران سوٹ پہنے کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر شوخی کی بجائے قدرے بے بسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"آیئے عمران صاحب"...... صفدر نے سلام کا جواب دینے کے بعد ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو عمران اندر داخل ہوا۔ صفدر نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا اور پھر وہ دونوں سٹنگ روم میں آ گئے جہاں موجود کیپٹن شکیل نے اٹھ کر عمران کا استقبال کیا۔

"ارے۔ میں نے سمجھا تھا کہ جولیا اور تنویر بھی اس مارشل لاء

کورٹ میں موجود ہوں گے لیکن یہاں تو صرف دو رکنی کورٹ موجود ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ کیپٹن شکیل مسکراتا ہوا ریفریجریٹر کی طرف بڑھ گیا تا کہ وہاں سے جوس کے ڈبے اٹھا سکے۔

"عمران صاحب۔ لگی لپٹی بات کی بجائے کھل کر بات کرنا زیادہ مناسب ہو گا۔ آپ ہمیں بتائیں کہ وہ لڑکی جو آپ کے ساتھ ہوٹل شوبارز میں تھی اور جس کی موجودگی میں آپ نے مجھے بھی اجنبی کے طور پر ٹریٹ کیا تھا، کون تھی"...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ تم نے یہی بات کرنی ہے۔ اسی لئے تو پوچھ رہا تھا کہ مارشل لاء کورٹ میں جولیا کو لازماً شامل ہونا چاہئے۔ وہ لڑکی آران سے آئی ہوئی ہے۔ اس کا نام یورشیا ہے۔ مجھے وہ معصوم صورت لڑکی اچھی لگی تو میں نے اسے اپنی میزبانی کی آفر کر دی جو اس نے قبول کر لی اور بس"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اور اس میزبانی کے تحت آپ کالاغ غاروں میں اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر چلتے رہے"...... صفدر کا لہجہ نہ چاہتے ہوئے بھی سخت ہو گیا۔

"کیا مطلب۔ یہ تم کس لہجے میں مجھ سے بات کر رہے ہو۔ کیا میں تمہارا یا تمہارے چیف کا ملازم ہوں۔ ویسے میں یورشیا کو یہ غار

دکھانے ساتھ لے گیا تھا لیکن تمہاری یہ ہاتھ پکڑ کر پھرنے والی بات غلط ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ یورشیا نے میرا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی تھی لیکن میں نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا لیکن تمہیں یہ بات کس نے بتائی ہے اور تم کیوں اس انداز میں مجھ سے یہ ساری باتیں کر رہے ہو''...... عمران کے لہجے میں قدرے ناراضگی اور غصہ بھی شامل تھا۔

''عمران صاحب۔ جس طرح آپ نے ہماری تربیت کی ہے، جس طرح ہماری نادانستہ لغزش پر بھی آپ اور چیف ہمارے ساتھ انتہائی سخت سلوک کرتے ہیں۔ ہمیں بھی یہ حق حاصل ہے کہ ہم آپ کی کسی لغزش پر آپ سے کھل کر بات کریں۔ ہمیں اس لڑکی یورشیا کے ساتھ آپ کا تعلق نارمل نظر نہیں آتا۔ ہماری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملات درست نہیں ہیں۔ اب آپ کہیں تو چیف سے بات کریں یا آپ کی والدہ اور والد صاحب تک رپورٹ پہنچائیں تاکہ آپ خود ہی سب کچھ بتا دیں''...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

''ایسی کوئی بھی بات میرے وہم و گمان میں نہیں ہے''۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کا رویہ اس لڑکی کے ساتھ نارمل نہیں تھا۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اگر آپ اداکاری کر رہے تھے تو کہیں''...... صفدر اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

''میں ان دنوں فارغ تھا۔ مطالعے کا موڈ نہیں بن رہا تھا اس لئے میں نے ہوٹل گردی شروع کر دی۔ وہاں ایک ہوٹل میں یورشیا سے ملاقات ہو گئی۔ مجھے اس لڑکی میں کشش محسوس ہوئی لیکن صرف اتنی کہ میں اسے دوستی سے زیادہ درجہ نہیں دے سکتا اور پھر میں نے اس کے ساتھ گھومنا پھرنا شروع کر دیا اور بس''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ جس طرح سنجیدہ ہو گئے ہیں اس سے محسوس ہوتا ہے کہ معاملات وہ نہیں ہیں جو آپ بتا رہے ہیں ورنہ آپ کی فطرت میں ہی نہیں کہ آپ اس طرح سنجیدہ ہو جائیں۔ آپ نے تو اس سارے معاملے کو مذاق میں اڑا دینا تھا اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ لاشعوری طور پر اس لڑکی سے متاثر ہو گئے ہیں لیکن اس میں کوئی بری بات نہیں ہے بشرطیکہ معاملات نارمل رہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تمہاری اس ساری تقریر کا یہ مطلب نکلا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ جھوٹ ہے یا غلط ہے اور میں تمہیں دھوکہ دینے کی کوشش کر رہا ہوں''...... عمران کے لہجے میں اور زیادہ سنجیدگی اور سختی آ گئی۔

''یہ لڑکی اس وقت کہاں ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہوٹل ہالی ڈے میں اپنے کمرے میں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''چلیں ہمیں ملوائیں اس سے۔ ہم بھی اس کے ساتھ دوستی کرنا

چاہتے ہیں''...... صفدر نے کہا تو عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''سنو صفدر اور کیپٹن شکیل۔ آئندہ اگر تم نے میرے معاملات میں اس انداز میں دخل دینے کی کوشش کی تو دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گے۔ میں اپنے معاملات خود ڈیل کرنے کا عادی ہوں۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل ایک دوسرے کو حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔ عمران دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔

''یہ معاملات واقعی گہرے اور سنجیدہ ہیں۔ عمران صاحب کا ایسا ردعمل میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا''...... صفدر نے کہا۔

''تو اب کیا کرنا چاہئے''...... کیپٹن شکیل نے بھی بے حد الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے بھی شاید توقع نہ تھی کہ عمران اس انداز میں انہیں ڈیل کر سکتا ہے لیکن صفدر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا ذہن خود الجھ گیا تھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کیپٹن شکیل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''سلیمان بول رہا ہوں کیپٹن شکیل صاحب۔ فلیٹ پر صاحب آئے تھے۔ کیا کہہ رہے تھے''...... سلیمان نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اسے تفصیل بتا دی۔

''کیپٹن شکیل صاحب۔ آپ کی اور صفدر صاحب کی صاحب، دل سے عزت کرتے ہیں۔ ان کا یہ رویہ واقعی انتہائی پریشان کن ہے۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ میں فلیٹ پر واپس آتے ہوئے جب رکشہ کی تلاش میں کھڑا تھا تو ایک بزرگ جسے مارکیٹ والے بابا رحمت دین کہتے ہیں، اچانک میرے سامنے آ کر رک گئے اور مجھے کہنے لگے تمہارا صاحب شیطان کے ہاتھوں دفن ہو رہا ہے اور عنقریب وہ زمین میں اتار دیا جائے گا اور پھر میرے بار بار پوچھنے کے باوجود بابا رحمت دین مجھ سے جھگڑ کر چلے گئے''۔ سلیمان نے کہا۔

''اچھا۔ تمہارا مطلب ہے کہ یہ لڑکی انسان نہیں ہے بلکہ کوئی شیطانی طاقت ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ساتھ بیٹھا ہوا صفدر بے اختیار اچھل پڑا۔

''میں نے جو سنا ہے وہ آپ کو بتا دیا ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس سلسلے میں سید چراغ شاہ صاحب سے فون پر بات کر لیں۔ میری ہمت نہیں ہو رہی''...... سلیمان نے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ میں بات کر کے خود ہی تمہیں فون کروں گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''کیا کہہ رہا تھا سلیمان''...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اسے کسی بابا رحمت دین کے ملنے اور پھر بات کرنے کے بارے میں بتا دیا۔

''ایسے لوگ ہی اصل لوگ ہوتے ہیں۔ تم نمبر ملاؤ۔ میں بات

کرتا ہوں شاہ صاحب سے۔ وہ عمران سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ وہ یقیناً نہ صرف اصل بات بتا دیں گے بلکہ عمران کو بھٹکنے سے بھی بچا لیں گے''...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ صفدر کے چہرے پر اب گہری سنجیدگی ابھر آئی تھی۔

''لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دینا''...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ لاؤڈر کا بٹن پریس ہوتے ہی دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن بہرحال سید چراغ شاہ صاحب کی آواز نہیں تھی۔ بولنے والا نوجوان لگتا تھا جو یقیناً ان کا صاحبزادہ ہی ہو سکتا تھا۔

''میں کیپٹن شکیل بول رہا ہوں۔ شاہ صاحب سے کچھ عرض کرنا تھی''...... کیپٹن شکیل نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''قبلہ والد محترم تو دو روز پہلے عمرہ کے لئے گئے ہیں اور وہاں سے وہ تبلیغ کے لئے آگے چلے جائیں گے۔ ان کی واپسی تو شاید اب دو ماہ بعد ہی ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''وہاں کا کوئی رابطہ نمبر''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہ تو اگر انہوں نے چاہا تو وہاں سے کال کر کے بتائیں گے۔

فی الحال تو کوئی رابطہ نہیں ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اچھا۔ شکریہ۔ اللہ حافظ''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ تو معاملہ خراب ہو گیا ہے۔ اب کیا کیا جائے''...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''شاہ صاحب تو روحانی دنیا میں بہت بلند مرتبے کے مالک ہیں۔ البتہ ایک اور آدمی بھی میرا واقف ہے۔ وہ شاید شاہ صاحب جیسا مقام تو نہ رکھتا ہو لیکن بہرحال اس معاملے میں خاصا آگے ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر چونک پڑا۔

''کون ہے وہ۔ کیا وہ سبزی والا بوڑھا جس کے پاس ایک مشن کے دوران ہم گئے تھے''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ وہ بزرگ بابا تو فوت ہو چکے ہیں۔ یہ ریٹائرڈ پروفیسر ہیں۔ محمد صالح ان کا نام ہے۔ پروفیسر محمد صالح۔ ایک دوست کی معرفت ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے سید چراغ شاہ صاحب کا نام لیا تو انہوں نے شاہ صاحب کے بارے میں بتایا کہ وہ بہت نیک آدمی ہیں اور روحانیت میں ان کا مرتبہ بہت بلند ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو چلو پھر۔ سلیمان کے فون کے بعد کہ کسی مجذوب نے اس سے بات کی ہے۔ یہ سارا منظرنامہ ہی تبدیل ہو گیا ہے۔ اگر واقعی یہ لڑکی شیطانی معاملہ ہے تو پھر اس بار انہوں نے براہ راست عمران

صاحب کو ٹارگٹ بنایا ہے جو انتہائی خطرناک معاملہ ہے''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی سے دارالحکومت کی ایک نواحی کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن شکیل تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صفدر بیٹھا ہوا تھا۔ تقریباً نصف گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد کار ایک متوسط ٹائپ کی کالونی میں داخل ہوگئی۔ یہاں مکانات نما کوٹھیاں تھیں۔ البتہ کالونی خاصی صاف ستھری دکھائی دے رہی تھی۔ ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے کیپٹن شکیل نے کار روک دی۔ اسی لمحے پھاٹک کی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان تیزی سے باہر آ گیا۔

''پروفیسر صاحب سے ملنا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''وہ حجرے میں ہیں۔ وہیں ملیں گے''...... اس نوجوان نے جواب دیا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ شکریہ''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور کار کو بیک کر کے کوٹھی کی سائیڈ پر موجود سڑک پر موڑ کر اندر کی طرف لے گیا۔

''یہ حجرہ کہاں ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''ایک بڑا ہال نما کمرہ ہے۔ یہاں ارد گرد کے لوگ اور دوسرے ملنے والے آتے رہتے ہیں اور آپس میں باتوں کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ بہرحال سمجھ لو کہ پروفیسر صاحب بھی یہیں بیٹھے

باتیں کرتے رہتے ہیں۔ میری بھی ان سے وہیں ملاقات ہوئی تھی''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور پھر کار کو بائیں ہاتھ پر موڑ کر کوٹھی کے عقب میں بنے ہوئے ایک کھلے گیٹ میں داخل کر دیا۔ یہاں ایک کھلی جگہ پر چند کاریں، خاصی تعداد میں موٹر سائیکلیں موجود تھیں۔ سامنے برآمدہ تھا اور اس کے بعد ہال تھا جہاں لوگ خاصی تعداد میں موجود تھے۔ کیپٹن شکیل نے کار سائیڈ پر پارک کر دی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ کیپٹن شکیل نے کار لاک کی اور پھر وہ دونوں برآمدے کی طرف بڑھ گئے۔ برآمدے سے پہلے انہوں نے جوتے اتار دیئے اور پھر برآمدے میں پہنچ گئے۔ یہاں نصف دائرے کی صورت میں لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک صاحب بات کر رہے تھے۔

''یہ جو صاحب بول رہے ہیں یہ پروفیسر محمد صالح ہیں''۔ کیپٹن شکیل نے آہستہ سے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پروفیسر محمد صالح بوڑھے آدمی تھے۔ ان کی چھوٹی سفید داڑھی تھی لیکن جسمانی طور پر وہ خاصے صحت مند دکھائی دے رہے تھے۔ انہوں نے سادہ سا لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ موجودہ دور کی سائنسی تحقیقات کے بارے میں بات چیت کر رہے تھے۔ صفدر نے چند لمحوں میں محسوس کر لیا تھا کہ ان کا انداز بیان خاصا مؤثر ہے۔ تھوڑی دیر بعد چائے کا کہا گیا اور پھر وہاں موجود تمام افراد کو چائے پیش کی گئی۔ اب ظاہر ہے چائے کے لئے بات چیت کا وقفہ

کر دیا گیا تھا اور سب لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے تھے۔

''پروفیسر صاحب۔ آپ نے برائے مہربانی ہمیں علیحدگی میں چند منٹ دینے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے پروفیسر محمد صالح سے کہا۔

''مجھے یاد ہے آپ پہلے بھی دو بار تشریف لا چکے ہیں۔ البتہ آپ کے ساتھی پہلی بار تشریف لائے ہیں۔ خوش آمدید جناب''۔ پروفیسر محمد صالح نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بہت شکریہ پروفیسر صاحب۔ میرا نام صفدر سعید ہے''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو پروفیسر محمد صالح نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر چائے پی کر پروفیسر محمد صالح صاحب اٹھے اور ان دونوں کو اپنے ساتھ سائیڈ پر موجود علیحدہ کمرے میں لے آئے۔ یہاں ایک گول میز کے گرد چار کرسیاں موجود تھیں۔

''تشریف رکھیں''...... پروفیسر محمد صالح نے کہا اور ان دونوں کے بیٹھنے کے بعد وہ خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

''ہمارے ایک دوست ہیں جن کا نام علی عمران ہے۔ وہ صاحب کردار آدمی ہیں بلکہ ان کی وجہ سے ہم بھی کوشش کرتے ہیں کہ ہم سے کردار کے لحاظ سے کوئی معمولی سی کوتاہی نہ ہو جائے لیکن دو تین روز سے عجیب بات سامنے آ رہی ہے کہ عمران صاحب ایک آرانی لڑکی یورشیا کے ساتھ اس حد تک وابستہ ہو گئے ہیں کہ ہمیں ان کے اس معاملے سے بے حد تشویش ہو رہی ہے۔ عمران سے اور ان کی وجہ سے ہم سب سے سید چراغ شاہ صاحب

بے حد محبت کرتے ہیں۔ وہ عمرہ پر تشریف لے گئے ہیں اور ان کے صاحبزادے بتا رہے تھے کہ ان کی واپسی شاید ڈیڑھ دو ماہ بعد ہو سکے گی۔ کیپٹن شکیل نے آپ کے بارے میں بتایا تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہیں''...... صفدر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کے دوست علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہی ہیں نا۔ یا کوئی اور علی عمران ہیں''...... پروفیسر محمد صالح نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہی ہیں۔ آپ انہیں جانتے ہیں''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''ملاقات تو کبھی نہیں ہوئی۔ البتہ سید چراغ شاہ صاحب اکثر روحانی محفلوں میں ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ بہرحال آپ کو خطرہ کیا ہے۔ آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں۔ عمران صاحب اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ صاحب کردار ہیں۔ اگر انہوں نے کسی لڑکی سے دوستی کر لی ہے تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے''...... پروفیسر محمد صالح نے کہا۔

''ہم آپ کو وضاحت سے بتا نہیں سکتے کہ عمران صاحب دراصل کیا ہیں اور ان کے پیچھے کون کون لوگ لگے ہوئے ہیں حتیٰ کہ خود شیطان انہیں اپنا دشمن اول سمجھتا ہے اور ان کے باورچی سلیمان کو ایک مجذوب نے کہا ہے کہ تمہارے صاحب شیطان کے

ہاتھوں دفن ہو رہے ہیں اور عنقریب انہیں زمین میں اتار دیا جائے
گا۔ یہ بات سن کر ہمارے ذہن میں آیا ہے کہ یہ لڑکی بھی شیطان
کی کوئی آلہ کار ہو سکتی ہے''...... صفدر نے کہا تو پروفیسر نے بے
اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''مجھے چند لمحوں کی اجازت دیں اور برائے مہربانی خاموش
رہیں''...... پروفیسر محمد صالح نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے
آنکھیں بند کر لیں۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد انہوں نے آنکھیں
کھول دیں۔ ان کے چہرے پر تشویش کے تاثرات پھیلے ہوئے
تھے۔

''ان بابا صاحب کی بات درست ہے۔ عمران صاحب کے
خلاف باقاعدہ سازش ہوئی ہے اور اسے کامیاب بنانے کے لئے
ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے۔ یہ سب کھیل طاغوتی طاقتوں کا
ہے۔ طاغوتی طاقتیں شیطانی طاقتیں ہیں جو پوری دنیا میں پھیلی
ہوئی ہیں اور ان کا اصل کام دوسروں کو گمراہ کرنا ہے۔ نیک لوگوں کو
راہ راست سے ہٹانا انہی طاغوتی طاقتوں کے ذریعے انجام پذیر
ہوتا ہے۔ عمران صاحب بھی اچانک طاغوتی طاقتوں کے دو گروپوں
کے درمیان ہونے والی چپقلش کے نتیجہ میں زد میں آ گئے ہیں۔
انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں شیطانی
غلبے سے محفوظ رکھا۔ بہرحال اس کی اطلاع طاغوتی طاقتوں نے
شیطان کے نائب اور طاغوت امیر ڈاکٹر کرسٹائن تک پہنچا دی اور

اسے ڈرایا کہ عمران اب ڈاکٹر کرسٹائن کو ہلاک کرنے کی کوشش میں
لگ جائے گا اور ڈاکٹر کرسٹائن جو اس وقت دنیا بھر کی طاغوتی
طاقتوں کا سربراہ ہے، کی موت سے طاغوتی دنیا خاصی کمزور ہو
جائے گی اور پھر ڈاکٹر کرسٹائن جیسی خصوصیات کا مالک کوئی اور
انسان ملنے تک طاغوتی دنیا کمزور ہی رہے گی اور دیکھا جائے تو
شیطان کی اصل دنیا یہی طاغوتی دنیا ہے اس لئے عمران کا نام
سامنے آتے ہی وہاں کھلبلی مچ گئی۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے ایک طاغوتی
طاقت یورشہ کو اس کام پر لگایا ہے کہ وہ عمران کو کردار کے لحاظ سے
سیدھے راستے سے ہٹا کر بھٹکا دے تو اس بھٹکے ہوئے عمران پر
شیطان انتہائی آسانی سے ہاتھ ڈال کر اسے ہمیشہ کے لئے ختم کر
دے گا اور یہ طاغوتی طاقت ایرانی لڑکی کا روپ دھار کر اور یورشیا
کے نام سے عمران صاحب سے ٹکرائی ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ
عمران صاحب اپنے کردار کی مضبوطی کی وجہ سے ابھی تک بچے
ہوئے ہیں لیکن ان کی مقابلے کی قوت تیزی سے ختم ہوتی جا رہی
ہے کیونکہ اس طاغوتی طاقت میں جو نسوانی کشش رکھی گئی ہے اس
کے مقابل بڑے بڑے زاہد بھی میدان چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ تو پھر
عمران صاحب کی ہمت ہے کہ وہ اب تک مقابلہ کرتے چلے آ
رہے ہیں''...... پروفیسر محمد صالح نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے
کہا۔

''عمران صاحب اس موضوع پر کوئی بات ہی نہیں کرنا چاہتے۔

الٹا ہم پر ناراض ہو جاتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اس لئے کہ ان کے دل و دماغ پر پورشیا نے کسی حد تک غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ وہ بہرحال انسان ہیں اور انسان سے خطائیں ہو جاتی ہیں۔ پھر انہیں یہ زعم بھی ہے کہ انہیں کوئی نہیں بھٹکا سکتا''۔ پروفیسر محمد صالح نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر اس کا کیا حل ہے۔ ہم عمران صاحب کو کیسے اس شیطانی اقدام سے بچا سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں ذاتی طور پر تو اس قابل نہیں ہوں کہ اتنے بڑے کام میں ہاتھ ڈال سکوں۔ البتہ سید چراغ شاہ صاحب چاہیں تو آسانی سے یہ کام کر سکتے ہیں۔ میں ان سے روحانی طور پر رابطہ کر کے ان کی خدمت میں عرضداشت پیش کر دیتا ہوں۔ پھر جو جواب وہ دیں گے وہ میں آپ کے گوش گزار کر دوں گا''...... پروفیسر محمد صالح نے کہا تو کیپٹن شکیل اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیئے تو پروفیسر صاحب نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے آنکھیں کھول دیں اور پھر بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ شاید آنکھیں بند کرنے کے دوران وہ سانس بھی روک لیتے تھے اس لئے انہیں ہر بار طویل سانس لینا پڑتا تھا۔

''میں نے شاہ صاحب کی خدمت میں عرض پیش کی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ عمران کا کردار کچا دھاگہ نہیں ہے کہ ایک ہی جھٹکے سے ٹوٹ جائے گا۔ پھر یہ عمران کی آزمائش بھی ہے۔ اسے

خود اس مسئلے کو نمٹانے دو۔ انشاء اللہ وہ نمٹا لے گا''...... پروفیسر محمد صالح نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا ہے تو ٹھیک ہے۔ اب ہمیں اطمینان ہو گیا ہے کہ عمران صاحب خود ہی اس معاملے کو نمٹا لیں گے۔ آپ کا بے حد شکریہ۔ اب ہمیں اجازت دیں''...... کیپٹن شکیل اور صفدر نے اطمینان بھرے لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اجازت لے کر وہ دونوں واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھ گئے۔

عمران سوٹ پہنے اور تیز اثر والی خوشبو لگائے گنگناتا ہوا اپنے فلیٹ کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"صاحب۔ آپ کہاں جا رہے ہیں"...... سلیمان نے باورچی خانے سے نکل کر گیلری میں آتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ وجہ"...... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سخت ہو گیا۔

"صاحب۔ رات کے کھانے کی وجہ سے پوچھ رہا ہوں۔ آپ نے کئی دنوں سے نہ یہاں لنچ کیا ہے اور نہ ہی رات کا کھانا کھایا ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"جب مجھے کھانا ہو گا میں تمہیں پیشگی کہہ دوں گا۔ باقی اپنے ہوش میں رہ کر بات کیا کرو۔ تم باورچی ہو اور باورچی ہی رہو۔ میرے آقا بننے کی کوشش مت کرو ورنہ کسی روز کسی کچرا گھر میں

تمہاری لاش پڑی ہو گی۔ سمجھے"...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

"ہونہہ۔ تھوڑا سا منہ کیا لگا لو سر پر ہی چڑھ جاتے ہیں"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ گیراج کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے ہوٹل ہالی ڈے کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی جہاں یورشیا رہائش پذیر تھی۔ وہ ایک گھنٹہ پہلے اسے وہیں چھوڑ کر فلیٹ پر آیا تھا تاکہ غسل کر کے فریش ہو سکے اور لباس تبدیل کر لے۔ آج ان دونوں کا ارادہ دارالحکومت سے تین سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہرکارپا جانے کا تھا جہاں قدیم تہذیب کے آثار بھی تھے اور ایک شاندار میوزیم بھی تھا۔ اس جگہ جانے کی فرمائش یورشیا نے کی تھی کیونکہ اس نے کسی رسالے میں اس کے بارے میں پڑھا تھا اور عمران نے جو کئی بار وہاں جا چکا تھا اس کے بارے میں تفصیل بتائی تو یورشیا کا شوق مزید بڑھ گیا اور عمران نے اسے وہاں لے جانے اور میوزیم اور آثار قدیمہ دکھانے کا وعدہ کر لیا اور یہی وعدہ نبھانے کے لئے عمران تیار ہو کر ہوٹل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل ہالی ڈے پہنچ گیا۔ اس نے ایک طرف پارکنگ میں کار روکی اور پھر اسے لاک کر کے اس نے پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر جیب میں ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اچانک

اس کی نظریں مین گیٹ کے قریب کھڑے ٹائیگر پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا لیکن اس کے قدم نہیں رکے تھے۔

"کیسے کھڑے ہو یہاں اور کیسے ہو"...... عمران نے قدر سخت لہجے میں کہا۔

"میں لنچ کرنے جا رہا تھا کہ آپ کو دیکھ کر رک گیا تا کہ اکٹھے ہی لنچ کر سکیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"میری ایک مہمان یہاں رہائش پذیر ہے۔ میں نے اس کے ساتھ لنچ کرنا ہے اور پھر اس کے ساتھ جانا ہے اس لئے میں تمہارے ساتھ نہ لنچ کر سکتا ہوں اور نہ ہی تمہارے ساتھ بیٹھ سکتا ہوں"...... عمران نے قدرے سرد لہجے میں کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"کوئی غیر ملکی لڑکی ہے باس"...... ٹائیگر نے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا تو عمران یکلخت پھٹ پڑا۔

"کوئی ہو۔ تم سے مطلب۔ اور سنو۔ آئندہ اس قسم کی بات کی تو کسی گٹر میں پڑے نظر آؤ گے۔ نانسنس"...... عمران نے یکلخت غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے آگے بڑھ گیا جبکہ ٹائیگر وہیں رک گیا تھا۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیل گئی تھیں۔ شاید وہ عمران کے اس انداز میں جواب دینے کا سوچ بھی نہ سکتا تھا لیکن عمران اس کے تاثرات کی پرواہ کئے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیسری منزل پر ایک کمرے کے سامنے موجود تھا۔ دروازے کے ساتھ پلیٹ پر یورشیا کا نام لکھا

ہوا تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... اندر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"علی عمران"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ شاید ٹائیگر پر آنے والا غصہ ابھی تک اس کے ذہن پر سوار تھا۔

"اوہ۔ پارٹنر تم۔ ابھی آئی"...... دوسری طرف سے انتہائی لاڈ بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کٹاک کی آواز سنائی دی۔ دوسری طرف سے بولا جانے والا فقرہ سن کر عمران کے چہرے پر سے غصے کے تاثرات اس طرح غائب ہو گئے جیسے جادو کی چھڑی پھیر دی گئی ہو۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو ایک انتہائی خوبصورت اور متناسب جسم کی مالک لڑکی جس نے سر پر باتھنگ تولیہ لپیٹ رکھا تھا سامنے کھڑی تھی اور پھر عمران اندر داخل ہو گیا۔

"بیٹھو پارٹنر۔ میں ابھی آ رہی ہوں"...... لڑکی نے دروازہ بند کرتے ہوئے مسکرا کر کہا اور پھر دوڑتی ہوئی واپس چلی گئی۔ اس کے جسم پر باتھنگ گاؤن تھا جو تولیئے سے بنایا گیا تھا۔ عمران سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر پسندیدگی کے ساتھ ساتھ ہلکی ہلکی مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔ البتہ اس کی نظریں بار بار باتھ روم کے دروازے پر اس طرح پڑتی تھیں جیسے وہ اس لڑکی کی واپسی کا شدت سے منتظر ہو۔ تھوڑی دیر بعد ہی باتھ روم کا دروازہ کھلا اور وہ لڑکی باہر آ گئی۔ اس نے جینز اور ہاف آستین کی گہرے رنگ کی شرٹ پہن رکھی تھی۔ سنہرے بالوں کو برش کیا گیا تھا اور

واقعی اس وقت وہ بے حد فریش نظر آ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ یہ یورشیا تھی۔ عمران کی وہ غیر ملکی مہمان جس کے لئے اس نے ٹائیگر کو بھی جھڑک دیا تھا۔

''بہت وجیہہ لگ رہے ہو پارٹنر''...... یورشیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے عمران کے کوٹ کے کالروں کو بڑے لاڈ بھرے انداز میں تھوڑا سا ٹیڑھا کر کے اسے دوبارہ سیٹ کر کے ہلکی سی تھپکی دی اور پھر پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گئی لیکن عمران کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے وہ بادلوں میں اڑتا پھر رہا ہو۔ یورشیا نے کوئی ایسی خوشبو لگا رکھی تھی جس نے واقعی عمران پر انتہائی خوشگوار اثرات ڈالے تھے حالانکہ عمران نے بھی پرفیوم لگا رکھا تھا لیکن یورشیا کے لباس سے نکلنے والی خوشبو انتہائی منفرد تھی۔

''اب کیا پیئو گے۔ جوس منگواؤں''...... یورشیا نے اٹھلاتے ہوئے پوچھا۔

''تمہیں دیکھ کر تمام پیاس ختم ہوگئی ہے۔ آؤ ہرکارپا چلیں ورنہ واپسی میں خاصی دیر ہو جائے گی''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے پارٹنر۔ تم پریشان نہ ہو۔ رات وہاں کسی ہوٹل میں ٹھہر جائیں گے''...... یورشیا نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ نہیں۔ اماں بی کہتی ہیں کہ اچھے بچے رات کو گھر سے باہر نہیں رہتے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو یورشیا بے اختیار ہنس پڑی۔ اس کی ہنسی اس قدر خوبصورت تھی کہ جیسے بہت سی

گھنٹیاں اکٹھی بج رہی ہوں۔ یورشیا، عمران کو ڈیئر کی بجائے پارٹنر کہتی تھی اور یہ لفظ وہ اس قدر خوبصورت اور لاڈ بھرے انداز میں ادا کرتی تھی کہ عمران کو اس کی ادائیگی بے حد اچھی لگتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اس نے اسے ٹوکا نہ تھا۔

''تمہاری مدر سے ملنا ہی پڑے گا جسے تم ہر وقت یاد رکھتے ہو''...... یورشیا نے کہا۔

''ان سے ملنے کے بعد تمہارے اور میرے یعنی ہم دونوں کے چراغوں میں روشنی نہ رہے گی اس لئے بہتر ہے کہ نہ ہی ملو۔ آؤ چلیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یورشیا نے میز پر پڑا ہوا بیگ اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور عمران کے پیچھے چلتی ہوئی کمرے سے باہر آ گئی۔ اس نے دروازہ لاک کیا اور چابی اٹھائے وہ عمران کے ساتھ لفٹ کی طرف بڑھ گئی تا کہ چابی کاؤنٹر پر جمع کرا سکے اور وہ باہر جا سکیں اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران کی نئے ماڈل کی سپورٹس کار تیزی سے ہرکارپا کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

''کیا تمہاری مدر تمہیں پسند نہیں کرتیں جو تم ہر بار ان کے لئے ایسے فقرے کہہ دیتے ہو''...... یورشیا نے کہا۔

''وہ مجھے بے حد پسند کرتی ہیں۔ میں ان کا اکلوتا بیٹا ہوں لیکن وہ یہ پسند نہیں کرتیں کہ میں اس طرح غیر ملکی لڑکیوں کے ساتھ گھومتا پھرتا رہوں۔ وہ پرانے خیالات کی خاتون ہیں۔ اس دور کی

جب گھر میں بیٹھی ہوئی لڑکیوں کا باہر جانے والی عورتوں سے بھی پردہ کرایا جاتا تھا''...... عمران نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو پارٹنر۔ لڑکیوں کا عورتوں سے پردہ''۔ یورشیا نے اس طرح آنکھیں پھاڑتے ہوئے اور ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اس بات کی سمجھ ہی نہ آئی ہو۔

''ہاں۔ باہر جانے والی عورتیں جن میں زیادہ تعداد گھریلو خادماؤں کی ہوتی تھی۔ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ان کی نگاہوں میں پاکیزگی نہیں ہوتی اس لئے ایسی نگاہوں سے لڑکیوں کو بچانا چاہئے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''حیرت ہے۔ یہ کیسے پتہ چلتا ہے کہ نگاہیں پاکیزہ نہیں ہیں۔ اس سے کیا مطلب ہوا''...... یورشیا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جس طرح مردوں کی نظروں کو بے باک کہا جاتا ہے اس لئے ہمارے دین میں حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔ مطلب یہی تھا کہ بے باک نگاہوں سے دوسروں کو اور خاص طور پر عورتوں کو بچایا جائے۔ ایک بہت بڑے شاعر نے اس موضوع پر ایک خوبصورت شعر بھی کہا ہے کہ اس چہرے پر پاکیزہ جمالی کا رنگ کیسے آ سکتا ہے جسے بے باک نگاہوں نے روندا ہو''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ میں تو ایسی بات ہی پہلی بار سن رہی ہوں لیکن ایک بات میں نے محسوس کی ہے پارٹنر''...... یورشیا نے کہا۔

''وہ کون سی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہاری نگاہوں میں میرے لئے بے باکی نہیں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے جبکہ میں نے اب تک بہت کم مرد ایسے دیکھے ہیں پارٹنر، جن کی نگاہوں میں بے باکی نہیں ہوتی ورنہ مردوں کا بس چلے تو ہم عورتوں کو نگاہوں سے ہی کھا جائیں''...... یورشیا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''اماں بی کی جوتیوں کے ڈر سے بے چاری بے باکی میرے قریب بھی نہیں بھٹکتی''...... عمران نے جواب دیا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو پارٹنر۔ مدر کی جوتیاں۔ کیا مطلب''۔ یورشیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر اماں بی کو معلوم ہو جائے کہ میں نے کسی لڑکی یا عورت کو بے باکی سے دیکھا ہے تو وہ میرے سر پر اتنی جوتیاں ماریں گی کہ بے باکی تو ایک طرف بے چاری نظر ہی غائب ہو جائے گی''۔ عمران نے جواب دیا تو یورشیا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''تمہاری باتیں واقعی دلچسپ ہوتی ہیں۔ ویسے تمہارے اندر تضاد ہے۔ تم بیک وقت رجعت پسند بھی ہو اور روشن خیال بھی۔ تمہاری کوشش ہوتی ہے کہ تم ایک حد سے آگے نہ جاؤ اور تمہاری یہ بھی کوشش ہوتی ہے کہ میں بھی ایک حد سے آگے نہ جاؤں لیکن پارٹنر، یہ بتا دوں کہ اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تمہارے لئے میں ہر حد پار کر جاؤں گی۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔ یورشیا کا فیصلہ اور

آج تک یورشیا نے جو فیصلہ کیا ہے اسے ہمیشہ پورا کیا ہے"۔ یورشیا نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اب تک کتنے لوگوں کے لئے حد پار کر چکی ہو"...... عمران نے کہا تو یورشیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"ایک بھی نہیں۔ تم پہلے مرد ہو جس کے لئے میں ہر حد پار کرنے کے لئے تیار ہوں"...... یورشیا نے کہا۔

"تم خود ہی کہہ رہی ہو کہ میں بیک وقت رجعت پسند بھی ہوں اور روشن خیال بھی۔ اس کے باوجود تم حدیں پار کرنے کی باتیں کر رہی ہو۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ بہرحال کوئی اور بات کرو"...... عمران نے کہا تو یورشیا نے واقعی دوسری باتیں شروع کر دیں۔ ہرکارپا پہنچ کر عمران نے ایک ریستوران میں بیٹھ کر پہلے کافی پی اور پھر وہ یورشیا کو لے کر کھنڈرات کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں خاصے لوگ موجود تھے جن میں غیر ملکیوں کی اکثریت تھی۔ عمران چونکہ پہلے بھی کئی بار یہاں آ چکا تھا اس لئے اس نے یہاں کے چپے چپے کو دیکھا ہوا تھا۔ عمران، یورشیا کو ساتھ ساتھ آثار قدیمہ کے بارے میں بتاتا رہا جس سے یورشیا بے حد متاثر نظر آ رہی تھی۔

"یہاں ایک لمبی سرنگ نما غار تھی۔ وہ کہاں ہے"...... اچانک یورشیا نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم پہلے بھی یہاں آ چکی ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ کسی نے مجھے بتایا تھا"...... یورشیا نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہے۔ آؤ میں دکھاتا ہوں تمہیں"...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس طویل سرنگ نما غار کے دہانے پر پہنچ گئے۔ یہاں باقاعدہ ایک چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی جہاں اندر جانے والوں کے نام و پتے اور وقت وغیرہ لکھا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں سرچ لائٹ نما ٹارچ اور ایک کاشنر دیا جاتا تھا تاکہ اگر وہ کسی پریشانی میں پھنس جائیں تو کاشنر کا بٹن دبانے سے یہاں اطلاع ہو جائے گی اور ریسکیو ٹیمیں اندر جا کر ان کی مدد کر سکیں گی۔ عمران نے ٹارچ لے لی اور کاشنر بھی۔ البتہ ایک ہی ٹارچ اور ایک ہی کاشنر کو دونوں کے لئے کافی سمجھ لیا گیا تھا اس لئے یورشیا خالی ہاتھ تھی۔ سرنگ میں جب وہ داخل ہوئے تو اسی وقت دو غیر ملکی باہر نکل گئے۔ عمران نے ٹارچ روشن کر لی اور پھر وہ دونوں آگے بڑھتے چلے گئے۔ سرنگ کی دیواروں پر قدیم دور کی تصویریں بنی ہوئی تھیں جو ہرکارپا تہذیب کی نمائندگی کرتی تھیں۔ جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے ماحول میں تناؤ سا بڑھتا جا رہا تھا۔ شاید یہاں آکسیجن کی کمی ہوتی جا رہی تھی۔ پھر جب وہ کافی اندر پہنچ گئے تو اچانک ٹارچ بجھ گئی اور ماحول پر یکلخت خوفناک اندھیرا سا چھا گیا۔

"یہ کیا ہوا"...... یورشیا نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ

یکلخت اچھل کر عمران سے چمٹ گئی۔

"ارے۔ ارے۔ ہٹو۔ یہ کیا کر رہی ہو"..... عمران نے اسے جھٹکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں پارٹنر۔ اب مجھے علیحدہ مت کرو۔ اب میں تمام حدیں پار کر جاؤں گی"...... یورشیا نے بڑے خوابناک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی گھپ اندھیرے میں اس نے اچھل کر عمران کو دونوں بازوؤں میں لینے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ چیختی ہوئی اچھل کر سامنے والی دیوار سے جا ٹکرائی۔ عمران نے اسے بری طرح اچھال دیا تھا۔

"تم۔تم نے مجھے جھٹک دیا ہے۔تم نے"...... یورشیا نے تیزی سے اٹھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"ہاں اور سنو۔ اپنی حد میں رہو۔ ٹھیک ہے میں تمہیں بحیثیت دوست پسند کرتا ہوں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم اس حد تک بڑھ جاؤ"...... عمران نے اس بار غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری پارٹنر۔ بس مجھ پر نجانے کیوں جنون سا سوار ہو گیا تھا۔ آئی ایم رئیلی سوری پارٹنر۔ پلیز مجھے معاف کر دو"۔ یورشیا نے یکلخت ڈھیلے پڑتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آؤ اب واپس چلیں"...... عمران نے کہا اور واپسی کے لئے مڑ گیا۔ ٹارچ اب دوبارہ روشن ہو گئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس میں اچانک کوئی خرابی ہو گئی ہو جو خود ہی دور ہو گئی اور بند ہو جانے

والی ٹارچ دوبارہ روشن ہو گئی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ غار سے باہر آ چکے تھے۔ عمران نے ٹارچ اور کاشنر واپس جمع کرا دیئے۔ رجسٹر پر دستخط کئے اور پھر وہ دونوں آگے بڑھ گئے تاکہ مزید کھنڈرات دیکھنے کے بعد میوزیم دیکھا جا سکے لیکن عمران کے چہرے پر ابھی تک ہلکی سی بیزاری اور کوفت کے تاثرات نمایاں تھے۔

ٹائیگر کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلی ہوئی تھیں اور وہ منہ بنائے اس طرح کھڑا تھا جیسے اس کے جسم سے توانائی اچانک غائب ہو گئی ہو۔ عمران اسے اس بے رحمانہ انداز میں ڈانٹ کر بغیر مڑ کر دیکھے ہوٹل کے اندر جا چکا تھا۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ ہوٹل کے اندر پہنچ گیا۔ ہوٹل کا عملہ اس سے بہت اچھی طرح واقف تھا اس لئے ٹائیگر اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں ہوٹل میں رہائشی کمروں کی بکنگ کی جاتی تھی۔

''ہیلو دانش''...... ٹائیگر نے کاؤنٹر پر موجود ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اوہ۔ ہیلو ٹائیگر صاحب آپ۔ کوئی خاص بات''...... دانش نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ ٹائیگر کا بظاہر اس کاؤنٹر سے کوئی تعلق

نہ بنتا تھا۔ ظاہر ہے ٹائیگر نے یہاں کوئی رہائشی کمرہ تو الاٹ نہ کرانا تھا۔

''عمران صاحب کو جانتے ہو''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں کیوں۔ انہیں کون نہیں جانتا''...... دانش نے کہا۔

''یہاں ان کا کوئی مہمان ٹھہرا ہوا ہے اور عمران صاحب اس سے ملنے گئے ہیں۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مہمان کون ہے اور کس کمرے میں رہائش پذیر ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو دانش نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''فرنٹ کاؤنٹر سے بول رہا ہوں دانش۔ چیف ویٹر سلامت کو میرے پاس بھیجو''...... دانش نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ایک ادھیڑ عمر ویٹر وہاں آ گیا۔ اس نے ٹائیگر اور دانش دونوں کو سلام کیا۔

''سلامت۔ عمران صاحب کو تم جانتے ہو۔ پچھلے سال بھی انہوں نے تمہاری بیماری کا علاج کرایا تھا''...... دانش نے سلامت سے کہا۔

''ہاں۔ انہیں کون بھول سکتا ہے۔ وہ تو انسانی روپ میں فرشتہ ہیں۔ مسئلہ کیا ہے''...... سلامت نے کہا۔

''یہاں کسی کمرے میں ان کا مہمان ہے اور وہ اس سے ملنے

آئے ہیں اور ٹائیگر صاحب نے ان سے انتہائی ضروری ملنا ہے''۔ دانش نے کہا۔

''میں ابھی معلوم کر کے آتا ہوں''...... سلامت نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا واپس چلا گیا۔

''یہ کہاں سے معلوم کرے گا''...... ٹائیگر نے دانش سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہر منزل پر ایک ویٹر کی خصوصی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ یہ لوگ بے حد تیز ہوتے ہیں اور اس منزل پر نہ صرف رہنے والوں بلکہ ان کے پاس آنے جانے والوں کو بھی یہ اچھی طرح جانتے ہیں اور عمران صاحب کو تو یہ سب جانتے ہیں''...... دانش نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد سلامت واپس آ گیا۔

''عمران صاحب کی مہمان تیسری منزل کے کمرہ نمبر تین سو اٹھارہ میں رہائش پذیر ہے اور عمران صاحب بھی اس وقت وہیں ہیں''...... سلامت نے واپس آ کر آہستہ سے کہا۔

''کیا مہمان خاتون ہیں۔ کون ہے یہ''...... ٹائیگر نے دانش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو دانش نے سامنے موجود کمپیوٹر کے کی بورڈ پر انگلیاں چلانا شروع کر دیں۔

''آران کی خاتون ہیں اور سیاحت کے لئے پاکیشیا آئی ہیں۔ نام یورشیا ہے''...... دانش نے چند لمحوں بعد کمپیوٹر کی سکرین پر ڈسپلے ہونے والی تحریر پڑھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ شکریہ''...... ٹائیگر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ یورشیا اس کے لئے نیا نام تھا لیکن بہرحال اب ایسی بات بھی نہ تھی کہ ٹائیگر، عمران یا اس کی مہمان کے پیچھے بھاگتا رہتا۔ اسے صرف تجسس تھا کہ عمران نے جس مہمان کا کہا ہے اور جس کے لئے اس نے ٹائیگر سے سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے اسے ڈانٹ دیا تھا وہ کون ہے۔ ٹائیگر نے ڈائننگ ہال کا رخ کیا کیونکہ وہ یہاں کھانا کھانے ہی آیا تھا۔ ڈائننگ ہال کی طرف جاتے ہوئے اس کی نظریں لفٹ پر پڑیں تو وہ تیزی سے ایک ستون کی اوٹ میں ہو گیا کیونکہ لفٹ سے عمران اور اس کے ساتھ ہی ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی باہر آئے تھے اور ان دونوں کا رخ بیرونی گیٹ کی طرف تھا۔ ٹائیگر اس لئے ستون کی اوٹ میں ہو گیا تھا کہ وہ دوبارہ عمران کے سامنے نہ آنا چاہتا تھا تاکہ عمران یہ نہ سمجھ لے کہ ٹائیگر اس کی ٹوہ لگاتا پھر رہا ہے۔ عمران اور وہ لڑکی جس کا نام کاؤنٹر بوائے نے یورشیا بتایا تھا، اس کے قریب سے ہو کر گزر گئے لیکن ٹائیگر اس وقت تک وہیں رکا رہا جب تک وہ دونوں گیٹ سے باہر نہ چلے گئے۔ پھر آگے بڑھ کر ٹائیگر ڈائننگ ہال میں جا کر ایک خالی میز پر بیٹھ گیا۔ اس نے مینو اٹھا کر ویٹر کو لنچ کا آرڈر لکھوایا اور مینو واپس رکھ دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ آرڈر سرو ہوتا ایک ادھیڑ عمر عورت اس کی میز کے قریب رک گئی۔

''کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں''...... ادھیڑ عمر عورت نے مسکراتے

ہوئے ٹائیگر سے کہا۔

''جی تشریف رکھیں''...... ٹائیگر نے کہا تو وہ ادھیڑ عمر عورت شکریہ ادا کر کے میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔

''میرا نام جہاں آرا خورشید ہے۔ آپ مجھے مسز خورشید بھی کہہ سکتے ہیں۔ میرے شوہر خورشید زماں کی خورشید نام کی ایک ٹیکسٹائل مل ہے''...... اس عورت نے باقاعدہ اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام رضوان ہے اور میں بھی چھوٹا موٹا بزنس کرتا ہوں''۔ ٹائیگر نے جواب دیا اور اسی لمحے ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا قریب آ کر رکا۔

''لیڈی صاحبہ سے آرڈر لو اور کھانا لے آؤ۔ لیکن ذرا جلدی۔ ہم اکٹھے ہی کھائیں گے''...... ٹائیگر نے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''بہتر جناب''...... ویٹر نے کھانے کے برتن میز پر لگاتے ہوئے کہا۔ جہاں آرا خورشید نے مینو اٹھایا اور ویٹر کو آرڈر لکھوا دیا۔

''آپ کھانا کھائیں۔ میں بعد میں کھا لوں گی''...... جہاں آرا خورشید نے کہا۔

''کوئی بات نہیں مسز خورشید۔ ابھی آرڈر سرو ہو جائے گا تو اکٹھے کھا لیں گے''...... ٹائیگر نے کہا اور جہاں آرا خورشید نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر نے کھانا لگا دیا اور پھر ان دونوں نے اکٹھے کھانا کھایا۔ کھانا کھا کر ٹائیگر نے کافی کا آرڈر دیا اور خود اٹھ کر واش بیسن کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اس کی عادت تھی کہ کھانا کھانے کے بعد وہ لازماً ہاتھ دھویا کرتا تھا۔

''آپ نے اپنا ادھورا تعارف کرایا ہے۔ شاید یہ سوچ کر کہ آپ کا معروف نام مجھے اچھا نہیں لگے گا''...... جہاں آرا خورشید نے کافی کا سپ لیتے ہوئے مسکرا کر کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

''آپ مجھے پہلے سے جانتی ہیں''...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

''نہیں۔ میری تو آپ سے پہلی بار ملاقات ہو رہی ہے۔ میں شان نگر میں رہتی ہوں اور یہاں دارالحکومت تو کبھی کبھار ہی آنا ہوتا ہے۔ خورشید ٹیکسٹائل مل شان نگر میں ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ آپ کا معروف نام ٹائیگر ہے اور یہ مت پوچھیں کہ مجھے کیسے معلوم ہے''...... جہاں آرا خورشید نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''لیکن آپ کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ کیا ٹائیگر کا لفظ میرے ماتھے پر لکھا ہوا ہے''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جہاں آرا خورشید بے اختیار ہنس پڑی۔

''آپ درست کہہ رہے ہیں۔ نام واقعی آدمی کی پیشانی پر لکھا

ہوتا ہے بشرطیکہ کوئی پڑھنے والا ہو۔ بہرحال اب مجھے اجازت دیں۔ بل میں ادا کر دوں گی''...... جہاں آرا خورشید نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اوہ نہیں مسز خورشید۔ میں یہاں پہلے سے موجود تھا۔ یہ میرا حق ہے۔ پلیز آپ اصرار نہیں کریں گی''...... ٹائیگر نے بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ آپ اصرار کرتے ہیں تو ٹھیک ہے لیکن پھر مجھے آپ کو اس کے معاوضہ میں کچھ اور دینا پڑے گا''...... جہاں آرا خورشید نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ اس کی سمجھ میں جہاں آرا خورشید کی بات نہ آئی تھی۔

''مسٹر ٹائیگر۔ تمہارا استاد علی عمران طاغوتی طاقتوں کا ٹارگٹ بنا ہوا ہے۔ طاغوتی طاقتیں شیطانی طاقتیں ہوتی ہیں جو انسانوں کو گمراہ کرتی ہیں۔ تمہارے استاد علی عمران کے ساتھ ابھی ہوٹل سے جانے والی آرانی لڑکی دراصل بہت طاقتور طاغوتی طاقت ہے۔ اس نے آج تمہارے استاد کو گمراہ کرنے اور راہ راست سے ہٹانے کے لئے بڑا خوفناک وار کرنا ہے لیکن کم از کم آج وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے گی لیکن وہ مسلسل ایسا کرتی رہے گی۔ تمہارا استاد بہت صاحب کردار آدمی ہے لیکن اگر ایک فیصد لغزش بھی ہوئی تو علی عمران ہمیشہ کے لئے گناہ کی تحت الثریٰ میں جا گرے گا۔

بس میں اتنا ہی بتا سکتی ہوں اور پلیز۔ مجھ سے مزید کوئی بات نہ پوچھیں۔ تھینک یو''...... جہاں آرا خورشید نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتی ڈائننگ ہال کے دروازے کی طرف بڑھ گئی جبکہ ٹائیگر حیرت سے بت بنا اپنی جگہ پر بیٹھا رہ گیا۔ پھر اس نے بے اختیار جھرجھری لی اور اسے ہوش آیا تو وہ اٹھ کر تیزی سے باہر کی طرف بڑھا لیکن پھر ہوٹل کے اندر اور باہر اس نے جہاں آرا خورشید کو تلاش کیا لیکن وہ وہاں سے جا چکی تھی۔

ٹائیگر نے واپس آ کر بل کی ادائیگی کی۔ اسے پہلے جاتے ہوئے اس لئے نہ ٹوکا گیا تھا کہ وہاں سب اس سے اچھی طرح واقف تھے۔ بل ادا کر کے ٹائیگر واپس جانے کے لئے باہر کی طرف مڑا ہی تھا کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ اگر یہ لڑکی بقول اس عورت کے کوئی شیطانی طاقت ہے تو اس کے کمرے کی تلاشی لینا چاہئے۔ شاید وہاں سے کوئی ایسی چیز اس کے ہاتھ لگ جائے جس سے وہ کسی نتیجے پر پہنچ سکے کیونکہ اس کا ذہن جہاں آرا خورشید کی بات کو تسلیم کرنے اور نہ کرنے کے درمیان لٹک رہا تھا۔ اس نے لڑکی کو خود دیکھا تھا۔ وہ عام سی لڑکی تھی۔ اس میں ایسی کوئی خاص بات اسے نظر نہ آئی تھی جس سے وہ اسے کوئی طاقت سمجھتا۔ پھر اسے معلوم تھا کہ عمران خود بھی ایسی طاقتوں کو پہچان لیتا ہے لیکن جہاں آرا خورشید نے پہلے اس کا نام ٹائیگر بتا کر اسے اپنے کسی علم کا قائل کر لیا تھا لیکن پھر اسے خیال آیا کہ ہو

سکتا ہے کہ کسی کے منہ سے اس نے اس کا نام سن لیا ہو اور اس طرح اس نے ٹائیگر پر اپنے علم کا رعب ڈالنے کی کوشش کی ہو لیکن پھر وہ واپس مڑتے مڑتے رک گیا۔ اسے خیال آ گیا تھا کہ کسی لڑکی کے کمرے میں ایسی کیا چیز ہو سکتی ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ وہ انسان ہے یا کوئی شیطانی طاقت اور اس کے ساتھ ہی اسے اچانک جوزف کا خیال آیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے معلوم تھا کہ جوزف ایسی طاقتوں کو فوراً سونگھ لیتا ہے۔ چنانچہ اس نے جوزف کو یہاں کال کرنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر وہ کاؤنٹر کے ساتھ بنے ہوئے فون کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ یہ علیحدہ کمرہ تھا جسے ساؤنڈ پروف بنایا گیا تھا۔ اس وقت یہ کمرہ خالی تھا اس لئے ٹائیگر نے اندر داخل ہو کر شیشے کا بنا ہوا دروازہ بند کر دیا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور رانا ہاؤس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”رانا ہاؤس“...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

”جوزف۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں ہوٹل ہالی ڈے سے۔ تم فوراً یہاں میرے پاس آ جاؤ۔ عمران صاحب کے سلسلے میں ایک انتہائی ضروری کام ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”باس کے بارے میں کام۔ کیا کام ہے“...... جوزف نے چونک کر پوچھا۔

”فون پر بتانے والی بات نہیں ہے۔ تم آ جاؤ۔ پھر تفصیل سے بات ہو گی“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اچھا۔ میں آ رہا ہوں“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے بھی رسیور رکھ دیا اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران کا نام درمیان میں آنے سے اب جوزف جلد از جلد یہاں پہنچ جائے گا ورنہ شاید وہ رانا ہاؤس چھوڑ کر آنے سے انکار کر دیتا۔ ٹائیگر ہال میں ہی ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ویٹر نے اس سے آرڈر کے بارے میں پوچھا تو ٹائیگر نے منع کر دیا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی جوزف ہال میں داخل ہوا تو ٹائیگر نے ہاتھ اٹھا کر اسے اشارہ کیا تو وہ تیزی سے اس میز کی طرف بڑھا جس پر ٹائیگر موجود تھا۔ ٹائیگر نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

”تم کیا پیو گے“...... ٹائیگر نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

”چھوڑیں اس تکلف کو۔ آپ مجھے بتائیں کہ باس کے بارے میں کیا بات کرنا چاہتے ہیں“...... جوزف نے بے چین سے لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ اوہ۔ کہاں ہے اس کا کمرہ۔ مجھے لے چلو وہاں۔ جلدی“۔ جوزف نے اور زیادہ بے چین ہوتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ جوزف بھی اٹھا اور پھر وہ دونوں لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ تیسری منزل پر موجود تھے۔ کمرہ نمبر تین سو اٹھار
کا دروازہ لاکڈ تھا جبکہ سائیڈ پیٹ [illegible] رشیا کا نام لکھا ہوا تھا۔
ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر جیب میں موجود ایک مڑی ہوئی
تار نکال لی۔ اس نے اسے کی ہول میں ڈالا اور تیزی سے دائیں
بائیں گھمانے لگا۔ جوزف اس کے پیچھے اس انداز میں کھڑا تھا کہ
کوئی چیک نہ کر سکے کہ ٹائیگر کیا کر رہا ہے اور چند لمحوں بعد ہی
کٹاک کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے تار نکال لی اور جیب میں
ڈال کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی جوزف، ٹائیگر کو
دھکیلتا ہوا تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر بھی اندر
داخل ہوا۔

”یہاں شیطانی طاقت کی مخصوص بو موجود ہے۔ یہاں شیطانی
طاقت رہتی ہے۔ اب پتہ نہیں کہ وہ یہاں رہنے والی لڑکی کے
روپ میں ہے یا بغیر ظاہر ہوئے یہاں رہ رہی ہے“...... جوزف
نے چند لمحوں بعد تیز لہجے میں کہا۔

”یہ کیسے معلوم ہوگا“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”مجھے بدروحوں کے عالم وچ ڈاکٹر موراشی سے معلوم کرنا
پڑے گا۔ آؤ میرے ساتھ“...... جوزف نے واپس مڑتے ہوئے کہا
اور چند لمحوں بعد وہ دونوں کمرے سے باہر آ چکے تھے۔ ٹائیگر نے
ہینڈل کو جھٹکا دیا تو دروازہ دوبارہ لاکڈ ہوگیا۔

”تم کار پر آئے ہو گے“...... جوزف نے نیچے ہال میں پہنچ کر

کہا۔

”ہاں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”میں نے اس لئے پوچھا ہے کہ تم میرے ساتھ چلنا چاہو تو
میرے ساتھ چلو“...... جوزف نے کہا۔

”نہیں۔ میں اپنی کار میں آ رہا ہوں“...... ٹائیگر نے کہا تو
جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر رانا ہاؤس
پہنچ گیا۔ پھاٹک جوانا نے کھولا تھا۔

”جوزف پہنچا ہے یا نہیں“...... ٹائیگر نے کار کو مخصوص جگہ روک
کر نیچے اتر کر اپنی طرف آتے ہوئے جوانا سے پوچھا۔

”وہ مجھے کہہ کر کہ ٹائیگر آ رہا ہے پھاٹک کھول دینا، خود تیزی
سے اپنے کمرے میں چلا گیا ہے۔ کیا مسئلہ ہے۔ پہلے تم نے فون
کر کے جوزف کو کال کیا تھا“...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے اسے
مختصر طور پر سب کچھ بتا دیا تو جوانا کے چہرے پر بھی قدرے
پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

”اس کا مطلب ہے کہ ماسٹر ایک بار پھر کسی شیطانی معاملے
میں ملوث ہو رہا ہے یا کیا جا رہا ہے۔ ویسے ماسٹر کو تو خود ایسی
باتیں معلوم ہو جاتی ہیں“...... جوانا نے برآمدے کی طرف بڑھتے
ہوئے کہا جہاں چار پانچ کرسیاں موجود تھیں۔

”ہاں۔ یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ ویسے باس نے
جس لہجے اور انداز میں مجھے جواب دیا ہے وہ میرے لئے بالکل

اجنبی تھا اس لئے میں پریشان ہو گیا تھا۔ پھر اس عورت نے ایسی باتیں کر دیں جس سے پریشانی بڑھ گئی اور اب جوزف کہہ رہا ہے کہ کمرے میں کسی شیطانی طاقت کی بو موجود ہے''...... ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اب جوزف شاید کسی وچ ڈاکٹر سے معلوم کر رہا ہو گا''۔ جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ اس نے کہا ہے کہ وچ ڈاکٹر موراشی بدروحوں کا عامل ہے۔ وہ بتا سکتا ہے کہ اصل مسئلہ کیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ویسے جب تک میں ایکریمیا میں تھا میرے تصور میں بھی یہ باتیں نہ تھیں۔ یہاں آ کر ایسے ایسے تجربات ہوئے ہیں کہ بعض اوقات مجھے اپنے آپ پر بھی شک ہونے لگ جاتا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''شیطان اور اس کی ذریات تو ہر جگہ موجود ہیں۔ صرف مشرق میں ہی نہیں ہوتیں مغرب میں بھی ہوتی ہیں لیکن مغرب کے لوگ چونکہ روحانیت کی بجائے مادیت کو ترجیح دیتے ہیں اس لئے وہاں ان باتوں کو کھل کر سامنے آنے کا موقع نہیں ملتا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن ایک بات بتاؤ کہ آخر یہ سب کچھ بار بار ماسٹر کے ساتھ ہی کیوں پیش آتا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''اس لئے کہ باس جیسا ہم آہنگ آدمی اور دنیا میں کوئی نہیں

ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو جوانا بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''ہم آہنگ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات''...... جوانا نے کہا۔

''باس میں بے پناہ ذہانت ہے۔ باس میں بروقت فیصلہ کرنے کی قوت ہے۔ باس جسمانی طور پر بھی فٹ اور انتہائی مستعد آدمی ہے۔ باس شکست کا تصور بھی نہیں رکھتا اس لئے کسی بھی معاملے میں پیچھے ہٹنا اس کی سرشت میں نہیں۔ باس نرم دل، رحم دل اور فیاض طبیعت کا مالک ہے۔ دوستوں کے لئے باس مہربان دوست اور دشمنوں کے لئے خوفناک دشمن ثابت ہوتا ہے۔ باس غلطی کرے تو فوراً اس کا اعتراف کر کے اپنے آپ کو بدل لیتا ہے۔ غلطی پر کبھی اصرار نہیں کرتا۔ باس نیک طبع اور سلیم الفطرت ہے۔ روشنی کی بڑی بڑی قوتیں اسے پسند کرتی ہیں۔ یہ تمام خوبیاں کسی ایک انسان میں اکٹھی ہونا بے حد مشکل ہوتا ہے۔ پھر باس تکبر بالکل نہیں کرتا۔ یہ اس کی عظمت کی دلیل ہے۔ ان سب اسباب کے اکٹھے ہونے کی وجہ سے باس شیطان اور اس کی ذریات کے مقابلے میں ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے اس لئے روشنی کی بڑی شخصیات کا ان معاملات میں پہلا انتخاب باس ہی ہوتا ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم نے مجھے واقعی حیران کر دیا ہے۔ میں نے کبھی اس طرح

گہرائی میں سوچا ہی نہ تھا۔ ماسٹر پر مجھے فخر تھا لیکن اس فخر کی اصل بنیادیں کیا ہیں وہ تم نے بتا دی ہیں۔ البتہ ایک بات تم نے چھوڑ دی ہے''...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ کیا''...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

''یہ ماسٹر ہے جس کے ساتھ مل کر جوانا جیسا آدمی بھی مکمل طور پر تبدیل ہو چکا ہے اور یہ ماسٹر ہے جسے جوزف جیسا آدمی اپنا آقا کہتا ہے''...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''ہاں۔ تم درست کہہ رہے ہو''...... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا اور اسی لمحے جوزف برآمدے کے موڑ سے نکل کر ان کی طرف بڑھتا ہوا نظر آیا تو وہ دونوں اسے غور سے دیکھنے لگے۔

''کیا رزلٹ رہا جوزف''...... ٹائیگر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''باس شیطانی قوت کے ساتھ گھومتا پھر رہا ہے۔ بے حد طاقتور ہے یہ شیطانی طاقت اور باس ہر وقت خطرے میں ہے لیکن باس کو اس خطرے کا احساس نہیں ہے''...... جوزف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میرا تو خیال ہے کہ ماسٹر کو لازماً اس ساری صورت حال کا علم ہو گا اور وہ دانستہ ایسا کر رہے ہیں۔ شاید وہ ان شیطانوں کی جڑ تک اکھاڑنا چاہتے ہیں''...... جوانا نے کہا۔

''نہیں۔ وچ ڈاکٹر موراشی نے بتایا ہے کہ آخری نتیجے کا کوئی علم

نہیں ہے کہ کس کے حق میں جاتا ہے۔ ویسے نوے فیصد امکان ہے کہ طاغوتی طاقتیں کامیاب رہیں گی اور یہ بھی وچ ڈاکٹر موراشی نے بتایا ہے کہ باس کو سمجھانا بے کار ہے۔ شیطانی طاقت کا باس پر اس وقت اس قدر غلبہ ہو چکا ہے کہ اب باس اس شیطانی طاقت کے مقابل کسی کو اپنا دوست نہیں سمجھتا''...... جوزف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''وچ ڈاکٹر موراشی درست کہہ رہے ہیں۔ مجھے ذاتی طور پر اس کا تجربہ ہو چکا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیسا تجربہ''...... جوزف اور جوانا دونوں نے چونک کر کہا تو ٹائیگر نے انہیں ہوٹل کے گیٹ پر ہونے والی ملاقات اور عمران کے ردعمل کے بارے میں تفصیل سے بتا دیا۔

''تو کیا اب ماسٹر کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ یہ تو غلط بات ہو گی۔ ماسٹر کو اس شیطانی جال سے بچانا ہو گا''...... جوانا نے کہا۔

''وچ ڈاکٹر موراشی نے گو کہا ہے کہ امکان ہے نوے فیصد شیطانی طاقت جیتے گی لیکن مجھے یقین ہے کہ سو فیصد باس کامیاب رہے گا۔ باس ایسا تر نوالہ نہیں ہے کہ شیطانی طاقت اس کا کچھ بگاڑ سکے''...... جوزف نے کہا۔

''جوزف۔ کیا تم اس شیطانی طاقت کو باس پر ظاہر نہیں کر سکتے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ظاہر۔ کیا مطلب''...... جوزف نے چونک کر پوچھا۔

''اب ظاہر ہے باس چوبیس گھنٹے تو اس عورت کے ساتھ نہیں رہتا۔ وہ جب ہوٹل کے کمرے میں نہ ہو تو تم میرے ساتھ اندر پہنچ جاؤ اور پھر اس عورت پر کوئی ایسا مخصوص عمل کرو کہ اس کی اصلیت ظاہر ہو جائے۔ پھر ہم باس کو بلا کر اسے دکھا دیں کہ وہ کسی شیطانی چکر میں پھنس گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن مجھے اس کا طریقہ وچ ڈاکٹر موراشی سے پوچھنا پڑے گا کیونکہ یہ طاغوتی طاقت ہے۔ عام جادو کی طاقت نہیں ہے۔ میں ابھی آتا ہوں''...... جوزف نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''جس طاقت نے باس کے ذہن پر اس قدر غلبہ پا لیا ہے وہ کوئی عام طاقت نہیں ہو سکتی۔ ایسا نہ ہو کہ جوزف کو کوئی نقصان پہنچ جائے''...... جوانا نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''جوزف ان معاملات میں بے حد محتاط رہتا ہے اور عمران صاحب بھی اس پر مکمل اعتماد کرتے ہیں۔ اب تم خود دیکھ لو۔ جوزف ازخود کچھ کرنے کی بجائے پھر اس وچ ڈاکٹر موراشی سے مشورہ کرنے گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد جوزف واپس آیا۔ اس کا چہرہ خاصی حد تک بگڑا ہوا تھا جیسے شدید مشقت کے بعد کسی آدمی کا چہرہ بگڑ جاتا ہے۔ آنکھیں گہری سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ آ کر اس طرح کرسی پر گر گیا جیسے اس میں

اب مزید کھڑے رہنے کی طاقت نہ رہی ہو۔

''کیا ہوا ہے تمہیں''...... جوانا نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

''کچھ نہیں۔ وچ ڈاکٹر موراشی کچھ بتا نہ رہا تھا اس لئے میں نے اسے اٹھا کر پٹخ دیا اور پھر اس کی گردن پر پیر رکھ کر اس سے آخرکار پوچھ لیا لیکن تمہیں معلوم ہی نہیں کہ ماروشی کتنا طاقتور ہے۔ اس نے چند لمحوں میں ہی میرا یہ حال کر دیا ہے لیکن میں نے بہرحال باس کو ان شیطانوں سے بچانا تھا اس لئے میں اڑا رہا''...... جوزف نے دو چار لمبے سانس لینے کے بعد کہا۔

''کیا تم اس وچ ڈاکٹر کے ساتھ باقاعدہ کشتی کرتے رہے ہو''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ اور تم دیکھ لو کہ میں معلوم کرنے میں کامیاب رہا ہوں''۔ جوزف نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''وچ ڈاکٹر ماروشی کے مطابق باس کے ساتھ جو عورت ہے وہ بدروح ہے اور انتہائی خبیث بدروح ہے۔ وہ گمراہی پھیلانے والی بدروح ہے اور روح کو ہلاک نہیں کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ایسی بدروحوں کو اس انداز میں فنا کیا جا سکتا ہے کہ وہ آئندہ سینکڑوں سالوں تک بھی فعال نہیں ہو سکتیں۔ مطلب ہے کہ جس بدروح کو فنا یا ہلاک کیا جاتا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ بدروح صدیوں تک غیر فعال رہے گی۔ صدیوں بعد وہ دوبارہ فعال ہو سکے تو ہو سکے۔ چنانچہ اس طاقتور بدروح کو فنا کرنے کا طریقہ وچ ڈاکٹر ماروشی نے

یہ بتایا ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں بیک وقت نکال دو تو اس کا جسم دھواں بن کر فنا ہو جائے گا اور یہ روح صدیوں تک غیر فعال رہے گی جسے فنا کہا جاتا ہے لیکن شرط یہی ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں بیک وقت نکالی جائیں۔ اگر کمی بیشی ہو گئی تو روح غائب ہو جائے گی اور پھر سامنے آئے بغیر فنا کرنے والے کے خلاف خوفناک کارروائیاں کرتی رہے گی''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن اگر وہ غائب ہو گئی تو باس کو کیسے یقین دلایا جائے گا کہ وہ واقعی خبیث روح تھی۔ اسے بے بس کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ جیسے پہلے تم ایسے آدمی کے منہ میں کالا تسمہ ڈال کر اسے بے بس کر دیتے تھے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے یہ بھی وچ ڈاکٹر موراشی سے پوچھا تھا۔ وہ یہ بات نہ بتا رہا تھا جس کی وجہ سے مجھے اس کے ساتھ باقاعدہ جنگ کرنا پڑی اور جوزف دی گریٹ آخرکار اس کا فاتح قرار دیا گیا اور وچ ڈاکٹر موراشی نے بھی شکست تسلیم کر لی اور پھر اس نے بتایا کہ طاغوتی طاقت کو بے بس کرنے کا طریقہ بھی وہی ہے کہ اس کے منہ میں کالا دھاگہ یا تسمہ ڈال دو لیکن عقب میں ایک گانٹھ کی بجائے دو گانٹھیں باندھو۔ اگر ایک گانٹھ باندھی گئی جیسے کہ دوسرے ایسے شیطانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے تو طاغوتی قوت فرار ہو جائے گی اور اگر دو گانٹھیں باندھی گئیں تو پھر وہ بے بس ہو جائے گی''۔

جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا وچ ڈاکٹر موراشی نے تمہیں درست بتایا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس نے جھوٹ بولا ہو اور ہم الٹا پھنس جائیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ وچ ڈاکٹر جب بتانے پر آ جائیں تو پھر وہ غلط نہیں بتاتے ورنہ ان سے ان کی وچ ڈاکٹری چھین لی جاتی ہے اور وہ بے کار ہو جاتے ہیں اور سینکڑوں سالوں کی محنت کے بعد حاصل کردہ وچ ڈاکٹری کو کوئی غلط بیانی کر کے رسک میں نہیں ڈالتا۔ وہ نہ بتائیں تو نہ بتائیں لیکن جب بتائیں گے تو غلط نہیں بتائیں گے''۔ جوزف نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''او کے۔ پھر تسمے اٹھاؤ اور میرے ساتھ ہوٹل چلو۔ باس اور وہ طاغوتی طاقت بہرحال واپس آئیں گے۔ جب باس چلا جائے گا تو اس طاغوتی طاقت پر قابو پا کر باس کو کال کر لیں گے اور پھر باس پر جب اصل حقیقت روشن ہو گی تو باس اس طاقت کے ٹرانس سے نکل آئیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں بھی ساتھ جاؤں گا''...... جوانا نے کہا۔

''لیکن رانا ہاؤس میں کون رہے گا۔ ایسا کرو تم چلے جاؤ۔ میں یہاں رہتا ہوں۔ تم دونوں مل کر اس پر قابو پا سکتے ہو''...... جوزف نے کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ اس کام میں تمہیں مہارت حاصل ہے اور ماسٹر

کی زندگی کا سوال ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم دونوں جاؤ''...... جوانا نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ابھی نہیں۔ ایک گھنٹے بعد میں ہوٹل فون کر کے معلوم کروں گا۔ نجانے باس اسے کہاں لے گیا ہے اور کب باس اور اس طاغوتی طاقت کی واپسی ہو''...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈاکٹر کرسٹائن اپنی رہائش گاہ میں اپنے مخصوص کمرے میں موجود تھا۔ دو خوبصورت لڑکیاں اس کے دونوں اطراف میں صوفے پر بیٹھی ہوئی تھیں اور بڑے لاڈ بھرے انداز میں وہ ڈاکٹر کرسٹائن کو شراب پلانے میں مصروف تھیں کہ یکلخت دور سے کسی عورت کے چیخنے کی آواز سنائی دی تو دونوں لڑکیاں بے اختیار چونک پڑیں۔

''تم جاؤ''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے ان دونوں لڑکیوں سے کہا تو وہ تیزی سے اٹھیں اور دوڑتی ہوئیں سائیڈ دروازے کی طرف بڑھ گئیں اور پلک جھپکنے میں دروازے میں غائب ہو گئیں۔

''آ جاؤ راشی۔ آ جاؤ''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو کمرے کے وسط میں زمین سے نیلے رنگ کا دھواں سا اٹھا اور چند لمحوں بعد یہ دھواں ایک خوبصورت لڑکی کے طور پر مجسم ہو گیا۔

''راشی حاضر ہے آقا''...... لڑکی نے سر جھکاتے ہوئے بڑے

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا اطلاع ہے تمہارے پاس یورشہ کے بارے میں۔ کیا کر رہی ہے وہ"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"آقا۔ یورشہ بے حد طاقتور روح ہے اور پھر اسے آپ کی سرپرستی بھی حاصل ہے اس لئے وہ ناقابل تسخیر بن چکی ہے۔ لیکن آقا۔ اس بار یورشہ کا جس سے ٹکراؤ ہوا ہے وہ بھی انتہائی سخت ترین انسان ہے۔ یہ دو انتہاؤں کا خوفناک ٹکراؤ ہے"...... راشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہی ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی انسان جو چاہے کتنا ہی سخت مزاج کیوں نہ ہو یورشہ کے سامنے چند لمحے بھی ٹھہر جائے۔ اس نے آج تک بے شمار افراد کو راستے سے بھٹکایا ہے اور گمراہی کے گڑھوں میں ہمیشہ کے لئے ڈال دیا ہے اور تم کہہ رہی ہے کہ یورشہ کا مقابل سخت ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"میں تھوڑی دیر بعد آپ کی بات یورشہ سے کرا دیتی ہوں۔ آپ اس سے خود بات کر لیں اور یہ بھی بتا دوں کہ یورشہ کی پوری پوری معاونت کی جائے کیونکہ وہ اس وقت شیطان کے ایک بڑے دشمن کے مقابلے پر کام کر رہی ہے۔ اسے آپ کی مدد کی ضرورت ہو گی"...... راشی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم اس کی مکمل مدد کریں گے لیکن یورشہ کو بھی

کارکردگی دکھانا ہو گی"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"اس نے اب تک بڑی اچھی کامیابی دکھائی ہے اور آئندہ بھی دکھائے گی۔ میں بات کراتی ہوں"...... راشی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ اٹھا کر نیچے کی طرف جھٹک دیا۔

"یورشہ میں راشی بول رہی ہوں۔ آقا تم سے براہ راست بات کرنا چاہتے ہیں۔ انتظام کرو"...... راشی کی تیز آواز سنائی دی۔

"اچھا"...... یورشہ کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ میں یورشہ بول رہی ہوں۔ میں اس وقت پاکیشیا کے دارالحکومت کے ایک ہوٹل کے کمرے میں ہوں۔ عمران ابھی مجھے یہاں چھوڑ کر گیا ہے۔ میں آقا سے بات کرنے کے لئے واش روم میں آ گئی ہوں"...... تھوڑی دیر بعد یورشہ کی آواز سنائی دی۔

"یورشہ۔ میں ڈاکٹر کرسٹائن بول رہا ہوں۔ اس عمران کو تم نے اب تک زیر کیوں نہیں کیا"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے خاصے سخت لہجے میں کہا۔

"آقا۔ یہ آدمی تو میری توقع سے بھی زیادہ سخت اصولوں اور کردار کا آدمی ہے لیکن میں مسلسل اس پر کام کر رہی ہوں۔ پہلے میں نے اس کے ذہن پر بیس فیصد قبضہ کرنے میں کامیابی حاصل کی جس کی وجہ سے وہ اب میرے کہنے پر میرے ساتھ رہتا ہے۔ آج بھی میں اسے لے کر یہاں کے قدیم کھنڈرات میں گئی۔ اس کے سامنے تو میں نے یہی ظاہر کیا کہ میں پہلی بار ان کھنڈرات کو

دیکھ رہی ہوں حالانکہ میری روح ان کھنڈرات میں بے شمار بار گھومتی پھرتی رہی ہے۔ بہرحال یہاں ایک بڑی سی خفیہ سرنگ ہے۔ میں عمران کو وہاں لے گئی۔ پھر میں نے اس پر مزید پچاس فیصد قبضہ کرنے کے لئے اس سے چمٹنے کی کوشش کی تو اس نے مجھے جھٹک دیا۔ اس کے چہرے پر شدید غصہ ابھر آیا۔ پہلے تو یہ محسوس ہوا کہ وہ میری حقیقت جان گیا ہے لیکن پھر میں نے اس کا ذہن پڑھا تو وہ مجھے نہ جان سکا تھا۔ البتہ اسے میری یہ حرکت پسند نہیں آئی اور اس نے اس کے خلاف ردعمل ظاہر کیا ہے لیکن میں نے دیکھ لیا ہے کہ گو مجھے پچاس فیصد کامیابی تو نہیں ہو سکی لیکن میں نے اس پر پچیس فیصد قبضہ کر لیا ہے۔ اس طرح اب مزید چار پانچ اقدامات کے بعد میں اس پر مکمل طور پر قابو پا لوں گی اور اس کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ ہمارے قابو آ جائے گا''...... یورشہ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم کوئی خطرہ تو محسوس نہیں کر رہی''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''محسوس کر رہی ہوں آقا۔ کیونکہ اس عمران کے کئی ساتھی اس کا میرے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتے۔ یہ تو میری وجہ سے عمران انہیں سختی سے ڈانٹ دیتا ہے ورنہ وہ شاید عمران کو میرے پاس ہی نہ آنے دیں اور آقا۔ ایک بات اور مجھے محسوس ہونے لگ گئی ہے اور میں نے اسے خود بھی دیکھا ہے۔ عمران کا ایک ساتھی افریقی

حبشی ہے۔ اس کا نام جوزف ہے۔ وہ افریقہ کے وچ ڈاکٹروں کا پسندیدہ آدمی ہے اس لئے اسے روکنے کے لئے آپ شران کو میرے پاس بھجوا دیں۔ وہ میرے ساتھ ساتھ رہے گا اور میری حفاظت عمران کے ساتھیوں سے آسانی سے کر لے گا''...... یورشہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں شران کو بھجوا دیتا ہوں۔ وہ کسی کو نظر نہیں آئے گا لیکن وہ تمہاری بخوبی حفاظت کرے گا اور میں اسے حکم دے دوں گا کہ وہ تمہارے احکامات کی تعمیل کرے اور سنو۔ مجھے ہر صورت میں تمہاری کامیابی چاہئے۔ اس عمران کو ہر صورت میں راستے سے بھٹکا دو اور پھر اسے گمراہی کے تاریک غاروں میں ڈال کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دو تاکہ شیطان کے سامنے ہم سر اٹھا کر کہہ سکیں کہ جسے شیطان کی اور طاقتیں ختم نہیں کر سکیں اسے طاغوتی طاقتوں نے ختم کر دیا ہے۔ اس طرح شیطان کی طرف سے ہمیں اس کے دربار میں زیادہ اہمیت دی جائے گی''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''یہ میرا وعدہ ہے آقا کہ میں اس عمران کو ہر صورت میں گمراہ کر کے رہوں گی''...... یورشہ نے جواب دیا تو ڈاکٹر کرسٹائن نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھا کر نیچے جھٹک دیا۔

''بات ہو گئی آقا''...... چند لمحوں بعد راشی کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ اب تم جا سکتی ہو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو نیلے

رنگ کا دھواں سا اٹھا اور غائب ہو گیا۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا اور پھر اس نے اپنا ایک ہاتھ فضا میں جھٹکا تو کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک چھوٹے قد لیکن انتہائی پھیلے ہوئے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ اپنے انداز سے کوئی خوفناک گوریلا لگتا تھا۔ اس کے دونوں بازو اس قدر لمبے تھے کہ اس کے گھٹنوں تک آ رہے تھے۔ اس کا سر گنجا اور آنکھیں گہری سرخ تھیں۔

''شران حاضر ہے آقا''...... اس گوریلے نما آدمی نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں کرختگی نمایاں تھی۔

''شران۔ تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ تم پاکیشیا جا کر یورشہ کے ساتھ رہو۔ اس کی حفاظت کرو اور اگر کوئی اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو اسے ایسا کرنے سے روکو اور سنو۔ تم نے یورشہ کے حکم کی بالکل اس طرح تعمیل کرنی ہے جس طرح تم میرے احکامات کی تعمیل کرتے ہو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''میں نے یورشہ کی حفاظت کن سے کرنی ہے۔ انسانوں سے یا طاقتوں سے''...... شران نے سر جھکاتے ہوئے پوچھا۔

''انسانوں سے۔ یورشہ میرے حکم پر پاکیشیا کے ایک آدمی عمران کو گمراہ کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ اس عمران کو یہ معلوم نہیں ہے کہ یورشہ کوئی طاقت ہے۔ وہ اسے خوبصورت اور پرکشش نوجوان عورت سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ ہے لیکن وہ سخت کردار کا

آدمی ہے۔ آسانی سے یورشہ اسے زیر نہیں کر پا رہی لیکن یورشہ آج تک ناکام نہیں ہوئی اس لئے اس بار بھی وہ کامیاب رہے گی لیکن ابھی یورشہ نے مجھے بتایا ہے کہ اس عمران کے ساتھی عمران کا یورشہ کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتے۔ ان میں سے ایک افریقی حبشی ہے جس کا نام جوزف ہے اور یہ جوزف افریقہ کے وچ ڈاکٹروں کا پسندیدہ آدمی ہے اس لئے یورشہ کو اس سے خطرہ ہے۔ تم نے ان سب سے اس وقت تک یورشہ کی حفاظت کرنی ہے جب تک وہ اس عمران کو گمراہ کر لینے میں کامیاب نہیں ہوتی لیکن تم نے خیال رکھنا ہے کہ کسی پر اس وقت تک ظاہر نہیں ہونا جب تک کہ تم اس پر مجبور نہ ہو جاؤ اور یورشہ کی ہر صورت حفاظت کرنی ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی آقا''...... اس گوریلے نما آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب جاؤ اور حکم کی تعمیل کرو۔ اور سنو۔ اگر تم اپنے کام میں ناکام رہے تو تمہیں ہزاروں سالوں تک فنا کر دیا جائے گا''۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

''شران اور ناکامی دو متضاد الفاظ ہیں آقا۔ آپ بے فکر رہیں''۔ شران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

ٹائیگر کی کار تیزی سے اس ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جس میں یورشیا رہائش پذیر تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جوزف بیٹھا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے فون کر کے ہوٹل استقبالیہ سے معلوم کر لیا تھا کہ عمران اور یورشیا دونوں واپس آ چکے ہیں اور عمران، یورشیا کو اس کے کمرے تک چھوڑ کر واپس چلا گیا ہے تو ٹائیگر اور جوزف نے یورشیا پر ہاتھ ڈالنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر وہ دونوں ٹائیگر کی کار میں سوار ہو کر رانا ہاؤس سے ہوٹل کی طرف روانہ ہو گئے۔

''ایسا نہ ہو کہ باس کسی منصوبے کی وجہ سے یہ سب کچھ کر رہا ہو اور ہماری مداخلت سے اس کا منصوبہ خراب ہو جائے''۔ جوزف نے اچانک کہا۔

''کوئی منصوبہ نہیں ہے جوزف۔ دل سے یہ وہم نکال دو۔ کسی

طاغوتی طاقت کے ساتھ باس کا کیا منصوبہ ہو سکتا ہے۔ ہم نے بہرحال اس کا خاتمہ کرنا ہے ورنہ باس کی ذہنی حالت جس طرح نظر آ رہی ہے وہ مزید تیزی سے بگڑتی جائے گی اور اس طاغوتی طاقت نے اگر باس پر غلبہ پا لیا تو باس ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جائے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں نے وچ ڈاکٹر موراشی سے پوچھا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ تمہارا باس آسانی سے زیر ہونے والا نہیں ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''اس نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ تمہارا باس زیر ہونے والا نہیں ہے۔ اس نے تو کہا ہے کہ آسانی سے زیر ہونے والا نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ باس زیر بھی ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے جوزف کو سمجھانے کے لئے باقاعدہ دلیل دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم درست کہہ رہے ہو''...... جوزف نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے اندر داخل ہوئی اور ٹائیگر اسے ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ تقریباً خالی پڑی تھی کیونکہ ایسے ہوٹلوں میں رات پڑنے کے بعد رش ہوتا تھا۔ پارکنگ میں کار روک کر ٹائیگر اور جوزف نیچے اترے تو پارکنگ بوائے نے پارکنگ کارڈ ٹائیگر کے حوالے کر دیا۔ ٹائیگر نے کارڈ جیب میں ڈالا اور کار لاک کر کے وہ مڑا اور پھر جوزف کے ساتھ مین گیٹ کی

طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تم نے جاتے ہی اس پر ہاتھ ڈال دینا ہے جوزف۔ اسے وقت اور موقع مل گیا تو وہ غائب بھی ہوسکتی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے سمجھانے کی کوشش مت کرو۔ ان معاملات میں تم ابھی شیرخوار بچے ہو"...... جوزف نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوری جوزف۔ میرا مطلب تمہاری توہین کرنا نہیں تھا"۔ ٹائیگر نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے اس لئے تو ابھی تک اپنی ٹانگوں پر چل رہے ہو ورنہ جوزف دی گریٹ کی توہین کرنے والے اگلے لمحے زمین بوس ہو جاتے ہیں"...... جوزف نے جواب دیا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہم آپس میں ہی الجھ پڑے ہیں"...... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم نے بات ہی ایسی کر دی تھی۔ بہرحال اب اس موضوع پر بات نہیں ہو گی"...... جوزف نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے تیسری منزل پر پہنچ گئے۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر نے کال بیل کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا تو جوزف نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"تمہارے بولنے سے اسے معلوم ہو جائے گا۔ تار سے لاک

کھولو۔ ہم اچانک اندر داخل ہو جائیں گے"...... جوزف نے آہستہ سے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب اسے اپنی اس حرکت پر خود ہی شرم آ رہی تھی کہ اس نے اپنے طور پر جوزف کو ہوشیار کرنے کی کوشش کی تھی جبکہ جوزف واقعی ان معاملات میں بہت آگے تھا۔ ٹائیگر نے جیب سے مڑی ہوئی تار نکالی اور اسے لاک میں ڈال کر دائیں بائیں گھمانے لگا۔ جوزف اس کے پیچھے اس انداز میں کھڑا ہو گیا کہ گزرنے والوں کو واضح طور پر معلوم نہ ہو سکے کہ کیا ہو رہا ہے۔ چند لمحوں بعد کٹاک کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے تیزی سے تار نکال کر واپس جیب میں ڈالی اور پھر ہینڈل گھما کر اس نے دروازہ کھولا تو جوزف نے ہاتھ کے زور سے ٹائیگر کو ایک طرف ہٹایا اور خود تیزی سے پہلے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر تھا۔ ٹائیگر نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔ کمرہ خالی تھا۔ البتہ باتھ روم کے شیشے سے روشنی باہر نکل رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ یورشیا باتھ روم میں ہے۔

جوزف کے اشارے پر وہ دونوں دروازے کی سائیڈ میں کھڑے ہو گئے۔ ان دونوں کا انداز اس قسم کا تھا کہ جیسے وہ یورشیا کے باہر نکلتے ہی اس پر جھپٹ پڑیں گے۔ جوزف اس طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے وہ یہاں کسی کی موجودگی کا اندازہ لگا رہا ہو لیکن اس نے نہ ہی کوئی آواز نکالی اور نہ ہی ناک سے لمبے سانس لئے۔ تھوڑی دیر بعد لائٹ بجھ گئی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور

ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی باتھنگ گاؤن پہنے باہر آئی۔ اس نے سر پر بھی سفید رنگ کا تولیہ لپیٹا ہوا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مڑ کر اپنے عقب میں دیکھتی یا ان دونوں کا اپنے عقب میں موجودگی کا احساس ہوتا جوزف کسی بھوکے چیتے کی طرح یورشیا پر جھپٹا اور یورشیا کے حلق سے یکلخت چیخ نکل گئی۔ پلک جھپکنے میں یورشیا چیختی ہوئی ہوا میں اچھل کر قلابازی کھاتی ہوئی کمرے کے درمیان موجود میز پر گری اور پھر پلٹ کر فرش پر گری ہی تھی کہ جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے سیاہ رنگ کا تسمہ نکالا اور نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتی ہوئی یورشیا کے منہ میں ڈال کر اس نے بجلی کی سی تیزی سے اس کو گانٹھ دینے کی کوشش کی ہی تھی کہ وہ یکلخت چیختا ہوا فضا میں اچھلا اور پھر ایک دھماکے سے سائیڈ دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر گیا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی انتہائی طاقتور آدمی نے اسے کسی کھلونے کی طرح اٹھا کر دیوار سے دے مارا ہو لیکن وہاں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

”دو گانٹھیں باندھ دو ٹائیگر“...... جوزف نے غراتی ہوئی آواز میں کہا اور پھر وہ اچھل کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ ایک بار پھر وہ ہوا میں اڑتا ہوا سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا۔ کوئی نادیدہ طاقت واقعی اسے اس طرح اٹھا کر دیواروں کے ساتھ پٹخ رہی تھی جیسے بچے چھوٹے سے کھلونے کو اٹھا اٹھا کر پٹختے ہیں۔ جوزف کی بات سنتے ہی ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے یورشیا کی طرف بڑھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ

تسمے کو گانٹھ لگاتا اس کے پہلو پر زبردست ٹھوکر سی لگی اور ٹائیگر بھی جوزف کی طرح اڑتا ہوا سائیڈ دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا اور دوسرے لمحے کمرہ ایک خوفناک غراہٹ سے گونج اٹھا جبکہ جوزف اس طرح الٹ پلٹ ہو رہا تھا جیسے کسی نادیدہ طاقت سے خوفناک انداز میں لڑ رہا ہو اور پھر جوزف ایک دھماکے سے پشت کے بل نیچے فرش پر جا گرا لیکن دوسرے لمحے اس کی دونوں ٹانگوں نے پوری قوت سے جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ اس زور کا دھماکہ ہوا کہ کمرے کی عقبی دیوار جیسے لرز سی گئی۔ اس کے ساتھ ہی کمرہ غراہٹوں سے گونج اٹھا لیکن غراہٹوں کی آواز مسلسل آہستہ ہوتی جا رہی تھی۔

جوزف یکلخت اچھلا اور وہ اس طرح اس دیوار کی طرف دوڑا جیسے دیوار سے اپنا سر مار دے گا۔ وہ خاصا جھک کر دوڑ رہا تھا۔ پھر دیوار کے قریب جا کر اس کا جسم ایک لمحے کے لئے اچھلا اور دوسرے لمحے کمرہ ایک خوفناک چیخ سے گونج اٹھا جبکہ ٹائیگر دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرتے ہی ایک بار پھر تیزی سے اٹھ کر فرش پر بے حس و حرکت پڑی یورشیا کی طرف لپکا اور اس بار وہ بجلی کی سی تیزی سے حرکت کرتے ہوئے تسمے کو یورشیا کے سر کے عقب میں لے جا کر یکے بعد دیگرے دو گانٹھیں دینے میں کامیاب ہو گیا۔ اسی لمحے جوزف اچھل کر ایک طرف ہٹا اور پھر اس نے جیب سے سیاہ رنگ کا رومال نکالا۔ اس نے تیزی سے رومال کو رسی کی طرح

بٹ کر نیچے جھکا ہی تھا کہ ٹائیگر کو فرش پر ایک گوریلا نما آدمی پڑا نظر آنے لگ گیا۔ وہ سر سے گنجا تھا اور اس کا سر خاصا پچکا ہوا نظر آ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے ٹکر مار کر اس کا سر درمیان سے پچکا دیا ہو۔ ٹائیگر تسمہ باندھ کر سیدھا ہونے لگا تھا کہ جوزف الٹ کر پشت کے بل فرش پر جا گرا۔

''کیا ہوا اب''...... ٹائیگر نے اسی انداز میں تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''پپ۔ پپ۔ پانی دو مجھے۔ پانی دو جلدی''...... جوزف نے اس طرح بھنچے بھنچے لہجے میں کہا جیسے بڑی مشکل سے بول رہا ہو۔ ٹائیگر اس کی بات سنتے ہی بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا سائیڈ پر موجود ایک ریک کی طرف بڑھ گیا جس میں پانی کی بھری ہوئی بوتلیں موجود تھیں جو شاید ہوٹل کی طرف سے جنرل سپلائی میں دی جاتی تھیں۔ اس نے تیزی سے ایک بوتل کی سیل کھولی اور پھر ڈھکن ہٹا کر وہ واپس مڑا تو اس نے جوزف کے جسم کو اس طرح پھڑکتے دیکھا جیسے اس کے جسم سے لاکھوں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ گزر رہا ہو۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے تمہیں''...... ٹائیگر نے چیخ کر کہا اور بوتل کا ڈھکن ہٹا کر اس نے ایک ہاتھ سے اس کا منہ بھینچ کر کھولا اور دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل اس نے جوزف کے منہ میں گھسیڑنے کے انداز میں ڈال دی۔ اس کا وہ ہاتھ جس میں

اس نے جوزف کا منہ بھینچ کر کھولا ہوا تھا اس طرح ہل رہا تھا جیسے جوزف کے جسم میں واقعی لاکھوں۔ وولٹیج کا کرنٹ دوڑ رہا ہو لیکن جیسے جیسے پانی جوزف کے حلق سے نیچے اترتا چلا گیا ویسے ہی اس کے جسم میں موجود لرزش کم ہوتی چلی گئی اور پھر آدھی بوتل خالی ہوئی تھی کہ جوزف کا جسم پرسکون ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی جوزف نے نارمل انداز میں ہاتھ اٹھا کر بوتل پکڑ لی۔ اسی لمحے ٹائیگر کو اپنے عقب میں دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے مڑا لیکن دروازے میں موجود آدمی کو دیکھ کر اس کا چہرہ خوف اور حیرت کے ملے جلے احساس سے بگڑتا چلا گیا۔ اس کی آنکھیں اس طرح پھیل گئی تھیں جیسے اس آنے والے آدمی کی اسے خواب میں بھی توقع نہیں تھی۔

عمران، یورشیا کو اس کے ہوٹل کے کمرے میں چھوڑ کر واپس اپنے فلیٹ پر چلا گیا تھا لیکن نجانے کیا بات تھی کہ اس کے جسم میں ایک بے چینی سی موجود تھی۔ اس کے ذہن میں بار بار وہ منظر ابھر رہا تھا جب اندھیری سرنگ میں اچانک یورشیا نہ صرف اس سے چمٹ گئی تھی بلکہ اس نے اس کے گلے میں باہیں ڈالنے کی بھی کوشش کی تھی۔ پہلے تو عمران یہی سمجھا تھا کہ اچانک اندھیرا ہونے کی وجہ سے خواتین کے نفسیاتی خوف کی بناء پر وہ اس سے چمٹ گئی تھی لیکن جب اس نے اس کے گلے میں باہیں ڈالنے کی شعوری کوشش کی تو عمران نے اسے بے دردی سے جھٹک دیا۔ گو یورشیا کا پہلا ردعمل ناگوار اور غصے پر مبنی تھا لیکن پھر شاید اسے ہوش آ گیا اور اس نے اپنے اقدام پر معافی مانگ لی اور عمران نے بھی اسے معاف کر دیا تھا۔ پھر وہ دونوں وہاں اکٹھے پھرتے رہے۔ اس

کے بعد عمران، یورشیا کو واپس ہوٹل چھوڑ کر اپنے فلیٹ پر آ گیا لیکن اس کے اندر ایک عجیب سی بے چینی موجود تھی کیونکہ اس کے ذہن میں بار بار یہ خیال آ رہا تھا کہ یورشیا بظاہر یہی ظاہر کر رہی تھی کہ وہ پہلی بار ان کھنڈرات کو دیکھ رہی ہے لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ پہلے بھی کئی بار یہاں آ چکی ہے جبکہ یورشیا کے مطابق وہ پہلی بار پاکیشیا آئی ہے۔ یہی ایک ایسا پوائنٹ تھا جو عمران کے ذہن میں بار بار ابھر رہا تھا اور اسی وجہ سے عمران کے اندر بے چینی سے پیدا ہو رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ یہ بے چینی اس وقت تک ختم نہیں ہو گی جب تک اس پوائنٹ کا کوئی حتمی حل نہ سمجھ آ جائے گا۔ وہ سٹنگ روم میں مسلسل ٹہل رہا تھا اور پھر اچانک اس نے فیصلہ کیا کہ وہ یورشیا سے ابھی مل کر اس سے تفصیل سے اس پوائنٹ پر بات کرے گا ورنہ اسے سکون نہیں مل سکتا۔

سلیمان فلیٹ پر موجود نہیں تھا۔ شاید وہ مارکیٹ گیا ہوا تھا یا کسی سے ملنے گیا تھا۔ عمران نے باہر آ کر دروازہ لاک کیا اور چابی مخصوص جگہ پر رکھ کر وہ سیڑھیاں اترتا ہوا گیراج کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر پارکنگ کی طرف مڑ گئی تو وہاں ٹائیگر کی کار دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ پہلے بھی جب وہ یورشیا کو لے کر کھنڈرات جانے کے لئے یہاں آیا تھا تو ٹائیگر اسے ہوٹل کے مین گیٹ پر نظر آیا تھا اور ابھی تک اس کی کار کی یہاں موجودگی بتا

رہی تھی کہ وہ ابھی تک یہاں موجود ہے۔ وہ کار سے اترا تو پارکنگ بوائے نے قریب آ کر اسے سلام کیا اور پارکنگ کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ کار کیا صبح سے یہاں کھڑی ہے یا دوبارہ آئی ہے"۔ عمران نے ساتھ ہی موجود ٹائیگر کی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ جناب ٹائیگر کی کار ہے جناب۔ ٹائیگر ایک دیوقامت افریقی حبشی کے ساتھ تھوڑی دیر پہلے آئے ہیں"...... پارکنگ بوائے نے جواب دیا اور پھر نئی آنے والی کار کی طرف بڑھ گیا لیکن عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ٹائیگر کے ساتھ آنے والا جوزف ہی ہو سکتا ہے کیونکہ پارکنگ بوائے ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کا واسطہ ہر قومیت کے لوگوں سے پڑتا رہتا ہے اس لئے اس کا افریقی حبشی کہنا بتا رہا تھا کہ ٹائیگر کے ساتھ آنے والا جوزف ہی ہو گا۔ اگر جوانا ہوتا تو پارکنگ بوائے اسے ایکریمی حبشی کہتا۔

ٹائیگر کے ساتھ اس ہوٹل میں جوزف کی آمد پر عمران بے اختیار چونک پڑا تھا۔ اس نے پارکنگ بوائے سے لیا ہوا کارڈ جیب میں ڈالا اور تیزی سے چلتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیسری منزل پر یورشیا کے کمرے کے دروازے پر کھڑا تھا۔ اس نے کال بیل کے بٹن کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اسے احساس ہوا کہ دروازہ پوری طرح بند نہ تھا۔

اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ عمران اندر داخل ہوا تو اس کا چہرہ حیرت سے بگڑ سا گیا اور آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ کمرے کے ایک فرش پر یورشیا بے ہوش پڑی ہوئی تھی اور اس کے منہ میں تسمہ نظر آ رہا تھا جبکہ دوسری سائیڈ پر ایک گوریلا نما آدمی پڑا ہوا تھا۔ اس کے قریب فرش پر جوزف پڑا ہوا تھا اور ٹائیگر اسے پانی پلا رہا تھا۔ پھر جوزف نے ہاتھ اٹھا کر بوتل پکڑ لی اور پھر شاید دروازہ کھلنے کی آواز سن کر ٹائیگر نے گردن موڑی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے دیکھا کہ ٹائیگر کا چہرہ بگڑ سا گیا اور آنکھیں پھیل گئیں۔ شاید عین موقع پر عمران کی آمد کی وجہ سے ایسا ہوا تھا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے"...... عمران نے غراتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کی آواز سن کر نہ صرف ٹائیگر اٹھ کر سیدھا ہوا بلکہ جوزف بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ شیطانی طاقتیں ہیں باس۔ یہ لڑکی بھی اور یہ آدمی بھی۔ یہ نظر نہ آ رہا تھا۔ اس آدمی نے مجھے موت کے قریب پہنچا دیا تھا لیکن میں آپ کا غلام ہوں اور میں نے آخرکار اسے زیر کر لیا اور چونکہ یہ نظر نہ آ رہا تھا اس لئے میں نے سیاہ رومال کو رسی کی طرح بٹ کر اس پر جھٹکا تو یہ نظر آنے لگا اور پھر میں نے اسی رومال کی رسی کو اس کے منہ میں ڈال کر اسے اب بے بس کر دیا ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"جوزف کی حالت بے حد خراب ہو گئی تھی۔ اس پچکے ہوئے

سر والے اور نظر نہ آنے والے آدمی سے لڑتے ہوئے اور میں اسے پانی پلا رہا تھا۔ باس''...... ٹائیگر نے ایسے بچکانہ انداز میں کہا جیسے وہ کسی کے ساتھ نیکی کرنے کی بات کر کے استاد کا غصہ دور کرانا چاہتا ہو۔

''یہ تم نے یورشیا کے منہ میں کیوں کالا تسمہ ڈالا ہے۔ یہ تو کوئی طاقت نہیں ہے۔ بولو۔ جواب دو''...... عمران کا غصہ مزید بڑھ گیا تھا۔

''ابھی یہ خود بتائے گی باس کہ یہ کون ہے''...... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ فرش پر پڑی ہوئی یورشیا کی طرف جارحانہ انداز میں بڑھا۔

''ٹھہرو۔ رک جاؤ''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لات مار کر دروازہ اپنے عقب میں بند کر دیا۔

''اس کے منہ سے تسمہ نکالو اور اسے ہوش میں لے آؤ۔ تمہارے ساتھ تو جو ہو گا سو ہو گا ۔ یہ بعد میں دیکھا جائے گا''۔ عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سوری باس۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ میں نے اپنی جان پر کھیل کر یہ سب کچھ کیا ہے اور دوبارہ ایسا کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے اور تسمہ نکلتے ہی یہ فرار ہو جائے گی''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرے حکم کی تعمیل کرو۔ سمجھے۔ ورنہ ابھی زمین میں دفن کر

دوں گا''...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے بات کرنے کی بجائے کوڑا مار رہا ہو۔

''سوری باس۔ آپ جو چاہیں کر لیں لیکن یہ کام میں نہیں کر سکتا۔ یہ لڑکی شیطانی طاقت ہے اور اس نے آپ پر غلبہ پانے کی کوشش کی ہے''...... جوزف نے شاید پہلی بار عمران کی بات تسلیم نہ کرتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''تمہیں کس نے کہا ہے اس بارے میں۔ کیا ٹائیگر نے کہا ہے''...... عمران نے خاموش کھڑے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ میں نے اسے بتایا ہے اور ہم آپ کی عدم موجودگی میں یہاں آئے تو جوزف نے اندر داخل ہوتے ہی نامانوس سی بو سونگھ لی تھی۔ پھر اس نے بدروحوں کے عامل وچ ڈاکٹر موراشی سے معلومات حاصل کیں۔ اس نے بتایا کہ یہ عورت اصل میں طاغوتی طاقت ہے جو آپ کو ہمیشہ کے لئے راہ راست سے بھٹکا کر ختم کرنا چاہتی ہے اور اسے تسمہ ڈال کر عقب میں دو گانٹھیں لگا کر قابو کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے چونکہ ہماری بات نہ مانی تھی جیسے اب نہیں مان رہے اس لئے ہم اس وقت یہاں آئے جب آپ واپس چلے گئے تھے۔ پہلے یہ گوریلا نما آدمی ہمیں نظر نہ آیا تھا''...... ٹائیگر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے اور عمران کے آنے

سے ایک لمحہ پہلے تک کی ساری تفصیل بھی اس نے دوہرا دی۔

"ٹھیک ہے۔ اسے کرسی پر بٹھاؤ اور اسے ہوش میں لے آؤ"۔ عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ جوزف نے جس طرح اس کا حکم تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا اس نے اس کے ذہن کو واقعی شدید دھچکا پہنچایا تھا اور اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے ذہن کے گرد کسی دھات کا خول موجود تھا جسے جوزف کے انکار نے کرچی کرچی کر دیا تھا اور اب واقعی اسے یورشیا کے طاغوتی طاقت ہونے کا خیال آ رہا تھا اور اسی خیال کی وجہ سے اس نے تسمہ اس کے منہ سے نکالنے کے اپنے حکم پر مزید اصرار نہ کیا تھا۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑی ہوئی بے ہوش یورشیا کو اٹھا کر سامنے موجود کرسی پر ڈال دیا۔

"یہ آدمی کون ہے اور کہاں سے آ گیا ہے۔ یہاں تو یورشیا اکیلی رہتی تھی"...... عمران نے پچکے ہوئے سر والے گوریلے نما آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"باس۔ یہ بھی شیطانی طاقت ہے۔ پہلے یہ نظر نہ آ رہا تھا۔ اس نے مجھے ککیں لگا کر دو بار اچھال دیا اور میں دیواروں سے ٹکرا کر نیچے گرا تو میں نے وچ ڈاکٹر موراشی کو یاد کیا تو پھر مجھے اس کا خاکہ نظر آنے لگ گیا جس پر میں نے اسے چھاپ لیا لیکن اس میں تو سینکڑوں گینڈوں جیسی طاقت تھی لیکن پھر وچ ڈاکٹر موراشی نے مجھے بتایا کہ اسے زیر کرنے کے لئے اس کا سر پچکانا ضروری

ہے جس پر میں نے اسے اپنی ٹانگوں کے زور پر عقبی دیوار میں اس جگہ اچھال دیا جہاں دیوار باہر کو نکلی ہوئی تھی اور فادر جوشوا نے میری مدد کی اور اس کا سر عین اس جگہ پر پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا جہاں دیوار باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ اس کی وجہ سے اس کا سر پچک گیا اور پھر یہ نیچے گر کر ساکت ہو گیا۔ میں نے اس کے منہ میں سیاہ رومال کی رسی ڈالی تو یہ پوری طرح نظر آنے لگا لیکن اس نے میرے پورے جسم کو اس قدر قوت سے بھینچا تھا کہ میرا اعصابی نظام تقریباً ختم ہونے لگ گیا تھا لیکن ٹائیگر نے مجھے بروقت پانی پلا کر بچا لیا اور اسی وقت آپ آ گئے"...... جوزف نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پہلے اس گوریلے کو ہوش میں لے آؤ تاکہ معلوم ہو کہ یہ کون ہے اور کیسے یہاں آیا ہے لیکن یہ ہوش میں آتے ہی فرار تو نہ ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ میں نے اس کے منہ میں رومال کی رسی ڈال کر عقب میں دو گانٹھیں دے دی ہیں اس لئے اب یہ فرار نہ ہو سکے گا"...... جوزف نے کہا۔

"وہ کیوں۔ پہلے تو تم ایک گانٹھ لگاتے تھے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اب ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا جبکہ ٹائیگر اور جوزف کھڑے تھے۔

"باس۔ میں نے وچ ڈاکٹر موراشی سے پوچھا تھا کہ اس لڑکی کو

عارضی طور پر کس طرح غائب ہونے سے بچایا جا سکتا ہے کہ بار
کو یقین آ سکے کہ یہ واقعی شیطانی طاقت ہے تو وچ ڈاکٹر موراشی
نے مجھے انہیں فنا کرنے اور عارضی طور پر قابو میں کرنے کے
طریقے بتا دیئے''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اسے بھی اٹھا کر کرسی پر ڈال دو اور اسے ہوش
میں لے آؤ جو بھی طریقہ ہو''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر اور جوزف
نے مل کر اس گوریلے نما آدمی کو گھسیٹ کر ایک جھٹکے سے ایک بازو
والی کرسی پر ڈال دیا۔ پھر جوزف نے اس کے سر کے پچکے ہوئے
حصے پر زور سے مکا مارا تو اس گوریلے کا پچکا ہوا سر خود بخود اس
طرح صحیح ہو گیا جیسے کار کی باڈی پر پڑا ڈینٹ ضرب لگانے سے
خود بخود ابھر کر درست ہو جاتا ہے اور سر درست ہوتے ہی اس
گوریلے نے یکلخت اچھلنے کی کوشش کی لیکن اس کا جسم صرف ہلکی سی
حرکت کر سکا۔ رومال منہ میں ہونے کی وجہ سے اس کی توانائی بھی
ختم ہو گئی تھی۔ اس نے سرخ سرخ آنکھیں کھولیں اور پھر اس نے
گردن گھما کر ساتھ والی کرسی پر موجود یورشیا کی طرف دیکھا۔

''تم۔ تم نے یہ کیا کر دیا۔ میرے منہ میں لگام ڈال دی اور پھر
دو گانٹھیں لگا دیں۔ ایک گانٹھ کی وجہ سے میں غائب نہیں ہو سکتا تھا
اور دوسری گانٹھ نے میری توانائی ختم کر دی ہے۔ یہ تم نے کیا کیا
ہے''...... اس گوریلے نے غوں غوں کے انداز میں بولتے ہوئے کہا
لیکن چند لمحوں بعد جب رومال ایڈجسٹ ہو گیا تو اس کی تیز واضح

اور صاف آواز سنائی دینے لگی۔

''کیا تم اس حد تک بے بس ہو چکے ہو کہ اپنے ہاتھ سے
رومال بھی نہیں توڑ سکتے۔ تمہارے ہاتھ تو آزاد ہیں''...... عمران نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ دو گانٹھوں کی وجہ سے میں بے بس ہو گیا ہوں۔ اس
آدمی نے مجھے بے بس کر دیا ہے۔ نجانے اس نے ایسا کیسے کیا۔
آج تک اس سے پہلے میں کبھی بے بس نہیں ہوا۔ شران کے بے
بس ہونے کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا''...... اس آدمی
نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''تمہارا نام شران ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں''...... شران نے جواب دیا۔

''تم یہاں کیوں آئے ہو۔ کس نے بھیجا ہے تمہیں''...... عمران
نے پوچھا۔

''مجھے یہاں ڈاکٹر کرسٹائن نے بھیجا ہے۔ وہ طاغوتی دنیا کا
سربراہ ہے۔ اسے شیطان نے اس عہدے پر رکھا ہے۔ اس نے
مجھے اس طاقت یورشہ کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے''...... شران نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔ یہ بھی شاید اس رومال کا اثر تھا یا دو
گانٹھوں کا کہ وہ سب کچھ صاف صاف بغیر کسی ہچکچاہٹ کے بتائے
چلا جا رہا تھا۔

''یورشہ۔ اس لڑکی کا نام تو یورشیا ہے اور یہ آرانی ہے''۔ عمران

نے کہا۔

''یہ انسانی روپ میں اس کا نام ہے۔ اس کا اصل نام یورشہ ہے اور یہ طاغوتی دنیا کی بہت بڑی طاقت ہے۔ جسے کوئی گمراہ نہ کر سکے اسے یورشہ آسانی سے گمراہ کر لیتی ہے اور ڈاکٹر کرسٹائن نے اسے یہاں ایک شخص عمران کو گمراہ کرنے اور ہمیشہ کے لئے ذلت اور رسوائی کے گڑھے میں گرانے کا مقصد دے کر بھیجا ہے۔ ڈاکٹر کرسٹائن کو رپورٹ ملی کہ اس عمران کے ساتھی جن میں افریقی حبشی جوزف بھی شامل ہے، عمران کو یورشہ سے بچانے کے لئے کام کر رہے ہیں تو ڈاکٹر کرسٹائن نے مجھے یہاں اس کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے''...... شران نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ نہ عمران کو پہچانتا ہے اور نہ ہی جوزف کو۔ اس کو صرف ان دونوں کے نام بتائے گئے تھے۔

''ڈاکٹر کرسٹائن انسان ہے یا تمہاری طرح کوئی طاقت ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''وہ انسان ہے اور اسے طاغوتی دنیا کا سربراہ خود شیطان نے بنایا ہے۔ شیطان جانتا ہے کہ طاقت کی نسبت انسان زیادہ اچھا سربراہ ثابت ہو سکتا ہے اور ہے بھی ایسا ہی۔ ڈاکٹر کرسٹائن جب سے سربراہ بنا ہے یہ طاغوتی طاقتیں زیادہ تیزی سے دنیا بھر میں انسانوں کو گمراہ کر رہی ہیں''...... شران نے جواب دیا۔

''ڈاکٹر کرسٹائن کہاں رہتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نہیں بتا سکتا۔ ہم نے اس کا حلف دیا ہوا ہے کہ ایسی کوئی تفصیل نہیں بتائیں گے جس سے ڈاکٹر کرسٹائن کے دشمن اس تک پہنچ جائیں''...... شران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جوزف''...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا تم اس کی زبان کھلوا سکتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں باس۔ حلف دینے کے بعد یہ کسی صورت نہیں بتائے گا۔ ایسی طاقتیں ہر حالت میں حلف کی پابندی کرتی ہیں''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا یورشیا کو ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے کہا تو جوزف آگے بڑھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے یورشیا کا ڈھلکا ہوا سر پکڑا اور دوسرے ہاتھ کو کھول کر اس نے انگوٹھا اور اس کی ایک سائیڈ یورشیا کی کنپٹی پر رکھ کر انگشت شہادت اس کی دوسری کنپٹی پر رکھی اور ہاتھ کو مخصوص انداز میں حرکت دینا شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد یورشیا کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو جوزف نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر عمران کی کرسی کے عقب میں آ کر دوبارہ کھڑا ہو گیا جبکہ ٹائیگر پہلے سے ہی عمران کی سائیڈ پر کھڑا تھا۔ خالی کرسی تو موجود تھی لیکن عمران نے اسے بیٹھنے کے لئے نہ کہا تھا اس لئے وہ خاموش کھڑا تھا۔ شاید عمران کے ذہن میں ابھی تک

اس کے خلاف غصہ موجود تھا۔ چند لمحوں بعد یورشیا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے جسم نے پوری طرح حرکت کرنے سے انکار کر دیا۔

''عمران۔ عمران تم۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ شران اور یہاں۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے''...... یورشیا نے سامنے اور سائیڈ میں دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ منہ میں تسمہ ہونے کی وجہ سے پہلے تو اس کے الفاظ سمجھ نہ آ رہے تھے لیکن پھر تسمہ ایڈجسٹ ہو جانے کی وجہ سے اس کی بات درست طور پر سمجھ آنے لگ گئی۔

''تم۔ تم شران کو پہنچاتی ہو''...... عمران نے کہا۔

''کون شران۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں۔ یہ میرے منہ میں کس نے تسمہ ڈالا ہے اور یہ سب کیا ہے''۔ یورشیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اب اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ یہاں موجود عمران کے علاوہ اور کسی سے سرے سے واقف ہی نہ ہو۔

''تو تم برائی کی طاقت ہو۔ تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے اور مجھے تسلیم ہے کہ تم نے واقعی میرے ذہن پر کسی حد تک قبضہ کر لیا تھا۔ اگر یہ میرے ساتھی تمہارے خلاف کام نہ کرتے تو یقیناً تم مجھے بھٹکانے اور گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جاتی۔ میں اپنے ساتھیوں کا

ممنون ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب تم کیا کہہ رہے ہو عمران۔ ہم تو صرف دوست ہیں اور دوست رہیں گے۔ یہ سب لوگ غلط ہیں۔ سب غلط ہیں''۔ یورشیا نے کہا۔

''یورشہ۔ یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں۔ انہوں نے ہمارے منہ میں تسمے ڈال کر عقب میں دو گانٹھیں لگا دی ہیں جس کی وجہ سے میں بھی بے بس ہوں اور تم بھی۔ یہ ہمیں فنا کر سکتے ہیں اس لئے ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے''...... یکلخت شران نے چیختے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم۔ میں نے کوشش کی ہے لیکن میں بے بس ہوں''۔ اس بار یورشہ نے بھی بدلے ہوئے لہجے کہا تو عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''جوزف۔ کیا تم ان کا خاتمہ کر سکتے ہو''...... عمران نے مڑ کر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس۔ میں نے وچ ڈاکٹر موراشی سے اس کا طریقہ معلوم کر لیا ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ انہیں آف کر دو۔ آؤ ٹائیگر۔ تم میرے ساتھ آؤ''...... عمران نے واپس دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

''جوزف میرے ساتھ میری کار میں آیا ہے باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جوزف آ جائے گا۔ ہم نیچے بیٹھے ہیں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہمیں آزاد کر دو۔ ہمیں آزاد کر دو''...... یکلخت شران اور یورشہ دونوں نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اور ٹائیگر بیرونی دروازے تک پہنچتے یکلخت کمرہ جیسے خوفناک زلزلے کی زد میں آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک دھماکے سے عقبی دیوار میں موجود کھڑکی کھلی اور پھر شران اور یورشہ دونوں اس طرح فضا میں اٹھے جیسے پتنگ کی ڈور کو جھٹکے سے کھینچا جائے تو پتنگ جھٹکے سے اوپر کو اٹھتی ہے اس طرح یورشہ اور شران اوپر کو اٹھے۔ جوزف نے اچھل کر انہیں روکنے کی کوشش کی لیکن وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے کھڑکی سے باہر اس طرح پہنچ گئے جیسے کسی نے انہیں دونوں ہاتھوں میں اٹھایا ہوا ہو۔ جوزف منہ کے بل نیچے فرش پر جا گرا تھا جبکہ ٹائیگر دوڑتا ہوا کھڑکی کے قریب گیا اور اس نے ان دونوں کو چیک کرنے کی کوشش کی لیکن وہ دونوں غائب ہو چکے تھے۔ جوزف بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے شکست کھا چکا ہو۔

''ویل ڈن جوزف۔ تمہاری وجہ سے میں اس برائی کی طاقت کے چنگل سے بچ گیا ہوں۔ اگر تم ہمت نہ کرتے تو نجانے میرا کیا حشر ہوتا''...... عمران نے آگے بڑھ کر اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ یہ سارا کریڈٹ ٹائیگر کو جاتا ہے''...... جوزف نے کہا تو عمران اس کی سچائی پر بے اختیار مسکرا دیا اور پھر اس نے ٹائیگر کو بھی ایسے ہی فقرے کہے۔

''باس۔ مجھے تو اس پر افسوس ہو رہا ہے کہ یہ دونوں بچ کر نکل گئے ہیں۔ اب یہ ہمارے خلاف نجانے کیا کیا کارروائیاں کریں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اب اس بات کی فکر مت کرو۔ یہ تو شیطانی طاقتیں ہیں۔ اصل شیطان اس آدمی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا جس کا لنک اللہ سے ہو جائے۔ مجھے اعتراف ہے کہ میرا لنک ٹوٹ گیا تھا جس کی وجہ سے مجھ پر یہ افتاد ٹوٹ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے حد رحیم ہے۔ اس کی رحمت کے بعد تم دونوں حرکت میں آ گئے''...... عمران نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ ٹائیگر اور جوزف اس کے پیچھے تھے۔

ڈاکٹر کرسٹائن کا چہرہ غصے کی شدت سے مسخ نظر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا لیکن یوں لگتا تھا جیسے سیاہ شیشوں کے اندر شعلے سے بھڑک رہے ہوں۔ کمرے کے درمیان یورشہ اور شران دونوں موجود تھے۔ یورشہ خوبصورت لڑکی کے روپ میں تھی جس روپ میں وہ عمران سے ملی تھی اور شران اسی طرح گوریلے کے روپ میں تھا لیکن ان دونوں کے چہرے زرد پڑے ہوئے تھے اور آنکھیں بجھی ہوئی تھیں۔

''تم دونوں بے بس ہو گئے۔ شیطان کی قوتیں ان منحوس انسانوں سے بے بس ہو گئیں۔ کیوں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے غصے سے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آقا۔ ہمارے منہ میں سیاہ تسمے ڈال کر عقب میں دو گانٹھیں لگائی گئی تھیں جن کی وجہ سے ہم بے بس ہو گئے تھے اور اگر عین

وقت پر آپ کی طاقتیں ہمیں اٹھا کر اس کمرے سے نکال کر نہ لے جاتیں تو اس عمران نے اس افریقہ حبشی کو ہمیں فنا کرنے کا حکم دے دیا تھا اور آقا۔ یہ افریقی حبشی کہہ رہا تھا کہ اسے کسی وچ ڈاکٹر موراشی نے ہمیں فنا کرنے کا طریقہ بتا دیا ہے''...... شران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کچھ بھی ہو۔ تم دونوں شکست کھا گئے ہو اور شکست کھانے والوں کو لازماً سزا ملنی چاہئے اس لئے میں تمہیں دو صدیوں تک فنا کرنے کی سزا دیتا ہوں۔ جاؤ''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور جاؤ کا لفظ کہتے ہوئے اس نے تیزی سے ہاتھ جھٹکا تو سامنے موجود یورشہ اور شران دونوں بری طرح چیختے ہوئے زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگ گئے۔ ان کی دلدوز چیخوں سے پورا کمرہ گونج رہا تھا۔ پھر ان دونوں کے جسم دھوئیں میں تبدیل ہونے لگ گئے اور اس کے ساتھ ہی ان کی چیخیں بھی مدہم پڑتی چلی گئیں اور پھر تھوڑی دیر بعد یورشہ اور شران دونوں غائب ہو چکے تھے۔

''اتنی بڑی طاغوتی طاقتیں اور ایک عام سے آدمی سے مار کھا جائیں۔ ان کا یہی انجام ہونا چاہئے تھا''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے غراتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر تیزی سے فضا میں گھمانا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ وہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگا لیکن اس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکل رہی تھی۔ چند

لمحوں بعد دور سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی وزنی چیز فرش پر
لڑھکتی ہوئی اس کی طرف آ رہی ہو اور یہ آواز سنتے ہی ڈاکٹر
کرسٹائن نے دونوں ہاتھ علیحدہ کر دیئے۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک
دھماکے سے کھلا اور اس کے ساتھ ہی وہی آواز اندر آتی سنائی دی
لیکن کوئی جسم یا چیز نظر نہ آ رہی تھی۔ صرف آواز سنائی دے رہی
تھی۔ دروازہ عقب میں خودبخود بند ہو گیا تھا۔ کمرے کے درمیان
میں آ کر آواز رک گئی اور پھر وہاں سیاہ رنگ کا دھواں پھیلتا ہوا
نظر آنے لگا۔ چند لمحوں بعد جب دھواں چھٹا تو وہاں گہرے سیاہ
رنگ کا ایک بوڑھا موجود تھا جو آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا۔ اس
کے سر پر بال نہ ہونے کے برابر تھے۔ اس کی آنکھیں چمک رہی
تھیں اور اس کے جسم پر بالوں سے بنا ہوا سیاہ رنگ کا لباس تھا۔

"گروٹا حاضر ہے آقا۔ آج آقا نے گروٹا کو کیسے یاد کر لیا"۔
اس بوڑھے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا لیکن اس کے لہجے میں ہلکا سا
طنز بھی نمایاں تھا۔

"گروٹا۔ تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں نے طاغوتی دنیا کی دو
بڑی طاقتوں یورشہ اور شران کو سزا دی ہے اور کیوں سزا دی ہے اس
بارے میں بھی تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کیونکہ تم دنیا میں سب سے
زیادہ باخبر رہتے ہو"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو گروٹا کے چہرے
پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"آپ نے درست کہا ہے آقا۔ گروٹا سے کون سی چیز چھپ

سکتی ہے لیکن میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ آپ نے مجھے کیوں یاد کیا
ہے"...... گروٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے گروٹا کہ میرے اور ایک عام
آدمی کے درمیان خواہ مخواہ کی مخالفت اور جنگ شروع ہو گئی ہے اور
میری دو طاقتوں کی غلطی کی وجہ سے اس آدمی عمران کو طاغوتی دنیا
کے بارے میں معلوم ہوا اور پھر اس خدشے کے پیش نظر کہ وہ
طاغوتی طاقتوں کے خلاف کام نہ کرے اسے گمراہ کرنے اور پھر
ہلاک کرنے کے لئے میں نے طاغوتی دنیا کی سب سے کامیاب
طاقت یورشہ کو آگے کیا۔ یورشہ نے تھوڑی سی کامیابی حاصل کی تو
عمران کے ساتھی یورشہ کے خلاف حرکت میں آ گئے۔ ان سے تحفظ
کے لئے میں نے شران کو وہاں بھیجا تو انہوں نے الٹا یورشہ اور
شران دونوں کے منہ میں تسمہ ڈال کر انہیں قابو کر لیا اور ان سے
میرے بارے میں پوچھتے رہے۔ گو حلف کی وجہ سے وہ نہ بتا سکے
تھے لیکن مجھے خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہو سکتی ہے۔
چنانچہ میں نے دوسری طاقتیں بھجوا کر انہیں اسی حالت میں اٹھوا لیا۔
پھر میں نے انہیں ناکامی پر سزا دے دی اور اب تمہیں اس لئے
بلایا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس عمران اور اس کے ساتھیوں کا حتمی
طور پر خاتمہ کرا دوں۔ تم مجھے بتاؤ کہ کیا یہ کام طاغوتی طاقتوں سے
لیا جائے اور اگر لیا جائے تو کن سے لیا جائے کیونکہ طاغوتی طاقتیں
بنیادی طور پر گمراہ کرنے والی طاقتیں ہیں۔ وہ براہ راست کسی کو

ہلاک نہیں کر سکتیں اور اگر طاغوتی طاقتوں سے ہٹ کر ان کا خاتمہ کرانا مقصود ہو تو کیسے ہو سکتا ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''آقا۔ ایک بات نوٹ کر لو کہ عمران طاغوتی طاقتوں سے لڑنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ یورشہ کامیاب ہو جاتی اگر عمران کا افریقی ساتھی اور اس کا شاگرد حرکت میں نہ آتے۔ افریقی حبشی بے حد خطرناک آدمی ہے۔ افریقہ کے وچ ڈاکٹر اس پر اب تک مہربان ہیں اور عمران کا مقصد صرف تمہیں ہلاک کرنا ہے کیونکہ اسے یہی بتایا گیا ہے کہ تمہاری وجہ سے طاغوتی طاقتوں کو دنیا میں غلبہ حاصل ہو رہا ہے اور تیزی سے دنیا کے کثیر لوگ سیدھے راستے سے بھٹک کر گمراہ ہوتے جا رہے ہیں اس لئے خطرہ دراصل آپ کو ہے''...... گروٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر تم شیطان کے درباری نہ ہوتے تو میں تمہیں انتہائی سخت سزا دیتا۔ تم نے میری توہین کی ہے۔ میں شیطان کا نائب ہوں۔ میں طاغوتی دنیا کا سربراہ ہوں۔ لاکھوں کروڑوں قوتیں میری ماتحت ہیں۔ پوری دنیا میں طاغوتی قوتوں کا جال پھیلا ہوا ہے جو لاکھوں لوگوں کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ ایک عام آدمی یا اس کے ساتھی مجھے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ مجھے ان سے خطرہ ہے۔ مجھے۔ ڈاکٹر کرسٹائن کو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے چیختے ہوئے کہا۔

''آقا۔ غصے میں آنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ ابھی تم نے خود

کہا ہے کہ گروٹا جو کچھ جانتا ہے وہ کوئی نہیں جانتا اس لئے میری بات دھیان سے سنو آقا۔ تم بے حد طاقتور ہو۔ واقعی لاکھوں طاقتیں تمہاری ماتحت ہیں لیکن تم نے یورشہ اور شران کی حالت دیکھی تھی۔ اگر تم انہیں وہاں سے اٹھوا نہ لیتے تو وہ افریقی جوزف ان دونوں کو صدیوں تک کے لئے فنا کر دیتا اور اب تو تم نے خود انہیں بطور سزا فنا کر دیا ہے اور پھر تم سربراہ ہو اس لئے تمہارے اس طرح فنا کرنے پر شیطان ناراض نہیں ہو گا لیکن اگر انتہائی طاقتور طاغوتی طاقتیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں فنا ہو جاتیں یا فنا ہونا شروع ہو گئیں تو شیطان یقیناً تم سے ناراض ہو سکتا ہے اور مجھ سے زیادہ بہتر تم جانتے ہو کہ شیطان کی ناراضگی تمہارے لئے کیا حیثیت رکھتی ہے''...... گروٹا نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم صرف مختصر طور پر یہ بتاؤ کہ میں اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو کیسے ہلاک کر سکتا ہوں کیونکہ ان کی وجہ سے مجھے اپنی دو انتہائی طاقتور قوتوں کو فنا کرنا پڑا ہے۔ میں ان سب کو بھی سزا کے طور پر ہلاک کرانا چاہتا ہوں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''آقا۔ دنیا میں بے شمار ایسے لوگ اور ایسی تنظیمیں ہیں جو دوسروں کو ہلاک کرتی رہتی ہیں اور سب مجرم شیطان کے پیروکار ہوتے ہیں اس لئے تم اگر چاہو تو ان میں سے کسی کو بھی اس کام کے لئے استعمال کر سکتے ہو لیکن تمہیں شاید معلوم نہیں کہ اگر تمہارا

مقرر کردہ آدمی ناکام رہتا ہے تو تمہارا انجام کیا ہو سکتا ہے''۔ گروٹا نے کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں کسی بھی طریقہ سے شیطان کے دشمن کو ختم کروں تو شیطان الٹا مجھ سے ہی ناراض ہو جائے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آقا۔ تمہیں شیطان کی دنیا کے تمام قوانین سے واقفیت نہیں ہے جبکہ میں سب کچھ جانتا ہوں۔ شیطانی دنیا کے ہر باسی کو شیطانی انداز میں کامیابی حاصل کرنا ہوتی ہے۔ شیطان کا پیروکار نیکی کرتے ہوئے یا روشنی کے انداز میں کوئی کارروائی نہیں کر سکتا اس لئے تمہیں بہرحال اس عمران کے خلاف جو کارروائی بھی کرنی ہے وہ شیطانی انداز میں کرنی ہے۔ دنیاوی انداز میں نہیں''...... گروٹا نے باقاعدہ دلائل دیتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو گروٹا۔ میرے ذہن میں یہ پہلو ہی نہیں تھا لیکن طاغوتی دنیا کی تمام طاقتیں صرف گمراہ کرنے کے لئے وجود میں لائی گئی ہیں اس لئے میں ان سے کیا کام لے سکتا ہوں''۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''آقا۔ تمہارے پاس بے شمار ایسی طاغوتی طاقتیں ہیں جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈال کر انہیں راہ راست سے بھٹکا دیتی ہیں اور پھر ان سے جو کام بھی وہ چاہیں لے سکتی ہیں کیونکہ طاغوتی

طاقتوں کے شکار کے خیالات تبدیل ہو جاتے ہیں اور پھر وہ پوری طرح طاغوتی طاقتوں کے زیر اثر آ جاتا ہے اور آقا۔ نوع انسان میں سب سے طاقتور اور قوی جذبہ عشق کا ہوتا ہے۔ اگر اس جذبے کو شیطانی انداز میں استعمال کیا جائے تو اس سے بڑے بڑے شیطانی کام لئے جا سکتے ہیں۔ اس عمران کی ساتھی عورت جولیا ہے۔ اس جولیا کے دل میں اس عمران کے لئے انتہائی طاقتور جذبات موجود ہیں۔ اگر تمہاری کوئی طاقتور طاغوتی طاقت اس کے ذہن میں عمران کے خلاف وسوسہ ڈال کر اپنے زیر اثر کر لے تو پھر جولیا زورِ جذبات کے تحت انتہائی آسانی سے اس عمران کو ختم کر سکتی ہے۔ عمران کے تصور میں بھی نہ ہو گا کہ اس کی ساتھی جولیا اس کو گولی بھی مار سکتی ہے۔ اس کو ہلاک کر سکتی ہے اور آقا۔ اچانک ہونے والے وار کو کوئی نہیں روک سکتا لیکن یہ بتا دوں کہ یہ انتہائی خطرناک کھیل ہے اس لئے کسی ایسی طاقت کا انتخاب کرنا جو یہ کام صحیح طریقے سے سرانجام دے سکے۔ پھر دیکھو تمہیں کامیابی ملتی ہے یا نہیں۔ اب مجھے اجازت۔ میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا''۔ گروٹا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دھوئیں میں تبدیل ہوا اور غائب ہو گیا۔

''گروٹا واقعی بے حد عقلمند ہے۔ ہم انسانوں سے بھی زیادہ عقلمند۔ اس نے جو تجویز بتائی ہے وہ واقعی بہترین ہے۔ عورتوں کو ورغلانے اور گمراہ کرنے والی قوت گاشوری یہ کام آسانی سے کر لے گی''۔

ڈاکٹر کرسٹائن نے خودکلامی کے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر اپنا بایاں ہاتھ زور سے کرسی کے بازو پر مارا تو دور سے کسی عورت کے چیخنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر اچانک یہ آواز کمرے کے اندر سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سنہرے رنگ کا دھواں نظر آنے لگ گیا جو چند لمحوں بعد مجسم ہو کر ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی کے روپ میں نظر آنے لگ گیا جس نے قدیم مصری خواتین جیسا لباس پہنا ہوا تھا اس کے نقش و نگار بھی مصری عورتوں جیسے ہی تھے۔ وہ دوزانو ہو کر بیٹھ گئی اور پھر اس نے سر جھکا دیا۔

''گاشوری کی حاضری قبول کرو آقا''...... اس لڑکی نے بڑے مترنم لہجے میں کہا۔

''تمہاری حاضری قبول کی جاتی ہے گاشوری''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو گاشوری سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

''میرے لئے کیا حکم ہے آقا''...... گاشوری نے اسی طرح مترنم لہجے میں کہا۔

''میں نے تم سے انتہائی ضروری اور اہم کام لینا ہے گاشوری''۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''حکم دیں آقا۔ گاشوری کا وجود صرف تمہارے حکم کی تعمیل کے لئے بنایا گیا ہے''...... گاشوری نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ڈاکٹر کرسٹائن کی انتہائی ادنیٰ کنیز ہو۔

''پاکیشیا میں ایک آدمی ہے عمران۔ اس کی عورت ہے جولیا۔ میں نے اس جولیا کے ذریعے عمران کا خاتمہ کرانا ہے۔ تم پہلے جا کر گروٹا کے ذریعے اس عمران اور جولیا کو اچھی طرح دیکھ لو۔ گروٹا کا کہنا ہے کہ جولیا، عمران کے لئے اپنے دل میں شدید ترین جذبات رکھتی ہے۔ اگر تم اس جولیا کو بھٹکا کر اس کے ذہن پر قبضہ کر لو تو جولیا کے ذریعے آسانی سے عمران کا خاتمہ کرا سکتی ہو''۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''ہاں آقا۔ یہ کام تو میرے لئے بے حد آسان ہے۔ میں نے بے شمار لڑکیوں کو گمراہ کیا ہے اور پھر جو شیطانی کام ان سے چاہا کرایا ہے۔ یہ تو میرے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے آقا''۔ گاشوری نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تمہارا کام یہی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تم اپنا کام بہت اچھی طرح سرانجام دے رہی ہو۔ اسی لئے تو میں نے اس کام کے لئے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ تم جاؤ اور گروٹا کی مدد سے عمران اور اس کی ساتھی عورت جولیا کو اچھی طرح جانچ کر واپس آؤ''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی آقا''...... گاشوری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر جھکی اور پھر دوسرے لمحے وہاں سنہرے رنگ کا دھواں نمودار ہوا اور پھر دھواں غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی کمرے کے باہر سے کسی عورت کے چیخنے کی آواز سنائی دی اور پھر

خاموشی طاری ہوگئی۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد ایک بار پھر کمرے کے باہر سے کسی عورت کے چیخنے کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد کمرے میں سنہرے رنگ کا دھواں نمودار ہوا جو چند لمحوں میں مجسم ہوگیا اور فرش پر دوزانو بیٹھی گاشوری نظر آنے لگ گئی۔

"تم نے دیکھ لیا ہے ان دونوں کو گاشوری"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"ہاں آقا۔ میں نے گروٹا کی مدد سے ان دونوں کو اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ یہ آدمی عمران بے حد شاطر ہے آقا۔ اس کے دل میں جولیا کے لئے جذبات ضرور ہیں لیکن یہ جذبات اس پر حاوی نہیں ہیں اور آقا۔ یہ عورت جولیا سوئس نژاد ہے لیکن اب صرف رنگ و روپ، چہرے کے نقوش اور آنکھوں کے تاثرات کے لحاظ سے سوئس ہے ورنہ اب یہ پوری طرح مشرقی عورت کے روپ میں ڈھل چکی ہے اور آقا۔ جولیا کے جذبات عمران کے لئے انتہائی شدید ہیں۔ وہ اسے کسی صورت نقصان نہیں پہنچا سکتی بلکہ وہ اس کی خاطر اپنی جان بھی دے سکتی ہے"...... گاشوری نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن چونک پڑا۔

"کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ تم یہ کام نہیں کر سکو گی"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے یہ نہیں کہا آقا۔ میں تو اس وقت کی صورت حال آپ کو بتا رہی ہوں۔ جولیا کے شدید جذبات نفرت میں تبدیل ہو

جائیں گے اور پھر میرے حکم پر جولیا اس عمران پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دے گی"...... گاشوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بات بھی سن لو گاشوری۔ اگر تم ناکام رہی تو پھر صدیوں کے لئے فنا کر دی جاؤ گی۔ یہ طاغوتی قانون ہے۔ البتہ تم کامیاب رہی تو تمہاری طاقتوں میں بطور انعام مزید اضافہ کر دیا جائے گا"۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے آقا۔ میں ہر صورت میں کامیاب رہوں گی۔ گاشوری آج تک اپنے کام میں کبھی ناکام نہیں ہوئی آقا"۔ گاشوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اپنے ساتھ کسی اور طاقت کو شامل کرنا چاہو تو بتا دو"۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"نہیں آقا۔ میں اکیلی ہی اس کام کے لئے کافی ہوں"۔ گاشوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے کیا منصوبہ بندی کی ہے۔ مجھے بتاؤ"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"بڑا سادہ سا منصوبہ ہے آقا۔ جولیا سوئس نژاد ہے لیکن طویل عرصہ سے پاکیشیا میں رہ رہی ہے۔ گو وہ یہاں رہنے، عمران اور اس کے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے مشرقی عورت کے روپ میں ڈھل چلی ہے لیکن چونکہ وہ پیدا سوئٹزرلینڈ میں ہوئی ہے اور وہیں پلی بڑھی ہے اس لئے اس کے دل میں سوئس یادیں

بہرحال موجود ہیں اور دوسری بات یہ کہ وہ یہاں اکیلی ہے اور اکثر اپنے آپ کو اکیلی محسوس کرتی ہے۔ چنانچہ میں بھی سوئس لڑکی کے روپ میں اس سے ملوں گی اور میں پاکیشیا میں سوئس سفارت خانے کے سفیر پر اثر ڈال کر سفارت خانے کی کلچرل سیکرٹری بن جاؤں گی۔ میرا کام سوئس کلچرل کو پاکیشیا میں متعارف کرانا ہوگا اور یہاں ایسے شو منعقد کرانے ہوں گے جہاں سوئس کلچر، سوئس گانے بجانے اور ایسی ہی دوسری سرگرمیاں پیش کی جائیں گی۔ کسی بھی ہوٹل میں میری اس سے ملاقات ہو جائے گی۔ میں نے اس کے ذہن میں جھانک کر معلوم کر لیا ہے کہ وہ کہاں پلی بڑھی ہے، کہاں رہی، کون سے تعلیمی اداروں میں پڑھتی رہی، کون کون اس کا رشتہ دار تھا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ کافی عرصہ پہلے اس کا ایک کزن اسے ملنے یہاں پاکیشیا آیا تھا لیکن اس کزن نے اسے دھوکہ دیا اور ایک بار وہ سوئٹزر لینڈ بھی گئی لیکن وہاں اس کا استقبال اس کے دوسرے رشتے داروں نے اچھا نہیں کیا تھا تو وہ دل برداشتہ ہو کر واپس آ گئی اور ایک بار وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس چھوڑ کر واپس چلی گئی لیکن وہاں اس پر قدم قدم پر شک کیا جاتا رہا۔ پھر وہ وہاں کی معاشرت میں اب دوبارہ شامل نہ ہو سکتی تھی اس لئے آخرکار واپس آ گئی۔ میں اس کے انکل کی پوتی بن کر اس سے ملوں گی۔ پھر اس پر اپنے مخصوص شیطانی اثرات ڈالوں گی کہ عمران کے لئے اس کے محبت کے جذبات نفرت میں بدل جائیں گے اور پھر وہ اچانک

پستول سے عمران پر فائر کھول دے گی۔ اس طرح ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا''...... گاشوری نے تفصیل سے اپنا منصوبہ بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن تم محبت کے جذبات نفرت میں کیسے تبدیل کرو گی''۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔ وہ شاید یورشہ کے تجربے کی ناکامی کی وجہ سے بے حد محتاط ہو گیا تھا۔

''یہ تو ہمارا صدیوں سے کام چلا آ رہا ہے۔ ہم شادی شدہ عورتوں کو ان کے شوہروں سے بدظن کر کے گھر میں لڑائی جھگڑا کراتی ہیں اور پھر کبھی طلاق، رسوائی یا پھر کبھی قتل و غارت کی نوبت آ جاتی ہے۔ اس طرح ہماری وجہ سے وہ ہنستا کھیلتا گھر مکمل طور پر اجڑ جاتا ہے۔ اس عورت کا انجام عبرتناک ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے راہ راست سے بھٹک جاتی ہے اور یہی ہمارا مقصد ہوتا ہے''...... گاشوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس کے لئے تم کیا کرو گی۔ کیا صرف باتیں کرو گی''۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔ وہ ان طاقتوں کا سربراہ ضرور تھا لیکن آج سے پہلے اس نے صرف انتظامی امور نبھائے تھے۔ اسے ان کے طریقہ کار سے کوئی دلچسپی نہ رہی تھی لیکن اب وہ سب کچھ پہلے جاننا چاہتا تھا۔

''آقا۔ یہ عمران آزاد منش آدمی ہے۔ یہ ہر ایک سے بے تکلف ہو جاتا ہے۔ ہر ایک سے بے تکلف گفتگو کرتا ہے۔ یہ اس کی

فطرت ثانیہ ہے اور اس کو میں استعمال کروں گی۔ میں جولیا کو عمران کے ایسے مناظر دکھاؤں گی جن کی وجہ سے جولیا کے دل میں شک اور حسد کا بیج بویا جائے گا اور پھر میں اس بیج سے درخت پیدا کر کے اسے زور بروز تناور کرتی جاؤں گی اور آخر میں نتیجہ نکل آئے گا‘‘...... گاشوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ جو کام یورشہ نہ کر سکی وہ تم کر لو گی‘‘...... ڈاکٹر کرسٹائن نے اس بار اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

’’یورشہ نے براہ راست عمران پر اثر ڈالا تھا اس لئے ناکام رہی اور پھر عمران کے ساتھی بھی حرکت میں آ گئے لیکن میرا تو عمران سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہو گا اس لئے اس کے ساتھی خاص طور پر وہ افریقی حبشی اور عمران کا شاگرد حرکت میں ہی نہ آئیں گے اور پھر جولیا نے عمران پر فائر کھولنا ہے۔ میں نے نہیں اس لئے میری کامیابی یقینی رہے گی‘‘...... گاشوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تم کب تک یہ کام مکمل کر لو گی‘‘...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

’’زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کے اندر‘‘...... گاشوری نے جواب دیا۔

’’ارے ہاں۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ عمران اور اس کا افریقی حبشی ساتھی شیطانی طاقت کو سونگھ لیتے ہیں۔ تم چاہے جو روپ بھی دھار لو

بہرحال تم ہو تو شیطانی طاقت۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہاری بو سونگھ کر تمہارے خلاف کارروائی شروع کر دیں‘‘...... ڈاکٹر کرسٹائن نے ایسے انداز میں بات کی جیسے یہ بات اسے اچانک یاد آ گئی ہو۔

’’مجھے معلوم ہے آقا۔ یورشہ اسی وجہ سے ناکام ہوئی ہے۔ میں چمگادڑ کے خون سے بنی ہوئی مخصوص بو جسے ہم سب شارم کہتے ہیں لگا لوں گی۔ اس کے بعد وہ ہماری مخصوص بو کسی صورت نہ سونگھ سکیں گے‘‘...... گاشوری نے جواب دیا۔

’’اب میں مطمئن ہوں کہ تم کامیاب رہو گی۔ اب تم جا سکتی ہو‘‘۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو گاشوری کا جسم دھواں بن کر فضا میں غائب ہو گیا اور ڈاکٹر کرسٹائن کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

عمران فلیٹ میں داخل ہو کر سٹنگ روم میں پہنچا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''ارے بیٹھنے تو دو۔ لگتا ہے کوئی فون اٹھائے میرے فلیٹ میں داخل ہونے کے انتظار میں تھا''...... عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر اس طرح اطمینان سے بیٹھ گیا جیسے طویل فاصلے سے دوڑتا ہوا آ رہا ہو۔ فون کی گھنٹی وقفے وقفے سے بج رہی تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''حقیر فقیر پر تقصیر بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) از فلیٹ قبضہ خود جبکہ ملکیتی سوپر فیاض بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

''صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ آپ بزبان خود اور بدہان

خود دونوں الفاظ کیوں استعمال کرتے ہیں۔ ظاہر ہے آپ کی زبان اپنے دہن یعنی منہ میں ہی ہو سکتی ہے''...... دوسری طرف سے صفدر نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ کیا نادانوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ لگتا ہے دنیا کی ہوا نہیں لگی تمہیں۔ یہاں تو زبان کسی کی ہوتی ہے دہن کسی کا۔ سارا معاشرہ ہی اس چکر میں مبتلا ہے اس لئے میں یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنی زبان اور اپنے دہن سے ہی بول رہا ہوں''۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''چلیں ٹھیک ہے۔ سمجھ آ گئی لیکن پہلے تو آپ صرف عجز و انکساری کا مظاہرہ کرنے کے لئے پر تقصیر کا لقب استعمال کرتے تھے لیکن اب سنا ہے کہ آپ واقعی پر تقصیر ہونا شروع ہو گئے ہیں''۔ صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کھل کر بات کرو''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ سنجیدہ ہو گئے ہیں تو پھر جولیا کے فلیٹ پر آ جائیں۔ میں اور کیپٹن شکیل بھی وہیں موجود ہیں۔ جولیا کو بھی اس بارے میں اطلاع مل چکی ہے اور گو وہ بظاہر کسی ردعمل کا اظہار نہیں کر رہی لیکن اس کا چہرہ بتا رہا ہے کہ اسے زبردست شاک پہنچا ہے۔ آپ آ کر وضاحت کر دیں تو بہتر ہے۔ ویسے ہم نے اس سلسلے میں کچھ کام بھی کیا ہے۔ اس سے بھی آپ کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں''۔ صفدر

نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ یورشہ کے بارے میں صرف ٹائیگر کو معلوم ہے اور اس نے جوزف کو ساتھ شامل کیا ہے لیکن صفدر کے فون سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ پوری سیکرٹ سروس کو اس بارے میں علم ہو چکا ہے اور یہی بات عمران کے لئے باعث حیرت بن رہی تھی کہ آخر یہ لوگ اسے اس قدر مارک کیوں کرتے ہیں۔ رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور پھر فلیٹ سے باہر آ کر اس نے دروازہ لاک کیا اور پھر چابی مخصوص جگہ پر رکھ کر وہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سلیمان فلیٹ پر موجود نہ تھا اور نہ ہی عمران کو علم تھا کہ وہ کہاں گیا ہے لیکن چونکہ چابی مخصوص جگہ پر موجود تھی اس لئے اسے فلیٹ میں آنے جانے میں کوئی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے اس رہائشی پلازہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی جہاں جولیا کا لگژری فلیٹ تھا۔ پلازہ پہنچ کر اس نے کار کو پارکنگ میں روکا اور نیچے اتر کر اس نے اسے لاک کیا۔ وہاں صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا تینوں کی کاریں موجود تھیں۔ عمران کار لاک کر کے پلازہ کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیسری منزل پر جولیا کے فلیٹ کے بند دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... کٹک کی ہلکی سی آواز کے بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ڈبل عین''...... عمران نے جواب دیا۔

''ڈبل عین۔ کیا مطلب''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''ایک عین سے علی اور دوسرے عین سے عمران''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو دوسری طرف سے بغیر کچھ کہے کٹک کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ وہاں صفدر موجود تھا۔

''ارے۔ کیا مطلب۔ بات کرنے اور دروازہ کھلنے کے دوران جنس ہی تبدیل ہو گئی۔ اتنی جلدی''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ نے ڈبل عین کہہ کر جولیا کو چکرا دیا تھا۔ آج کل آپ کا کام یہی رہ گیا کہ خواتین کو چکرا دیں''...... صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''کیا بات ہے۔ فون پر بھی بات کرتے ہوئے تمہارے لہجے میں طنز تھا اور اب بھی طنز ہے۔ کوئی خاص مسئلہ ہے۔ اگر ڈبل ایس میں کوئی گڑبڑ ہے تو میں ثالثی کرانے کے لئے تیار ہوں''۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ دونوں سٹنگ روم میں آ گئے۔

کیپٹن شکیل اٹھ کھڑا ہوا تھا اور مصافحہ کرنے کے بعد وہ بیٹھے ہی تھے کہ کچن سے جولیا ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی موجود تھی۔ اس نے ٹرالی سے برتن اٹھا کر میز پر رکھنے شروع کر دیئے۔

"فاتحہ کس کا پڑھنا ہے"...... عمران نے صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا کو باری باری دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب"...... جولیا نے یکلخت اچھلتے ہوئے کہا۔

"تم تینوں کے چہروں پر ایسی سنجیدگی ہے کہ جیسے کسی کو دفن کر کے آئے ہوں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ فاتحہ کس کا پڑھنا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو تم اپنا فاتحہ پڑھانے کی تیاری کر لو۔ مجھے جو کچھ صفدر اور کیپٹن شکیل نے بتایا ہے اس کے بعد تمہارے زندہ رہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہا"...... جولیا نے ٹرالی کو ایک طرف دھکیل کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تو یہ سب کچھ میرے اعزاز میں ہو رہا ہے۔ واہ۔ اتنی ہائی ٹی اگر ہر بار ملنے لگے تو میں دن میں دس بار مرنے کے لئے تیار ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اللہ نہ کرے۔ منہ سے اچھی بات نکالا کرو"...... جولیا نے بے ساختہ کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"عمران صاحب۔ آرانی سیاح خاتون یورشیا واپس چلی گئی ہے یا نہیں"...... صفدر نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا اس بارے میں اور تم نے فون پر بھی کہا تھا کہ تم نے اس سلسلے میں کام کیا ہے۔ یہ سب کیا ہے۔ تفصیل سے بات کرو"...... عمران نے بھی چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ جولیا اور کیپٹن شکیل دونوں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"عمران صاحب۔ آپ کو اس آرانی لڑکی کے ساتھ دیکھا جانے لگا لیکن آپ کا انداز ایسا تھا جیسے آپ اس کے زیر اثر آ گئے ہوں۔ آپ کا رویہ دوسروں کے لئے سخت ہو گیا تھا اور آپ وہ عمران نہ رہے تھے جنہیں ہم سب جانتے تھے۔ اس پر ہمیں تشویش ہوئی۔ ہمیں احساس ہوا کہ اس لڑکی کے اندر کوئی شیطانی طاقت ہے جس کی وجہ سے اس نے آپ پر اثر جما لیا ہے جس پر ہم نے سید چراغ شاہ صاحب کی خدمت میں گزارش کرنے کے بارے میں سوچا لیکن وہ ملک سے باہر تھے۔ کیپٹن شکیل ایک پروفیسر صاحب کو جانتے تھے جو ان معاملات میں بھی سدھ بدھ رکھتے تھے لیکن انہیں بھی کچھ سمجھ نہ آئی تو انہوں نے سید چراغ شاہ صاحب سے روحانی رابطہ کیا اور پھر انہوں نے بتایا کہ شاہ صاحب کا فرمان ہے کہ عمران کی آزمائش ہو رہی ہے۔ وہ خود ہی اس سے نمٹ لے گیا۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ پیغام ملتے ہی ہماری تسلی ہو گئی اور ہم نے مزید کوئی کارروائی نہ کی۔ ہم نے مس جولیا کو کچھ

نہ بتایا لیکن شاید ٹائیگر کو بھی آپ کے اس شوق کے بارے میں معلوم ہو گیا تھا۔ اس نے جولیا سے بات کی لیکن تفصیل اسے معلوم نہ تھی اس لئے مس جولیا نے اس کی زیادہ پرواہ نہ کی لیکن آج مس جولیا مارکیٹ گئی تو وہاں ایک بزرگ سے آدمی نے انہیں مبارک باد دی اور کہا کہ عمران بال بال بچ گیا ہے لیکن شاید آئندہ آسانی سے نہ بچ سکے اور پھر وہ بزرگ بغیر کوئی وضاحت کئے چلا گیا اور مس جولیا جو عجیب سا پیغام سن کر پریشان ہو گئی اور انہوں نے مجھ سے رابطہ کر کے مجھے یہاں کال کیا۔ کیپٹن شکیل اس وقت میرے پاس موجود تھا اس لئے وہ بھی ساتھ آ گیا۔ یہاں جب مس جولیا نے آپ کے بارے میں اس بزرگ کی بات بتائی تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ یہ سب اس آرانی لڑکی کے بارے میں کہا جا رہا ہے۔ چنانچہ ہم نے بھی مس جولیا کو سب کچھ بتا دیا اور ساتھ ہی انہیں تسلی دی کہ اس بزرگ نے بتا دیا ہے کہ عمران بال بال بچ گیا ہے اور سید چراغ شاہ صاحب نے بھی یہ کہا تھا کہ عمران خود ہی اس معاملے سے نمٹ لے گا لیکن مس جولیا کی تشویش دور نہ ہوئی تو میں نے آپ کے فلیٹ پر فون کیا کیونکہ سلیمان بھی آپ کی وجہ سے سخت شاکی تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ اس سے بات ہو گی تو آپ کے بارے میں تازہ ترین معلومات مل جائیں گی۔ آپ کے بارے میں تو ہمارا یہی خیال تھا کہ آپ اس آرانی لڑکی کے پاس ہوٹل کے کمرے میں ہوں گے لیکن آپ نے نہ صرف رسیور اٹھا لیا بلکہ

آپ کا لہجہ بھی پہلے جیسا خوشگوار تھا اس لئے ہم سمجھ گئے کہ بزرگ کی بات درست ہے اور آپ بال بال بچ گئے ہیں''...... صفدر نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم نے جو کہا ہے وہ سب درست ہے۔ میری آنکھوں پر نجانے کیوں پٹی سی بندھ گئی تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ میرے ذہن میں اس آرانی لڑکی کے لئے کوئی غلط خیال سرے سے موجود ہی نہ تھا لیکن اس کے باوجود میں زیادہ سے زیادہ وقت اس کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا اور اس کے علاوہ مجھے اور کسی کی بات اچھی نہیں لگتی تھی لیکن اب سب کچھ ختم ہو گیا اور واقعی اللہ نے مجھے بال بال بچا لیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا ہوا ہے۔ آپ تفصیل تو بتائیں''...... صفدر نے کہا تو عمران نے انہیں یورشیا کو اس کے ہوٹل کے کمرے میں چھوڑ کر فلیٹ پر آنے لیکن پھر شدید بے چینی کی وجہ سے واپس وہاں جانے اور کمرے کا دروازہ کھلنے پر جو کچھ اس نے کمرے میں دیکھا اور پھر جو کچھ اور جیسے جیسے وہاں پیش آیا تھا وہ سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

''تو یہ ساری کارروائی ٹائیگر اور جوزف کی ہے۔ ویری گڈ۔ ٹائیگر واقعی آپ کی شاگردی کا حق ادا کر رہا ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس بزرگ آدمی نے یہ بھی کہا تھا کہ اس بار تو تم بال

بال بچ گئے ہو لیکن آئندہ آسانی سے نہ بچ سکو گے۔ اس کا تو مطلب ہے کہ تم پر آئندہ بھی کوئی وار ہوگا“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ اس بات سے تو یہی لگتا ہے لیکن تم فکر مت کرو۔ میں ڈھیٹ مٹی سے بنایا گیا ہوں اس لئے آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بچ جاؤں گا“...... عمران نے جواب دیا تو جولیا سمیت صفدر اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ آخر کیا وجہ ہے کہ یہ شیطانی طاقتیں آپ کو ہی گھیر لیتی ہیں۔ کیا اس دنیا میں اور لوگ نہیں رہتے“...... صفدر نے کہا۔

”یہودیوں اور مسلمانوں میں کیوں دشمنی ہے۔ بظاہر تو اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی اور بھی تو مذاہب کے لوگ ہیں۔ صرف یہودی ہی کیوں مسلمانوں کو دشمن نمبر ایک سمجھتے ہیں۔ میرے اور شیطان کے درمیان بھی ایسی ہی دشمنی پیدا ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مجھ پر خصوصی رحمت ہے کہ نیک لوگوں کی نظر شفقت مجھ پر ہے لیکن شیطان کی دنیا بے حد وسیع ہو چکی ہے۔ اب یہ طاغوتی طاقتیں ہیں۔ یہ شیطان کا ایک اہم شعبہ ہے۔ ان کا کام لوگوں کو گمراہ کرنا۔ راہ راست سے ہٹانا ہے اور اس میں سب سے اہم بات فخر اور غرور ہے چاہے یہ غرور کسی نیک کام پر ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کو غرور اور تکبر کسی صورت پسند نہیں کیونکہ غرور اور تکبر صرف اس مالک کائنات کو اچھا لگتا ہے اور کسی کو بھی نہیں اس لئے جو کسی

بھی طرح کا تکبر کرتا ہے وہ شیطان کا ساتھی بن جاتا ہے کیونکہ شیطان بھی غرور کا نتیجہ بھگت رہا ہے۔ شیطان کے مقابلے پر اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی بھی کبھی کمی نہیں رہی اس لئے تو شیطان سب پر چھا نہیں سکا اور نہ ہی چھا سکتا ہے۔ پہلے پہلے میں بھی تمہارے انداز میں سوچتا تھا اور جھنجھلاتا تھا کہ آخر ان ماورائی کاموں میں مجھے ہی کیوں گھسیٹا جاتا ہے لیکن سید چراغ شاہ صاحب نے آخرکار مجھے سمجھا دیا ہے کہ یہ شکر کا موقع ہے جھنجھلاہٹ کا نہیں۔ مجھے اپنے اس اعزاز پر شکر کرنا چاہئے اور اب میں واقعی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں“...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ ایک وعدہ کریں“...... اچانک صفدر نے کہا تو عمران سمیت سب چونک پڑے۔

”کیا“...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”یہی کہ آپ آئندہ جیسے ہی ماورائی معاملات میں داخل ہوں تو ہمیں ضرور بتائیں گے“...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”مجھے خود بھی فوری طور پر احساس نہیں ہوتا۔ اب اس یورشیا کے معاملے کو دیکھو۔ جب تک ٹائیگر اور جوزف نے ان طاقتوں کو سیاہ لگامیں ڈال کر قابو نہیں کیا اور ان کی اصلیت میرے سامنے نہیں لائی گئی اس وقت تک مجھے احساس تک نہیں ہوا کہ یورشیا

کوئی شیطانی طاقت ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''حالانکہ جوزف نے یہ بو سونگھ لی اور انہیں لگام بھی ڈال دی''...... صفدر نے کہا۔

''اصل میں یہ کام ٹائیگر کا ہے۔ ٹائیگر نے مجھے تفصیل سے بتایا ہے کہ اسے ایک عورت جہاں آرا خورشید ہوٹل میں ملی اور اس نے یورشیا کے بارے میں بتایا کہ وہ شیطانی طاقت ہے۔ پھر ٹائیگر نے جوزف کو کال کیا۔ وہ جوزف کو ساتھ لے گیا اور پھر جوزف نے اس بات کا کنفرم کر دیا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ایسی لڑکیوں سے ملتے ہی کیوں ہو''...... خاموش بیٹھی جولیا نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔

''ایسی سے کیا مطلب ہے تمہارا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جو تمہاری دشمن ہوتی ہیں''...... جولیا نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''وہ اپنے منہ سے تو نہیں کہتیں کہ وہ میری دشمن ہیں۔ البتہ بعد میں نکلتی دشمن ہیں''...... عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''سنو۔ مجھ سے وعدہ کرو کہ آئندہ تم ایسی لڑکیوں سے نہیں ملو گے''...... جولیا نے کہا۔

''چلو ٹھیک ہے۔ وعدہ کہ میں ہر ملنے والی لڑکی کو پہلے تمہارے

پاس لے آؤں گا۔ جب تم اسے دوست ڈکلیئر کر دو گی تو پھر میں بھی اسے دوست بنا لوں گا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ پر دوبارہ حملہ کس انداز کا ہو سکتا ہے''...... صفدر نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران جس انداز میں جواب دے رہا ہے جولیا کا موڈ بگڑتا جائے گا اور پھر ماحول خراب بھی ہو سکتا ہے۔

''اب مجھے کیا معلوم۔ یہ تو کسی نجومی سے ہی پوچھنا پڑے گا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں بتاتی ہوں''...... جولیا نے کہا تو عمران سمیت سب چونک پڑے۔

''کیا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس حملے میں بھی کوئی نہ کوئی لڑکی ہی ملوث ہو گی''...... جولیا نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑے۔

''وہ لڑکی تم بھی ہو سکتی ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے کیا ضرورت ہے تمہیں گمراہ کرنے کی۔ البتہ میری ایک بات ذہن میں رکھنا کہ تم اپنے طور پر اجنبی لڑکی سے بے تکلف ہو کر بات کرتے ہو۔ یہ سوچ کر کہ وہ لڑکی اپنی تعریف سن کر خوش ہو جائے گی اور تمہیں تمہاری مطلوبہ معلومات مل جائیں گی لیکن تمام لڑکیاں ایک فطرت کی نہیں ہوتیں۔ ایسی لڑکیاں بھی ہوتی ہے جو تمہیں اُلو بنانے کے لئے بظاہر تمہاری تعریف سن کر خوش دکھائی

دیتی ہیں اور تم غلط فہمی میں نہ رہنا کہ تم عورتوں کی نفسیات سب سے زیادہ جانتے ہو''...... جولیا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم تو اب یہ بات کر رہی ہو۔ جب سے یورشیا کی اصلیت سامنے آئی ہے مجھے عقل آ گئی ہے۔ تمہاری بات درست ہے اور اب تو میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ کسی عورت پر اعتماد نہیں کروں گا چاہے وہ جولیا ہی کیوں نہ ہو''...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر یکلخت زلزلے کے سے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے۔

''تم۔ تم میرے بارے میں یہ بات کر رہے ہو۔ تم۔ تم اور میرے بارے میں''...... جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں رک رک کر کہنا شروع کر دیا۔

''مس جولیا۔ عمران صاحب صرف سمجھانے کے لئے یہ بات مثال کے طور پر کر رہے ہیں کیونکہ عمران صاحب سب سے زیادہ اعتماد آپ پر کرتے ہیں اس لئے انہوں نے آپ کی مثال دی ہے''...... صفدر نے جلدی سے بات کو گول مول کر کے ہنستے ہوئے کہا۔

''لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ میری ہی مثال دی جائے''...... جولیا نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''مس جولیا۔ آپ کی مثال سے تو بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ بہرحال اب میں عمران صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس لڑکی

یورشیا تک محدود نہ رہیں بلکہ اس کے پیچھے جو اصل لوگ ہیں ان کو سامنے لایا جائے''...... صفدر نے عمران کے بولنے سے پہلے ہی کہا۔

''اوہ ہاں واقعی۔ اس بارے میں تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا''۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ پر یہ وار کیوں کیا گیا اور کس نے کرایا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''جوزف نے بتایا ہے کہ اس کے وچ ڈاکٹر موراشی نے اسے بتایا ہے کہ یہ کام طاغوتی طاقتوں کا ہے اور ہوٹل کے کمرے میں یورشیا اور دوسری طاقت نے اپنے آپ کو طاغوتی طاقتیں کہا تھا اور کسی ڈاکٹر کریٹائن کا نام لیا گیا تھا جو شاید انسان ہے لیکن شیطان کی طرف سے اس کا نائب بنا ہوا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ طاغوتی طاقتیں کیا ہوتی ہیں۔ شیطانی طاقتیں تو میں نے سنا ہوا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''طاغوت عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا ایک معنی شیطان بھی ہے اور دوسرا معنی گمراہ کرنے والا بھی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ وہ شیطانی طاقتیں ہیں جو انسانوں کو راہ راست سے بھٹکا کر ہمیشہ کے لئے گمراہی کے راستے پر ڈال دیتی ہیں''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن یکایک آپ کے ساتھ ان کی کیا دشمنی پیدا ہو گئی ہے کہ انہوں نے اس انداز میں آپ کو گمراہ کرنے کی کوشش کی''...... صفدر نے کہا۔

''مجھے تفصیل تو معلوم نہیں ہے۔ البتہ ایک اندازہ ہے کہ میں شیر گڑھ جا رہا تھا کہ راستے میں، میں نے ایک سانڈ نما مرد کو دیکھا جو ایک عورت کا گلا دبا رہا تھا۔ عورت چیخ رہی تھی۔ میں کار سے اتر کر اس عورت کی مدد کرنے گیا تو وہ سانڈ نما آدمی عورت کو چھوڑ کر مجھ سے الجھ گیا اور مجھے اعتراف ہے کہ اس کے جسم میں سینکڑوں سانڈوں کی طاقت بھری ہوئی تھی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور میں بچ گیا لیکن اس عورت نے اس سانڈ نما آدمی کی دونوں آنکھوں میں انگلیاں مار کر اسے اندھا کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ آدمی دھواں بن کر غائب ہو گیا اور وہ عورت بھی دھواں بن کر غائب ہو گئی۔ میں تو اس سارے کھیل کو دیکھ کر یہی سمجھا تھا کہ یہ دونوں کوئی شیطانی طاقتیں تھیں جو آپس میں ہی الجھ کر ختم ہو گئیں یا چلی گئیں لیکن اس کے بعد یورشیا کا واقعہ پیش آیا۔ اس کا جو انجام ہوا اس سے محسوس ہوتا ہے کہ مجھے باقاعدہ نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ یورشیا نے جو مقصد حاصل کرنا چاہا تھا وہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ٹائیگر اور جوزف کی ہمت سے حاصل نہ کر سکی لیکن یہ لوگ آسانی سے پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں۔ یہ لازماً دوسرا وار کریں گے''۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تو پھر عمران صاحب۔ جنگ کے اصول کے مطابق ان کے حملہ کرنے سے پہلے ہمیں ان پر حملہ کر دینا چاہئے۔ ہم صرف ڈیفنس ہی کیوں کرتے رہیں''...... صفدر نے کہا۔

''شیطان اور اس کی ذریات ازل سے ہیں اور قیامت تک رہیں گی۔ ہم کس کس سے لڑتے رہیں گے اس لئے ہمیں اس بارے میں مزید سوچنا بند کر دینا چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ سید چراغ شاہ صاحب شاید واپس آ گئے ہوں۔ ان سے تو اس سلسلے میں بات ہو سکتی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''یورشیا اور اس دوسری طاقت شران کے غائب ہو جانے کے بعد میں نے شاہ صاحب کو فون کیا تھا لیکن ان کی واپسی نہیں ہوئی اس لئے میں خاموش ہو گیا اور تم بھی اب اس ٹاپک کو ختم کرو اور کوئی اور بات کرو''...... عمران نے کہا اور اس بار سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے وہ بھی عمران سے متفق ہوں۔

سفید رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جولیا تھی جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک خوبصورت سوئس لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے جینز کی پینٹ اور بلیک لیدر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ آنکھوں پر سیاہ گاگل تھی۔ اس کے سرخ و سفید رنگ اور نقوش سے سب پر عیاں تھا کہ وہ سوئس نژاد ہے۔ اس کا نام ریٹا تھا اور ریٹا پاکیشیا میں سوئس سفارت خانے میں ملازم تھی۔ اسے یہاں پاکیشیا آئے ہوئے ابھی چند ماہ ہی ہوئے تھے۔ وہ یہاں کلچرل سیکرٹری تھی۔ اس کا کام پاکیشیا کے کلچر کو فلم بند کر کے سوئس بھجوانا تھا تا کہ وہاں تصویریں بنا کر انہیں ایشیائی کلچرل کونسل کے وسیع و عریض کلچرل میوزیم میں رکھا جا سکے تا کہ سوئس کے لوگ ایشیا کے اصل کلچر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔

تصاویر کے ساتھ ساتھ ایسی فلمیں بھی وہاں فروخت کی جاتی تھیں جنہیں ٹی وی یا انٹرنیٹ پر دیکھا جا سکتا تھا۔ اس طرح بھی ایشا کا کلچر سامنے آ سکتا تھا۔ اس طرح پاکیشیا میں سوئس کلچر کے بارے میں بڑے بڑے ہوٹلوں میں نمائشوں کا انعقاد تھا جہاں پاکیشیا کے لوگ سوئس کلچر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ جولیا کے ساتھ ریٹا کی ملاقات ایک ہوٹل میں اتفاقاً ہوئی تھی اور ریٹا، جولیا کو سوئس باشندہ سمجھ کر اس سے ملی تھی لیکن جب جولیا نے اسے بتایا کہ وہ طویل عرصے سے اب یہاں رہ رہی ہے تو ریٹا بے حد حیران ہوئی۔

بہرحال وہ ایک دوسرے کی دوست بن گئیں۔ اتفاق سے ریٹا بھی اسی علاقے کی رہنے والی تھی جس علاقے میں جولیا پیدا ہوئی اور پلی بڑھی تھی۔ ریٹا، جولیا کے انکل کو بھی جانتی تھی جو فوت ہو چکے تھے اور ان کی اولاد میں سے بھی صرف ایک فیملی سوئس میں رہ رہی تھی۔ باقی بہتر مستقبل کی تلاش میں ایکریمیا چلے گئے تھے۔ اس وقت یہ دونوں ایک ہوٹل میں ہونے والی نمائش دیکھنے جا رہی تھیں۔ اس نمائش کا تعلق پاکیشیا کے دیہی علاقوں سے تھا۔

”یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی جولیانا کہ آخر تمہیں یہاں اس ملک کی کون سی چیز پسند آ گئی ہے کہ تم نے یہاں مستقل رہائش رکھ لی“...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہاں کے لوگ بے حد اچھے ہیں۔ ملک بے حد اچھا ہے۔

میرے خیال میں دنیا میں بہت کم ملک ایسے ہوں گے جہاں چاروں موسم ہوتے ہیں۔ یہاں پاکیشیا میں چاروں موسم باری باری بھی آتے ہیں اور بیک وقت بھی ہوتے ہیں۔ یہاں ایسے علاقے ہیں جو اس قدر سرسبز اور شاداب کہ تمہارے ذہن میں جنت کی جو تصویر بھی ہو گی وہ ان علاقوں کے سامنے ماند پڑ جائے گی''۔ جولیا نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا تو ریٹا بے اختیار ہنس پڑی۔

''اصل بات تم نے پہلے بتا دی ہے''...... ریٹا نے ہنستے ہوئے کہا تو جولیا حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

''کون سی بات''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''یہی کہ یہاں کے لوگ بے حد اچھے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اصل میں تمہیں یہاں کے لوگ پسند آ گئے ہیں''...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

''ہاں۔ واقعی بہت اچھے ہیں۔ بہت ہی اچھے ہیں''...... جولیا نے کہا تو ریٹا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہاں کا کوئی شخص تمہیں دل سے پسند آ گیا ہے''...... ریٹا نے کہا۔

''یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے''...... جولیا نے کہا تو ریٹا بے اختیار ہنس پڑی۔

''اب تم لاکھ چھپاؤ مگر اصل بات سامنے آ ہی گئی ہے۔ تم مجھے بتاؤ کہ وہ کون ہے۔ پھر مجھے اس سے ملواؤ بھی کیونکہ مجھے یقین

ہے کہ وہ واقعی بے حد اچھا آدمی ہو گا''...... ریٹا نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''ٹھیک ہے۔ بتا دیتی ہوں۔ ہوٹل قریب آ گیا ہے۔ ہال میں بیٹھیں گے تو پھر تفصیل سے بات ہو گی''...... جولیا نے کہا تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جولیا نے کار ایک فائیو سٹار ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑی اور پھر اسے پارکنگ کی طرف لے گئی۔ پارکنگ میں کار روک کر وہ دونوں نیچے اتریں۔ جولیا نے کار لاک کی اور پھر پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر وہ دونوں مین ہال میں داخل ہوئیں تو وہاں اس وقت بہت کم لوگ موجود تھے کیونکہ ایسے ہوٹلوں میں رات کے وقت رش ہوتا ہے جبکہ اس وقت دوپہر تھی۔ جولیا، ریٹا کو ساتھ لئے لنچ کرنے آئی تھی۔

''ہمیں یہاں ہال کی بجائے ڈائننگ ہال میں جانا چاہئے''۔ ریٹا نے کہا۔

''میں آج تمہیں پاکیشیا کے خصوصی کھانے کھلانا چاہتی ہوں اور وہ یہاں بھی سرو ہو سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ تمہیں سوئس کھانے منگوانے چاہئیں تاکہ تم سوئس کے مخصوص کھانوں کا ذائقہ بھول نہ جاؤ''...... ریٹا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میں پاکیشیائی کھانوں کی عادی ہو چکی ہوں۔ یہ کھانے ذائقے اور انرجی میں سوئس کھانوں سے لاکھ درجے بہتر ہیں''...... جولیا نے

کہا اور اسی لمحے ویٹر آ گیا تو جولیا نے میز پر موجود مینو کارڈ اٹھا کر اسے کھانے لکھوانے شروع کر دیئے۔

''یس میڈم''...... جب جولیا آرڈر دے چکی تو ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سر ہلاتا ہوا مڑا اور واپس چلا گیا۔

''تم اب مکمل طور پر پاکیشیائی ہو چکی ہو۔ کیا تمہیں سوئٹزر لینڈ یاد نہیں آتا''...... ریٹا نے کہا۔

''شروع شروع میں بہت یاد آتا تھا۔ پھر کم یاد رہنے لگا لیکن اب تو میرا خیال تک نہیں جاتا۔ اب تو مجھے یوں لگتا ہے کہ جیسے میں پیدا ہی پاکیشیا میں ہوئی ہوں''...... جولیا نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار چونک پڑی تو سامنے بیٹھی ہوئی ریٹا بھی چونک پڑی۔

''کیا ہوا''...... ریٹا نے اس طرف گردن گھماتے ہوئے کہا جدھر دیکھ کر جولیا چونک پڑی تھی۔

''عمران اور یہاں''...... جولیا نے کہا تو ریٹا کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اس نے دیکھا کہ ایک معصوم صورت جوان آدمی جس نے سوٹ پہنا ہوا تھا اور جو خاصا وجیہہ دکھائی دے رہا تھا تیزی سے قدم اٹھاتا اسی طرف آ رہا تھا جدھر جولیا اور ریٹا موجود تھیں۔

''کون ہے یہ آدمی جسے دیکھ کر تم چونک پڑی ہو''...... ریٹا نے کہا۔

''یہ میرا کولیگ ہے۔ ہم ایک ہی آفس میں کام کرتے ہیں''۔ جولیا نے کہا لیکن عمران ان سے ایک ٹیبل پہلے رک کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ ٹیبل بھی خالی تھی۔ البتہ اس کا رخ ان دونوں کی طرف تھا۔ وہ ادھر ادھر اس انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے دیہاتی زندگی میں پہلی بار شہر آ کر ہر چیز کو حیرت بھری نظروں سے دیکھتا ہے۔

''عمران۔ ادھر آ جاؤ''...... جولیا نے کہا تو عمران ایک جھٹکے سے اٹھا اور ان کی طرف بڑھا۔

''میں تو اس لئے دور بیٹھ گیا تھا کہ سیانے کہتے ہیں کہ جہاں دو سوئس لڑکیاں اکٹھی ہو جائیں وہاں کرنٹ لگنے کا بے حد خطرہ ہوتا ہے''...... عمران نے قریب آ کر بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''بکواس مت کرو۔ یہ میری نئی دوست ہے ریٹا اور ریٹا، جیسے میں نے بتایا تھا کہ یہ میرا کولیگ ہے علی عمران''...... جولیا نے اٹھ کر ان دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ جولیا کے اٹھتے ہی ریٹا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی عمران''...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

''سوری۔ ہمارے معاشرے میں خواتین سے ہاتھ ملانا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ ویسے آپ سے مل کر مجھے ابھی تک تو خوشی نہیں ہوئی۔ ہو سکتا ہے کہ آئندہ ہو جائے''...... عمران نے مسکراتے

ہوئے لہجے میں کہا تو ریٹا نے اپنا بڑھا ہوا ہاتھ ایک جھٹکے سے واپس کھینچ لیا۔ اس کے چہرے پر تیز غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ریٹا۔ یہ سوئٹزر لینڈ نہیں ہے پاکیشیا ہے"...... جولیا نے کہا تو ریٹا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"بیٹھو عمران۔ ہم نے لنچ منگوایا ہے۔ تم بھی ساتھ ہی کھا لو"۔ جولیا نے کہا۔

"سوری۔ میں تو سوپر فیاض کا مہمان ہوں۔ بڑی مشکل سے قابو میں آیا ہے۔ میں ڈائننگ ہال میں جا رہا ہوں کیونکہ سوپر فیاض تکلفات کا بے حد قائل ہے اور مجبوری یہ ہے کہ وہ میزبان ہے اور بل بھی اسی نے ادا کرنا ہے۔ کھانے کے بعد چائے اکٹھے پی لیں گے۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تمہارا یہ کولیگ کچھ زیادہ ہی بے تکلف اور منہ پھٹ آدمی ہے"...... ریٹا نے عمران کے جانے کے بعد کہا۔

"ہاں۔ وہ ایسا ہی ہے"...... جولیا نے جواب دیا۔ اسی لمحے ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا آیا اور اس نے کھانے کے برتن میز پر رکھنے شروع کر دیئے۔ کھانے کے بعد جولیا نے ہاٹ کافی منگوا لی۔ ریٹا نے کھانے کی بے حد تعریف کی تو جولیا کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

"جولیا۔ مجھے نجانے کیوں محسوس ہو رہا ہے کہ تمہارے اور عمران کے درمیان کوئی بہت گہرا رشتہ ہے۔ نجانے کیوں مجھے ایسا احساس ہو رہا ہے۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے"...... کافی پیتے ہوئے ریٹا نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

"ہاں۔ تمہیں درست احساس ہوا ہے۔ عمران اور میرے درمیان محبت کا رشتہ ہے"...... جولیا نے ریٹا کو اپنی ہم وطن ہونے کے ناطے کھل کر بتا دیا۔

"پھر تو مبارک ہو۔ عمران بے حد وجیہہ آدمی ہے اور اس کے ساتھ ہی معصوم فطرت بھی ہے لیکن"...... ریٹا بات کرتے کرتے رک گئی تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"لیکن کیا"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"چھوڑو۔ میں تمہارے درمیان کوئی غلط فہمی پیدا نہیں کرنا چاہتی"۔ ریٹا نے کہا تو جولیا کے چہرے پر مزید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا مطلب۔ کیسی غلط فہمی۔ کھل کر بات کرو ریٹا۔ کیا کہنا چاہتی ہو تم"...... جولیا نے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے تم سے زیادہ مردوں کا تجربہ ہے اور یہ میرا تجربہ ہے کہ جو مرد بظاہر بڑے معصوم صورت دکھائی دیتے ہیں وہ دراصل انتہائی عیار اور ریاکار ہوتے ہیں اور عمران کو دیکھ کر مجھے یہی احساس ہو رہا ہے کہ عمران عورتوں کے معاملے میں عیار آدمی ہے لیکن پلیز۔ تم برا

نہ ماننا۔ یہ صرف میرا احساس اور تجربہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عمران ایسا نہ ہو لیکن پھر بھی تمہیں مردوں پر سو فیصد اعتماد نہیں کرنا چاہئے“...... ریٹا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو جولیا اس پر بے اختیار ہنس پڑی۔

”چھوڑو ریٹا۔ دنیا کے مردوں کے ساتھ عمران کو مت ملاؤ۔ تم چونکہ عمران کو نہیں جانتی اس لئے تم اس کے بارے میں ایسی باتیں کر رہی ہو“...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”میں واقعی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ ابھی چند لمحے پہلے میں نے اسے پہلی بار دیکھا ہے لیکن جو کچھ میں کہہ رہی ہوں وہ درست ہے اور میں اسے ثابت بھی کر سکتی ہوں“...... ریٹا نے چیلنج کے انداز میں کہا تو جولیا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”ثابت۔ وہ کیسے“...... جولیا کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

”میں تمہیں وہاں لے جاؤں گی جہاں یہ سارا کھیل کھیلا جا رہا ہو گا اور تم اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لو گی“...... ریٹا نے کہا۔

”یہ کیا کہہ رہی ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ عمران کو میں طویل عرصے سے جانتی ہوں اور صرف میں ہی نہیں بلکہ سارے ساتھی جانتے ہیں جبکہ تم صرف اپنی قیانہ شناسی کی بناء پر یہ سب کچھ کہہ رہی ہو“...... جولیا نے اس کا مذاق اڑانے کے انداز میں کہا۔

”میں اس وقت تمہیں کسی طرح بھی قائل نہیں کر سکتی لیکن میں جلد ہی تم پر اپنی بات ثابت کر دوں گی۔ آؤ اب چلیں۔ میں نے سفارت خانے میں ایک ضروری میٹنگ اٹنڈ کرنی ہے“...... ریٹا نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ جولیا بل پہلے ہی ویٹر کو ادا کر چکی تھی اس لئے وہ دونوں ہوٹل سے نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

عمران کار میں سوار دانش منزل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا کہ ایک کراسنگ پر سرخ لائٹ ہونے کی وجہ سے اس نے کار روک دی۔ چند لمحوں بعد ایک اور کار اس کے برابر آ کر رکی تو عمران، ٹائیگر کو دیکھ کر مسکرا دیا۔

"باس۔ آپ بھی شکر گڑھ جا رہے ہیں"...... ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"شکر گڑھ۔ کیوں۔ وہاں کیا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو آپ کو ابھی تک اطلاع نہیں ہو سکی۔ سوپر فیاض کو شکر گڑھ میں گولی مار دی گئی ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران کا ذہن جیسے بھک سے اڑ گیا۔ اسی لمحے لائٹ سبز ہو گئی تو عمران نے کار آگے بڑھائی اور پھر اس نے کار کا اشارہ آن کر کے اسے سائیڈ پر کرنا

شروع کر دیا۔ یہ سب کچھ عمران میکانکی انداز میں کر رہا تھا کیونکہ سوپر فیاض کے بارے میں سن کر اس کا ذہن منجمد سا ہو گیا تھا۔ چند لمحوں بعد جب وہ سڑک کی سائیڈ پر پہنچا تو اس کے عقب میں ٹائیگر کی کار رکی اور پھر ٹائیگر اپنی کار سے اتر کر اس کی کار کی طرف آ گیا۔ اس نے سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھولا اور سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس دوران عمران اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا۔ وہ اچانک اطلاع کے سحر سے باہر آ چکا تھا۔

"کیا ہوا ہے اور سوپر فیاض کی اس وقت کیا حالت ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ مجھے ایک کلب کے اسسٹنٹ مینجر سے اطلاع ملی ہے کہ شکر گڑھ کے ایک کلب میں سوپر فیاض پر اچانک فائر کھول دیا گیا اور وہ شدید زخمی حالت میں ہسپتال پہنچ چکا ہے۔ اسسٹنٹ مینجر نے مجھے بتایا کہ سوپر فیاض وہاں کسی انکوائری کے سلسلے میں گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ میں خود شکر گڑھ جا کر معلوم کروں کیونکہ انڈر ورلڈ میں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جو سوپر فیاض پر اس انداز میں ہاتھ اٹھانے کی کوشش کرے کیونکہ اسے بھی حکومت کی طاقت کا پوری طرح علم ہوتا ہے کہ حکومت پوری قوت سے اس پر ٹوٹ پڑے گی اور پھر اس کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ اس کے باوجود سوپر فیاض پر اس انداز میں حملہ واقعی حیرت انگیز ہے۔ آپ کو جب میں نے دیکھا تو میں یہی سمجھا کہ آپ بھی شکر گڑھ جا رہے ہیں"۔

ٹائیگر نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''سوپر فیاض کی اس وقت حالت کیا ہے''...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''وہ شدید زخمی ہے۔ بس اتنا معلوم ہو سکا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''پھر اسے دارالحکومت کے سنٹرل ہسپتال بھجوانا چاہئے تھا۔ شکر گڑھ کے ہسپتال میں تو جدید سہولیات موجود نہیں ہوں گی''۔ عمران نے کہا۔

''یس باس۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ سوپر فیاض کی حالت ایسی نہ ہو کہ اسے وہاں سے دارالحکومت شفٹ کیا جا سکتا ہو''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم شکر گڑھ جا کر حملہ آوروں کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ مین وہاں جا کر سوپر فیاض کا پتہ کرتا ہوں اور اسے دارالحکومت شفٹ کراتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے باس''...... ٹائیگر نے کہا اور کار سے اتر کر عقب میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا تو عمران نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ شکر گڑھ کے اکلوتے ہسپتال میں پہنچ گیا لیکن وہاں جا کر اسے معلوم ہوا کہ سوپر فیاض کی حالت اب قدرے بہتر ہے اور اسے دارالحکومت کے سنٹرل ہسپتال بھجوا دیا گیا ہے تو اسے قدرے اطمینان ہو گیا لیکن پھر اسے خیال

آیا کہ اب اگر وہ شکر گڑھ آ ہی گیا ہے تو پروفیسر رحمت علی سے ملتا جائے۔ پروفیسر رحمت علی پاکیشیا کی نیشنل یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ کے طویل عرصہ تک سربراہ رہے تھے۔ پھر ریٹائرڈ ہو کر وہ یہاں شکر گڑھ میں آباد ہو گئے۔ اب تو انہیں ریٹائر ہوئے بھی کافی عرصہ ہو چکا تھا۔ ایک محفل میں عمران کی ان سے اتفاقاً ملاقات ہو گئی تھی اور عمران ان کی شخصیت اور علمیت سے بے حد متاثر ہوا تھا۔

پروفیسر رحمت علی واقعی ایک عالم تھے۔ عمران کی بے تکلفانہ گفتگو انہیں بھی بے حد پسند آئی تھی۔ پروفیسر رحمت علی کا کوئی بیٹا نہ تھا صرف دو بیٹیاں تھیں جو شادی شدہ تھیں اور اپنے اپنے گھروں میں آباد تھیں۔ پروفیسر صاحب کی بیوی ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ان کی ریٹائرمنٹ سے بھی پہلے فوت ہو چکی تھی اس لئے پروفیسر رحمت علی ملازموں کے ساتھ اکیلے ہی اپنی ملکیتی کوٹھی میں رہ رہے تھے۔ البتہ ان کی بیٹیاں ان کے پاس آتی جاتی رہتی تھیں۔ اس عمر میں بھی پروفیسر رحمت علی مطالعہ میں ہر وقت غرق رہتے تھے۔ عمران اکثر ان سے کہتا رہتا تھا کہ ان کے لئے جنت بھی کوئی بڑی لائبریری ہو سکتی ہے جہاں وہ بیٹھ کر بس کتابیں پڑھتے رہیں اور پروفیسر رحمت علی اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑتے تھے۔ عمران کے ساتھ یورشیا کے معاملے میں جو کچھ ہوا تھا اس نے عمران کو زبردست ذہنی شاک پہنچایا تھا۔ اگر ٹائیگر اور جوزف اس یورشیا کی اصلیت سامنے نہ لاتے تو عمران واقعی گمراہی کے راستے

پر چل نکلتا لیکن اسے حیرت اس بات پر تھی کہ نہ اسے یورشیا سے کوئی نامانوس بو محسوس ہوئی تھی اور نہ ہی کبھی ایک لمحے کے لئے اسے یہ خیال آیا کہ یورشیا کوئی شیطانی طاقت ہے۔ یہی باتیں سوچتا ہوا وہ پروفیسر رحمت علی کے گھر پہنچ گیا۔

''اوہ۔ عمران بیٹے۔ اچھا ہوا کہ تم بروقت آ گئے ورنہ میں ابھی چند لمحوں بعد دارالحکومت جانے کے لئے نکل پڑتا''...... پروفیسر رحمت علی نے سلام دعا کے بعد کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کوئی ضروری کام ہے آپ کو وہاں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ بے حد ضروری کام ہے لیکن اب تم آ گئے ہو تو یہ اچھا نہیں لگتا کہ تمہیں بٹھایا ہی نہ جائے''...... پروفیسر رحمت علی نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ کوئی بات نہیں۔ میں براہ راست آپ سے ملاقات کے لئے شکر گڑھ نہیں آیا بلکہ ایک دوست کی وجہ سے آیا تھا۔ وہ دارالحکومت چلا گیا ہے تو میں نے سوچا کہ آپ سے ملاقات کر لی جائے۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔ آپ وہاں اپنا ضروری کام بھی نمٹا لیں اور پھر وہاں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ آپ میری کار میں آ جائیں۔ اس طرح باتیں بھی ہوتی رہیں گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن واپسی پر میں کیسے آؤں گا''...... پروفیسر رحمت علی نے کہا۔

''میرا آدمی آپ کو واپس یہاں چھوڑ جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن یہ اچھا تو نہیں لگتا کہ تم اتنی دور سے آئے ہو اور میں تمہیں بغیر بٹھائے اور کسی خاطر مدارت کے واپس بھجوا دوں''۔ پروفیسر رحمت علی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں پروفیسر صاحب۔ میں آپ کا بیٹا ہوں اور بیٹوں کے ساتھ ایسے تکلفات روا نہیں رکھے جاتے۔ آیئے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اللہ تمہیں سلامت رکھے''...... پروفیسر رحمت علی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران کی کار کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئے۔ عمران نے کار سٹارٹ کی اور چند لمحوں بعد کار شکر گڑھ کی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

''عمران بیٹے۔ میں اب تک تمہیں بتانے سے ہچکچا رہا تھا لیکن اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں اس معاملے میں اعتماد میں لیا جائے تو ضرور فائدہ ہو گا''...... پروفیسر رحمت علی نے کہا تو عمران چونک کر انہیں دیکھنے لگا۔

''کس معاملے میں پروفیسر صاحب۔ کھل کر بات کریں اور بے فکر رہیں۔ میں نے اپنے آپ کو آپ کا بیٹا کہا ہے تو میں بیٹا بن کر دکھاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''خدا تمہیں جزائے خیر دے۔ ایک اہم معاملہ درپیش ہے جس

کے لئے مجھے فوری دارالحکومت جانا پڑ گیا ہے لیکن جو کچھ میں بتاؤں گا اس پر تم نے ہنسنا نہیں ہے۔ یہ سب کچھ مافوق الفطرت ضرور ہے لیکن ہے ایسا ہی''...... پروفیسر رحمت علی نے کہا تو عمران مافوق الفطرت کا لفظ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

''آپ بے فکر ہو کر بات کریں۔ میں خود ایسے مافوق الفطرت معاملات سے گزر چکا ہوں کہ اب مجھے کسی بات پر حیرت نہیں ہوتی''...... عمران نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دارالحکومت میں میرا ایک دوست ہے۔ وہ بھی میری طرح بوڑھا آدمی ہے اور فوج سے ریٹائر ہو کر اب گھر میں ہی رہتا ہے۔ اس کی ایک بیٹی اس کے ساتھ رہتی ہے کیونکہ اس کا خاوند وفات پا چکا ہے اور اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ اس کا نام رضیہ جمال ہے۔ جمال اس کے مرحوم شوہر کا نام تھا۔ رضیہ کی شادی چونکہ چھوٹی عمر میں ہو گئی تھی اور اس کا شوہر شادی کے چھ ماہ بعد ہی وفات پا گیا تھا اس لئے وہ ابھی جوان ہے۔ اس کے والد اور میرے دوست خواجہ جاوید نے بڑی کوشش کی کہ رضیہ دوسری شادی کر لے لیکن اس نے ہر بار صاف انکار کر دیا''...... پروفیسر رحمت علی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر اس طرح خاموش ہو گئے جیسے بولتے بولتے تھک گئے ہوں۔ عمران نے کوئی تبصرہ نہ کیا اور خاموش رہا کیونکہ اب تک جو کچھ پروفیسر رحمت علی نے بتایا تھا وہ ایسی بات تھی کہ اس پر کوئی تبصرہ کیا ہی نہ جا سکتا تھا۔

''اب مسئلہ کیا ہے پروفیسر صاحب''...... جب پروفیسر رحمت علی کچھ دیر تک اس طرح خاموش بیٹھا رہا تو عمران نے پوچھا۔

''کیا بتاؤں۔ مجھے تو بتاتے ہوئے عجیب سا لگتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس لڑکی رضیہ پر کوئی جن آتا ہے اور رضیہ کی آواز، لہجہ اور انداز گفتگو ہی بدل جاتا ہے بلکہ وہ ایسی زبانوں میں روانی سے باتیں شروع کر دیتی ہے جن سے وہ خود کبھی واقف ہی نہیں رہی۔ ایک بار میری موجودگی میں وہاں یہ کام ہوا تو رضیہ نے میرے سامنے قدیم عبرانی زبان بولنا شروع کر دی۔ چونکہ میں نے عبرانی زبان میں خاصا کام کیا ہے اس لئے میں نے اس سے عبرانی زبان میں بات کی تو اس نے مجھے بتایا کہ اس کا نام شونو جن ہے اور وہ طویل عرصے سے زندہ ہے۔ اسے عبرانی کے ساتھ ساتھ سرانی اور کلیری زبانیں جو بے حد قدیم ہیں، بھی آتی ہیں۔ میں نے اسے کہا کہ وہ اس لڑکی کو کیوں تنگ کر رہا ہے تو اس نے مجھے کہا کہ وہ اس لڑکی کو پسند کرتا ہے۔ بقول اس کے ایسی نقوش کی حامل لڑکی صدیوں بعد پیدا ہوتی ہے۔ میں اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا اور پھر وہ چلا جاتا ہے اور رضیہ نارمل ہو جاتی ہے۔ پہلے تو میں نے اور خواجہ جاوید نے یہی سمجھا کہ یہ ہسٹریا کا مخصوص مرض ہے لیکن ماہر ڈاکٹروں نے چیک کر کے بتایا کہ ایسا کوئی مرض نہیں ہے تو میں نے رضیہ کو ماہرین نفسیات کو دکھایا۔ پہلے ماہرین نفسیات کا اور ہمارا خیال تھا کہ رضیہ شیزوفرنیسیا کی مریض ہے جس میں ایک آدمی

اپنے آپ کو دوہری شخصیت میں ڈھال لیتا ہے اور اسے اس کا اندازہ بھی نہیں ہوتا لیکن تفصیلی چیکنگ کے بعد ایسی کوئی بیماری بھی چیک نہ ہوسکی۔ ابھی تمہارے آنے سے تھوڑی دیر پہلے خواجہ جاوید کا فون آیا تھا کہ وہ جن جو اپنا نام شونو بتاتا ہے آیا ہے اور وہ مجھے بلا رہا ہے۔ وہ مجھ سے کوئی خاص بات کرنا چاہتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر میں نہ آیا تو وہ رضیہ کو نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔ چنانچہ میں تیار ہوگیا۔ اتنی دیر میں تم آ گئے''...... پروفیسر رحمت علی نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ایسا کب سے ہو رہا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''پچھلے ایک ہفتے سے یہ کام شروع ہوا ہے''...... پروفیسر رحمت علی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''ایک ہفتے سے۔ اور ایک ہفتے کے دوران سارے چیک اپ بھی ہو گئے اور ماہرین نتیجے پر بھی پہنچ گئے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ خواجہ جاوید کی تو جان پر بن گئی تھی اور اس نے دن رات ایک کر دیا تھا''...... پروفیسر رحمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ ممکن ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ خواجہ جاوید کے گھر جا کر اس معاملے کو دیکھ سکوں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں نہیں۔ خواجہ جاوید کو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا

ہے''...... پروفیسر رحمت علی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پروفیسر صاحب کی جیب میں موجود سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے جلدی سے جیب سے سیل فون نکالا اور اس کی سکرین دیکھنے لگا۔

''خواجہ جاوید کا ہی فون ہے۔ میں اس سے تمہارے بارے میں بات کر لیتا ہوں''...... پروفیسر رحمت علی نے کہا اور پھر فون آن کرنے کا بٹن دبانے کے ساتھ ساتھ اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ رحمت علی بول رہا ہوں خواجہ صاحب''...... پروفیسر رحمت علی نے کہا۔

''پروفیسر صاحب۔ آپ کہاں ہیں۔ وہ شونو بے حد تنگ کر رہا ہے''...... سیل فون سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ بولنے والا واقعی بے حد پریشان دکھائی دے رہا تھا۔

''میں راستے میں ہوں۔ آدھے گھنٹے بعد پہنچ جاؤں گا۔ اب کیا پوزیشن ہے رضیہ کی''...... پروفیسر رحمت علی نے پوچھا۔

''بس کچھ نہ پوچھیں''...... خواجہ جاوید نے جواب دیا۔

''میرے ساتھ ایک نوجوان ہے علی عمران۔ ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس کا اکلوتا صاحبزادہ ہے اور آکسفورڈ سے ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے اس نے۔ وہ بھی رضیہ سے ملنا چاہتا ہے۔ اگر تم اجازت دو تو میں انہیں ساتھ لے آؤں۔ اس وقت میں انہی کی کار

میں سفر کر رہا ہوں۔ تمہارا فون ملنے پر میں دارالحکومت جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ وہ مجھ سے ملنے آ گیا اور جب میں نے اسے تمہاری پریشانی کے بارے میں بتایا تو وہ فوراً ہی واپس روانہ ہو گیا''...... پروفیسر رحمت علی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''جوان بیٹی کا معاملہ ہے پروفیسر صاحب۔ اب میں کیا کہوں۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ وہ ہمارے لئے پریشانی کا باعث نہ بنے گا تو ساتھ لے آؤ''...... خواجہ جاوید نے کہا۔

''تم فکر مت کرو۔ وہ بے حد ذمہ دار آدمی ہے''...... پروفیسر رحمت علی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن جلدی پہنچو۔ وہ بے حد پریشان کر رہا ہے''۔ خواجہ جاوید نے کہا۔

''آ رہے ہیں''...... پروفیسر رحمت علی نے کہا اور فون آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔ عمران سوچ رہا تھا کہ یہ سب آخر کیا ہے۔ اس کا خود بھی جناتی دنیا سے واسطہ پڑ چکا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ اس شونو سے بات چیت کر کے اور جناتی دنیا کے چند بڑوں کا حوالہ دے کر اسے رضیہ سے دور رہنے کا وعدہ لے لے گا لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ خود ایک آزمائش میں پڑنے کے لئے جا رہا ہے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ دارالحکومت کی ایک متوسط طبقے کی کالونی کی ایک درمیانے سائز کی کوٹھی کے سامنے پہنچ گئے۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا لیکن کوٹھی کے باہر ایک ملازم

نما آدمی کھڑا تھا۔ جیسے ہی پروفیسر رحمت علی کی نشاندہی پر عمران نے کار گیٹ کے سامنے روکی ملازم تیزی سے آگے بڑھا۔

''پھاٹک کھولو اسلم''...... پروفیسر رحمت علی نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر اس ملازم سے کہا۔

''ابھی کھولتا ہوں جناب۔ خواجہ صاحب تو انتہائی شدت سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں اس لئے انہوں نے مجھے یہاں کھڑا کیا تھا''...... ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا تو عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ کوٹھی پر خاموشی طاری تھی۔ ملازم پھاٹک بند کر کے پورچ میں آ گیا جہاں عمران اور پروفیسر رحمت علی کار سے اتر کر کھڑے تھے۔

''خواجہ صاحب کہاں ہیں''...... پروفیسر رحمت علی نے پوچھا۔

''بڑے کمرے میں۔ بی بی بھی وہاں ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ کو براہ راست وہیں لے آیا جائے۔ مگر''...... ملازم نے بات کرتے کرتے رک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

''فکر مت کرو۔ ان کے بارے میں فون پر بات ہو چکی ہے''۔ پروفیسر رحمت علی نے ملازم اسلم کا عندیہ سمجھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ آیئے''...... ملازم نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس کی رہنمائی میں وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے۔ یہاں ایک آرام کرسی پر ایک خوبصورت اور

نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جبکہ اس کے قریب ہی ایک بوڑھا آدمی کھڑا تھا۔

''آ گئے ہو پروفیسر''...... اس لڑکی نے بھاری سی مردانہ آواز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''شونو۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم آئندہ رضیہ کو تنگ نہیں کرو گے۔ پھر تم نے تنگ کرنا شروع کر دیا ہے''...... پروفیسر رحمت علی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے چھوٹے بچوں کو سمجھایا جاتا ہے۔

''آج کی معافی دے دو پروفیسر۔ آئندہ تنگ نہیں کروں گا۔ تمہارے ساتھ جو آدمی آیا ہے اس کو کیوں لے آئے ہو''...... اس لڑکی نے کہا۔ آواز ویسے ہی بھاری تھی۔

''یہ مجھ سے ملنے آیا تھا۔ اس وقت میں یہاں آ رہا تھا اس لئے یہ بھی ساتھ آ گیا''...... پروفیسر رحمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے پسند آیا ہے''...... لڑکی نے کہا اور پھر جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح وہ لڑکی کرسی سے اچھلی اور دوسرے لمحے وہ عمران کے گلے میں بانہیں ڈال کر اس سے چمٹ سی گئی اور چٹاخ چٹاخ عمران کے گالوں کو چومنا شروع کر دیا۔ عمران ذہنی طور پر اس افتاد کے لئے تیار نہ تھا اس لئے چند لمحوں تک وہ حیرت سے بت بنا رہا لیکن پھر جیسے ہی اسے سچویشن کا احساس ہوا اس نے

اپنے گلے سے چمٹی ہوئی اس لڑکی کو بجلی کی سی تیزی سے جھٹکا دے کر کرسی پر واپس اچھال دیا۔

''تم نے میری توہین کی ہے۔ میری۔ شونو کی توہین۔ میں تمہیں پسند کر کے تم سے گلے مل رہا تھا۔ میں تم سے انتقام لوں گا''۔ لڑکی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی کمرے کا دروازہ اس طرح بند ہوا جیسے پوری قوت سے اسے بند کیا گیا ہو جبکہ لڑکی رضیہ کا جسم اب اس طرح ہل رہا تھا جیسے لاکھوں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ اس کے جسم سے گزر رہا ہو۔

''بابا۔ بابا۔ میں کہاں ہوں بابا''...... لڑکی نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن اب اس کی آواز نسوانی تھی۔

''بیٹے تم ٹھیک ہو۔ آؤ میں تمہیں سہارا دوں''...... خواجہ جاوید نے جلدی سے آگے بڑھ کر رضیہ کو سہارا دیتے ہوئے کہا۔

''انکل پروفیسر بھی موجود ہیں اور بابا۔ یہ کون ہیں''...... رضیہ نے کہا۔

''یہ بھی مہمان ہیں۔ آؤ میرے ساتھ''...... خواجہ جاوید نے کہا اور پھر وہ رضیہ کو سہارا دے کر چلاتا ہوا اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''آیئے عمران صاحب۔ ادھر ڈرائنگ روم میں بیٹھتے ہیں''۔ پروفیسر رحمت علی نے کہا جو ہونٹ بھینچے کھڑا تھا اور اس کے چہرے

پر پتھریلی سنجیدگی تھی۔ پھر عمران پروفیسر رحمت علی کے ساتھ مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ڈرائینگ روم میں صوفوں پر بیٹھ چکے تھے۔

"مجھے افسوس ہے عمران۔ اس شونو نے غلط حرکت کر کے تمہیں ہرٹ کیا ہے"...... پروفیسر رحمت علی نے معذرت بھرے انداز میں کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"پروفیسر صاحب۔ اصل بات یہ نہیں ہے جو آپ نے سمجھی ہے۔ اس لڑکی رضیہ یا اس پر موجود جن شونو جو بھی اسے کہہ لیں یہ حرکت اس انداز میں کی ہے کہ جیسے وہ حقیقتاً مجھ سے پیار کرتا یا کرتی تھی۔ اس کے انداز میں بے پناہ بے ساختگی تھی۔ وہ عمل نیچرل لگتا تھا جبکہ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ اس شونو میں تو ایسے جذبات ہو ہی نہیں سکتے۔ ایک تو بقول آپ کے وہ خود جنات میں سے ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ بہرحال مذکر جن ہے مؤنث نہیں لیکن جو جذبات میں نے اس چمٹنے والی لڑکی کے محسوس کئے ہیں وہ سو فیصد نسوانی تھے"...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو ہوا بہرحال غلط ہوا لیکن عمران صاحب۔ اس میں نہ ہی آپ کا کوئی قصور ہے اور نہ ہی خواجہ جاوید یا اس کی بیٹی کا"۔ پروفیسر رحمت علی نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے خواجہ صاحب کی حالت کا پورا احساس ہے۔ ان کی جوان بیٹی کے ساتھ یہ مسئلہ ہو رہا ہے۔ میں انشاء اللہ اس مسئلے کو

حل کروں گا اور اس شونو کا بھی ایسا بندوبست کروں گا کہ آئندہ یہ کسی بھی انسان کو چاہے وہ مرد ہو یا عورت کبھی تنگ کرنے کی ہمت نہیں کرے گا"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ پروفیسر رحمت علی کوئی جواب دیتے دروازہ کھلا اور خواجہ جاوید اندر داخل ہوئے۔ وہ بے حد تھکے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ عمران اور پروفیسر رحمت علی دونوں اکٹھے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"تشریف رکھیں۔ مجھے افسوس ہے جناب کہ میں آپ کی اب تک کوئی خدمت نہیں کر سکا۔ میں نے ملازم سے کہہ دیا ہے۔ وہ مشروب لا رہا ہے اور میں آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو اس کم بخت شونو نے خواہ مخواہ اس مسئلے میں اس انداز میں ملوث کر دیا ہے جو کم از کم بطور باپ میرے لئے انتہائی شرمناک تھا لیکن مجھے صرف اتنا حوصلہ تھا کہ جو کچھ کیا جا رہا ہے اس کی ذمہ دار کم از کم میری بیٹی نہیں ہے"...... خواجہ جاوید نے کرسی پر بیٹھتے ہی مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ملازم ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں مشروب کی بوتلیں تھیں جنہیں ملٹی کلر ٹشو پیپرز میں لپیٹا گیا تھا۔ ملازم نے ایک ایک بوتل ان تینوں کے سامنے رکھی اور خالی ٹرے اٹھائے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"یہ علی عمران صاحب ہیں اور یہ خواجہ صاحب"...... پروفیسر رحمت علی نے رسماً دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"خواجہ صاحب۔ یہ شونو والا مسئلہ کب سے بنا ہے"...... عمران

نے پوچھا۔

''صرف ایک ہفتہ یا زیادہ سے زیادہ دس روز پہلے کچھ نہ تھا۔ پھر اچانک شونو نمودار ہوا اور میں نے ڈاکٹروں کو دکھایا۔ ماہرین نفسیات سے رجوع کیا لیکن سب کا یہی خیال ہے کہ رضیہ کو نہ کوئی جسمانی بیماری ہے اور نہ ہی کوئی نفسیاتی یا ذہنی۔ لیکن جو کچھ آج ہوا ہے وہ پہلے کبھی نہیں ہوا۔ پہلے بھی یہ شونو آتا تھا اور گھنٹہ آدھ گھنٹہ باتیں کر کے چلا جاتا تھا اور بس''...... خواجہ جاوید نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ یہ حرکت شونو نے دانستہ کی ہے۔ شاید اس کے پیچھے اس کا کوئی نامعلوم اور پراسرار مقصد ہو گا''۔ پروفیسر رحمت علی نے کہا۔

''میں معلوم کرا لوں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ اور پروفیسر صاحب۔ آپ نے تو واپس بھی جانا ہو گا۔ میں ڈرائیور کو گاڑی سمیت بھجوا دوں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ تکلیف کی ضرورت نہیں۔ میں آج رات یہاں رہوں گا۔ کل واپس جاؤں گا''...... پروفیسر رحمت علی نے کہا تو عمران ان سے اجازت لے کر ڈرائنگ روم سے باہر آ گیا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے اپنے فلیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

جولیا اپنے فلیٹ میں بیٹھی ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ریٹا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے سفارت کار ریٹا کی آواز سنائی دی تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

''کہاں سے بول رہی ہو''...... جولیا نے کتاب میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''اپنی رہائش گاہ سے۔ میں سوچ رہی تھی کہ تمہارے پاس آؤں اس لئے فون کیا تھا کہ معلوم ہو سکے کہ تم فلیٹ پر موجود ہو یا نہیں''...... ریٹا نے کہا۔

''میں فلیٹ پر ہی ہوں۔ آ جاؤ''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

"میرے پاس تمہارے لئے ایک اطلاع بھی ہے"...... ریٹا نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

"کیسی اطلاع"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"وہیں آ کر بتاؤں گی"...... ریٹا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"شرارتی لڑکی ہے۔ شرارتوں سے باز نہیں آتی"...... جولیا نے اس انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا جیسے بڑی بہن چھوٹی بہن کی شرارت پر بڑبڑا رہی ہو۔ ویسے بھی ریٹا عمر میں جولیا سے چند سال چھوٹی ہی لگتی تھی۔ رسیور رکھ کر جولیا نے دوبارہ کتاب اٹھا لی۔ پھر نجانے کتنی دیر گزری تھی کہ کال بیل کی آواز جولیا کے کانوں میں پڑی تو وہ چونک پڑی۔

"آ بھی گئی۔ اتنی جلدی"...... جولیا نے کہا اور کتاب بند کر کے وہ اٹھی اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے ڈور فون کا بٹن دبا دیا۔

"کون ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"ریٹا ہوں۔ دروازہ کھولو"...... ریٹا کی آواز سنائی دی تو جولیا نے اچھا کہہ کر ڈور فون کا بٹن آف کیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ سامنے ریٹا کھڑی تھی۔ اس نے ہاتھ میں ایک آفس بیگ پکڑا ہوا تھا۔

"آؤ ریٹا"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے اور ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو ریٹا بڑے بے تکلفانہ انداز میں ہیلو ہیلو کرتی ہوئی اندر آ گئی۔

"بیگ سے تو لگتا ہے کہ تم سیدھی آفس سے آ رہی ہو لیکن تم تو فون پر کہہ رہی تھی کہ تم رہائش گاہ سے آؤ گی"...... جولیا نے سٹنگ روم میں پہنچتے ہوئے کہا۔

"اس بیگ میں تمہارے لئے اطلاع بند ہے۔ پہلے مجھے جوس پلاؤ پھر آگے بات ہو گی"...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیگ ایک صوفے پر رکھ کر وہ ساتھ والے صوفے پر خود بیٹھ گئی۔

"یہ تم بار بار اطلاع کیسے کہہ رہی ہو"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"پہلے جوس پھر باتیں ہوں گی"...... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا سر ہلاتی ہوئی ریفریجریٹر کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے ریفریجریٹر کھول کر اس میں سے جوس کے دو ڈبے اٹھائے اور واپس آ کر اس نے جوس کا ایک ڈبہ ریٹا کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"لو جوس پیو۔ لگتا ہے صدیوں سے تم نے جوس نہیں پیا"۔ جولیا نے جوس کا دوسرا ڈبہ اٹھاتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"تمہاری بات واقعی درست ہے۔ صدیوں سے میں نے جوس نہیں پیا۔ اب پینا شروع کیا ہے تو دل چاہتا ہے کہ بس پیتی ہی رہوں"...... ریٹا نے جواب دیا تو جولیا اس کے اس مذاق پر بے

اختیار ہنس پڑی۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا اطلاع ہے۔ تم نے کیا سسپنس پھیلا رکھا ہے"...... جولیا نے جوس کا آخری سپ لیتے ہوئے کہا۔

"ایک شرط پر بتاتی ہوں کہ تم مجھے گولی نہ مار دینا"...... ریٹا نے کہا۔

"کیا بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو۔ میں کیوں تمہیں گولی ماروں گی"...... جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اچھا۔ ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے ایک بار مجھے کہا تھا کہ میں تمہارے بوائے فرینڈ عمران کو نہیں جانتی۔ اس کا کردار بے لچک اور صاف ہے"...... ریٹا نے کہا۔

"بوائے فرینڈ کا لفظ آئندہ استعمال نہ کرنا۔ یہ پاکیشیا ہے اور میں پاکیشیائی جولیا ہوں۔ سوئس جولیا نہیں ہوں۔ البتہ اس کی جگہ تم ساتھی کہہ سکتی ہو اور یہ بات درست ہے کہ عمران کا کردار بے لچک ہے"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے پہلے بھی یہ بات کی تھی جبکہ میرا یقین اس بات پر ہے کہ مرد کی فطرت پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے۔ مرد اس معاملے میں انتہائی عیاری اور مکاری سے کام لیتے ہیں اور عمران بھی بہرحال مرد ہے"...... ریٹا نے بڑے پرزور لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تمہیں چونکہ عمران کے بارے میں معلومات نہیں ہیں اس لئے تم ایسی باتیں کر رہی ہو اور مردوں کے بارے میں جو کچھ تم نے کہا ہے وہ مغرب میں تو درست ہو سکتا ہے مشرق میں نہیں۔ یہ بات نہیں کہ یہاں کے سب مرد باکردار ہیں لیکن بہرحال اکثریت باکرداروں کی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی تو سمجھو کہ اس معاملے میں سرے سے مرد ہی نہیں ہیں۔ ان کی نظروں میں وہ کیفیت میں نے کبھی نہیں دیکھی جو بدکردار مردوں کی نظروں میں ہوتی ہے"۔ جولیا نے عمران اور اپنے ساتھیوں کا بھرپور دفاع کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اس کا مطلب ہے کہ میں نے درست کام کیا ہے۔ تمہیں اب وہ سب کچھ دکھانا پڑے گا جو میں نہیں دکھانا چاہتی تھی"...... ریٹا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیگ کھولا اور ایک لفافہ نکال کر اس نے بیگ بند کیا۔ لفافہ خاصے بڑے سائز کا تھا اور اسے باقاعدہ سیل کیا گیا تھا۔ ریٹا نے سیل ہٹائی اور پھر لفافے میں موجود دس بارہ تصویریں نکال کر اس نے انہیں اٹھا کر جولیا کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"لو اب دیکھو اپنے باکردار ساتھی کے کرتوت"...... ریٹا نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا یہ تصویریں عمران کی ہیں"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں اور دیکھو کہ عمران صاحب کیسے گل چھڑے اڑا رہے ہیں"۔

ریٹا نے کہا تو جولیا نے ایک جھٹکے سے تصاویر اٹھائیں اور پھر جو پہلی تصویر اس کے سامنے آئی اسے دیکھ کر ہی وہ اس طرح اچھلی جیسے کسی بچھو نے اس کے ہاتھ پر ڈنک مار دیا ہو۔ اس کا چہرہ یکلخت غصے سے سرخ پڑ گیا اور تصویریں اس کے ہاتھ سے نکل کر نیچے میز پر گر گئیں لیکن یہ تصویریں اس طرح گری تھیں کہ ان سب کا رخ اوپر کی طرف تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے میز کو کسی نے تصویروں سے سجا دیا ہو۔ ان تصویروں میں عمران کے گلے سے ایک لڑکی چمٹی ہوئی تھی اور اسے بے تابانہ انداز میں چوم رہی تھی۔ ہر تصویر کا اینگل مختلف تھا لیکن ہر تصویر میں یہی کچھ ہو رہا تھا۔ عمران کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے کہ جیسے وہ اس سے لطف اندوز ہو رہا ہو اور لڑکی کی تو حالت ہی دیکھنے والی ہو رہی تھی۔

"نہیں۔ نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ یہ تصویریں جعلی اور فرضی ہیں"...... جولیا نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"اور اگر میں اسے ثابت کر دوں تو پھر"...... ریٹا نے سنگدلانہ لہجے میں کہا۔

"تو میں عمران کو اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گی۔ یقیناً مار دوں گی۔ اگر عمران نے میرا اعتماد توڑا ہے تو پھر اسے مرنا ہو گا لیکن تم یہ ثابت نہ کر سکو گی۔ یہ سب کسی دشمن کی سازش ہے"۔ جولیا نے اس انداز میں چیخ چیخ کر کہنا شروع کیا جیسے اس کو اچانک

کوئی دماغی دورہ پڑ گیا ہو۔

"چیخنے کی ضرورت نہیں ہے جولیا۔ یہ مشرقی لوگ بڑے دھوکے باز ہوتے ہیں۔ یہ ظاہراً ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے تم اس عمران کو سمجھتی ہو لیکن اندر سے یہ لوگ بہت مکار ہوتے ہیں۔ ان سے بہتر تو مغربی لوگ ہیں کہ جو کچھ کرتے ہیں کھل کر اور سامنے کرتے ہیں۔ دوغلا پن مشرق میں ہے مغرب میں نہیں ہے۔ یہ عمران کی ہی تصویریں ہیں اور اگر تم ثبوت چاہتی ہو تو وہ بھی میں دے سکتی ہوں"...... ریٹا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسا ثبوت۔ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا۔ یوں لگ رہا ہے کہ میرا دماغ ایک دھماکے سے پھٹ جائے گا۔ یہ سب کچھ ناممکن ہے۔ واقعی ناممکن ہے۔ عمران ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ میں اسے تسلیم ہی نہیں کر سکتی۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ فریب ہے۔ دھوکہ ہے اور عیاری ہے۔ یہ تصویریں یقیناً کسی جدید ٹیکنالوجی سے تیار کی گئی ہیں۔ یہ جھوٹ کا پلندہ ہے"...... جولیا نے ایک بار پھر ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"لو پھر دیکھو ثبوت"...... ریٹا نے کہا اور بیگ میں سے ایک چھوٹا سا کیمرہ نما ڈبہ نکالا اور اٹھ کر اس نے لائٹ آف کر دی اور پھر ڈبے کو میز پر رکھ کر اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔ دیوار پر ایک سکرین سی نظر آنے لگ گئی۔ انداز بالکل ایسا تھا جیسے پرانے وقتوں میں باقاعدہ پروجیکٹر ہوا کرتے تھے جن میں سے سفید دیواروں پر

روشنی ڈال کر تصاویر دکھائی جاتی تھیں۔ جولیا حیرت سے بت بنی بیٹھی تھی۔ اس کی پلکیں تک نہ جھپک رہی تھیں۔ چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ تھا اور کنپٹی کی رگیں پھڑک رہی تھیں لیکن اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ ریٹا نے ڈبے کا ایک اور بٹن دبایا تو سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ عمران کسی کمرے میں کھڑا تھا۔ سامنے ایک خوبصورت لڑکی آرام کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی لیکن اس کی نظریں سامنے کھڑے عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر وہ لڑکی ایک جھٹکے سے اٹھی اور تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کے گلے سے لگ گئی۔ عمران نے کوئی مزاحمت نہ کی اور لڑکی نے بے تابانہ انداز میں اس کو چومنا شروع کر دیا۔

''بند کرو۔ اسے بند کرو۔ یہ سب بکواس ہے۔ یہ سب غلط ہے۔ یہ سب جھوٹ ہے''...... جولیا نے یکلخت آنکھیں بند کرتے ہوئے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔

''ٹھیک ہے۔ نہ مانو۔ لیکن تمہارا دل اسے تسلیم کرے گا۔ یہ جھوٹ نہیں ہے بلکہ سچ ہے''...... ریٹا نے کہا تو جولیا نے یکلخت پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے اس کے اندر موجود کوئی دریا طغیانی میں آ گیا ہو اور اس کی آنکھوں کے راستے بہنا شروع ہو گیا ہو۔

''ارے۔ ارے۔ تم نے رونا شروع کر دیا۔ ایسے کام کا انجام گولی ہے۔ اسے گولی مار دو۔ اس دھوکے باز اور فریبی کو زندہ رہنے

کا کوئی حق نہیں ہے''...... ریٹا نے تیزی سے آگے بڑھ کر جولیا کو بازو سے پکڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بائیں ہاتھ سے اس کے سر پر دو بار اس انداز میں تھپکی دی جیسے کوئی تیل سر میں جذب کرنا چاہتی ہو۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ میں عمران کو گولی مار دوں گی۔ میں اسے گولی مار دوں گی۔ ابھی اور اسی وقت''۔ جولیا نے یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر دوڑتی ہوئی وہ ایک کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ ریٹا کے چہرے پر مسرت کے ساتھ ساتھ فتح مندی کے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے اس نے کوئی بڑا قلعہ فتح کر لیا ہو۔ چند لمحوں بعد جولیا واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا جو وہ دوسرے ہاتھ میں موجود لیڈی بیگ میں رکھ رہی تھی۔ پھر اس نے بیگ کاندھے سے لٹکا لیا۔

''آؤ ریٹا اور دیکھو کہ میں اس عمران کا کیا حشر کرتی ہوں''۔ جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کہیں وہاں تک پہنچتے پہنچتے تمہارا جوش ٹھنڈا نہ پڑ جائے''۔ ریٹا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ایسا نہیں ہو گا۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر عمران نے میرا مان توڑا ہے تو اسے بھی زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے''...... جولیا نے پہلے سے بھی زیادہ پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا تو ریٹا کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے اس نے اپنا مقصد پا لیا ہو۔

عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں بیٹھا خواجہ جاوید کی بیٹی رضیہ کی حرکت اور اس پر قبضہ کر لینے والے جن شونو کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ عمران طویل عرصہ پہلے جناتی دنیا کے سلسلے میں کام کر چکا تھا لیکن اسے یہ بات سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ شونو نامی جن نے رضیہ پر قبضہ کر لیا تھا اور رضیہ اپنی مرضی کی بجائے شونو کے تحت حرکت کر رہی تھی تو اسے یہ بات سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ رضیہ یا شونو نے جو غیر اخلاقی حرکت کی تھی اس کا مقصد کیا تھا۔ ظاہر ہے شونو جن کو اس کی کیا ضرورت تھی کہ وہ عمران کے گلے لگ کر اس قسم کی حرکت کرتا اور نہ ہی رضیہ کو اس کی ضرورت تھی کیونکہ اس نے زندگی میں پہلی بار رضیہ کو دیکھا تھا اس لئے اس کی چھٹی حس بار بار یہ الارم دے رہی تھی کہ رضیہ یا شونو نے جو کچھ کیا ہے اس کے پس منظر میں کوئی خاص مقصد موجود ہے

اور یہی مقصد اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی لیکن آواز سنتے ہی عمران پہچان گیا کہ بولنے والا سید چراغ شاہ صاحب کا صاحبزادہ ہے۔

''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ شاہ صاحب واپس آ گئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں جناب۔ ابھی ان کی واپسی کا کچھ علم نہیں ہے''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیا ان کے ساتھ رابطہ ہو سکتا ہے۔ مجھے ان سے انتہائی اشد ضروری مشورہ کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''انہوں نے کسی بھی رابطے سے منع کر دیا تھا اس لئے انہوں نے جانے کے بعد اب تک کوئی رابطہ نہیں کیا اور نہ ہی رابطے کا کوئی نمبر بتایا ہے''...... شاہ صاحب کے صاحبزادے نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

''کیا آپ کسی ایسے صاحب کو جانتے ہیں جن سے شاہ صاحب کی عدم موجودگی میں رہنمائی حاصل کی جا سکے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں جناب۔ میں ذاتی طور پر ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتا''۔ شاہ صاحب کے صاحبزادے نے ایک بار پھر معذرت خواہانہ لہجے

میں جواب دیا۔

''او کے۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر واقعی پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسی لمحے بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ سلیمان مارکیٹ سے واپس آیا ہوگا۔ چند لمحوں بعد سلیمان ہاتھ میں دو شاپر پکڑے سٹنگ روم کے دروازے کے سامنے سے گزرا۔ اس نے ایک نظر عمران کو دیکھا، سلام کیا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آ کر کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ شاپر شاید وہ کچن میں چھوڑ آیا تھا۔

''آپ پریشان ہیں صاحب۔ خیریت تو ہے۔ چائے بنا لاؤں آپ کے لئے''...... سلیمان نے اندر داخل ہو کر تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں واقعی بہت پریشان ہوں۔ سید چراغ شاہ صاحب ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں اور ان سے کوئی رابطہ بھی نہیں ہو سکتا اور کوئی ایسا آدمی نہیں جس سے رہنمائی لی جا سکے''...... عمران نے کہا۔

''مسئلہ کیا ہے۔ کیا پھر وہی ماورائی سلسلہ شروع ہو گیا ہے''۔ سلیمان نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے جواب دیا۔

''کیا مسئلہ ہے۔ مجھے بتائیں۔ شاید میں آپ کی کوئی مدد کر

سکوں۔ وہ عورت تو ختم ہو گئی تھی جس کے چکر میں آپ آ گئے تھے۔ ٹائیگر نے مجھے تفصیل بتائی تھی۔ اس کے بعد کیا مزید کچھ ہوا ہے''...... سلیمان نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں پروفیسر رحمت علی سے ملنے شکر گڑھ گیا تھا۔ وہ فوری طور پر دارالحکومت آ رہے تھے۔ چنانچہ میں انہیں ساتھ لے کر واپس آ گیا۔ ہم ان کے دوست اور فوج سے ریٹائر ایک آدمی خواجہ جاوید کے گھر گئے۔ وہاں ان کی نوجوان بیٹی رضیہ پر کسی جن شو نے بقول خواجہ جاوید قبضہ کیا ہوا تھا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رضیہ کے اچانک اس کے گلے لگنے اور غیر اخلاقی حرکات کرنے کی تفصیل بتا دی۔

''تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ اس جن کو آپ پسند آ گئے ہوں گے''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں اس قدر پریشان ہوں اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے''۔ عمران نے غصے سے سلیمان پر آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''وہی تو پوچھ رہا ہوں کہ پریشانی کیا ہے۔ بقول آپ کے ایک جن آپ کے گلے لگ گیا اور اس نے بقول آپ کے غیر اخلاقی حرکات کیں تو اس سے کیا ہوا۔ آپ کو کوئی زخم تو نہیں آیا۔ اس جن کے ذوق کی تو داد دینی چاہئے''...... سلیمان نے کہا تو عمران شاید نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا۔

''وہ جن اپنی اصل شکل میں ہوتا تو دوسری بات تھی۔ میرے

گلے لگنے والی اور غیر اخلاقی حرکات کرنے والی نوجوان لڑکی تھی اور مجھے دراصل اس حرکت کا مقصد سمجھ نہیں آ رہا۔ ایسی حرکت کیوں کی گئی اور کس لئے کی گئی''...... عمران نے ایک بار پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ لڑکی کو درمیان سے نکال دیں۔ وہ تو جن کے قبضے میں تھی۔ اپنے ہوش میں نہیں تھی اور میرے خیال میں اگر وہ اپنے ہوش میں ہوتی تو اس قدر بدذوقی کا مظاہرہ نہ کرتی کہ مجھ جیسے جوان رعنا کو چھوڑ کر آپ کے گلے لگ جاتی''...... سلیمان نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم جاؤ بس۔ میری جان پر بنی ہوئی ہے اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ کو فکر اس بات کی ہے کہ یہ اطلاع مس جولیا تک نہ پہنچ جائے ورنہ وہ لازماً آپ کو شوٹ کر دیں گی تو اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ میں فون پر وضاحت کر دیتا ہوں''۔ سلیمان نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ تم خود اسے اطلاع دینے لگے ہو۔ وہ واقعی مجھے شوٹ کر سکتی ہے''...... عمران نے رسیور پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کیا پریشانی ہے۔ اب وہ پروفیسر رحمت علی یا خواجہ جاوید صاحب یا اس کی بیٹی رضیہ تو جولیا کو جانتے تک نہ ہوں گے''۔

سلیمان نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ اب سمجھ میں آیا ہے کہ یہ سب کیوں ہوا ہے۔ ہونہہ۔ تو یہ مقصد تھا''...... عمران نے کہا۔

''مجھے ذہین کہنے کا شکریہ۔ لیکن میں اتنا ذہین بھی نہیں ہوں کہ آپ کی بات سمجھ سکوں۔ کہتے ہیں ذہین لوگوں کو احمقوں کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ آپ نے کیا نتیجہ نکالا ہے۔ آپ خود ہی بتا دیں''...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہیں اگر میں نے از راہ مذاق ذہین کہہ دیا ہے تو بانس پر چڑھ گئے ہو۔ تمہاری باتوں نے واقعی معمہ حل کر دیا ہے۔ یہ ساری کارروائی جولیا کو میرے خلاف کرنے کے لئے کی گئی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن جولیا کو تو اس کا علم ہی نہیں ہو سکے گا۔ پھر''...... سلیمان نے کہا۔

''وہ جن شونو کسی بھی شکل میں جا کر جولیا کو اطلاع کر دے گا''۔ عمران نے کہا۔

''تو اب آپ جولیا سے بھی ڈرنے لگ گئے ہیں''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ڈرنے کی بات نہیں ہے سلیمان۔ جولیا کے جذبات کا معاملہ ہے۔ وہ خاتون ہے اور بعض اوقات وہ بے وقوفی کی حد تک جذباتی ہو جاتی ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ مس جولیا سمجھ دار خاتون ہیں۔ وہ آپ کو طویل عرصے سے جانتی ہیں اور اسے معلوم ہے کہ آپ کا کردار کیا ہے اور دوسری بات یہ کہ اگر وہ جن شونو جس کا آپ نام بتا رہے ہیں کسی بھی انسانی شکل میں جا کر بتائے گا تو وہ شکل بہرحال اجنبی ہو گی اور مس جولیا کسی اجنبی کی بات پر کیسے یقین کر سکتی ہے''۔ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو بلکہ تم نے میری ساری پریشانی دور کر دی ہے۔ اس خوشی میں تم مجھے چائے پلواؤ''...... عمران نے بڑے شاہانہ لہجے میں کہا۔

''ابھی لے آتا ہوں''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اسے شاید اس بات پر مسرت ہو رہی تھی کہ اس نے عمران کی پریشانی دور کر دی ہے۔ ابھی سلیمان سٹنگ روم کے دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی اور پھر گھنٹی بجتی ہی چلی گئی۔

''ارے۔ ارے۔ رکو ورنہ گھنٹی جل جائے گی''...... سلیمان نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا لیکن گھنٹی اسی طرح مسلسل بجتی رہی تو عمران کے چہرے پر بھی غصے کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ تیزی سے اٹھ کر سٹنگ روم کے دروازے سے باہر نکلا ہی تھا کہ اسی لمحے سلیمان نے ایک جھٹکے سے بیرونی دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے جولیا اور اس کے پیچھے ایک سوئس نژاد خاتون بجلی کی سی تیزی سے

اندر داخل ہوئیں اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اور سلیمان کچھ بولتے جولیا کا عقب میں موجود ہاتھ سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی فضا انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔

جولیا کی کار برق رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جولیا کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھوں سے جیسے شعلے سے نکل رہے تھے اور وہ اس طرح بیٹھی ہوئی تھی جیسے کار سمیت فضا میں اڑ کر عمران کے فلیٹ پر پہنچ جانا چاہتی ہو۔ سائیڈ سیٹ پر ریٹا بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی اور وہ بار بار جولیا کو اس انداز میں دیکھ رہی تھی جیسے اسے خدشہ ہو کہ کہیں جولیا کا موڈ بدل نہ جائے۔

"آہستہ پلیز۔ ایکسیڈنٹ بھی ہوسکتا ہے"...... ریٹا نے کہا۔

"خاموش رہو۔ جو ہونا ہے ہونے دو"...... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا تو ریٹا کے لبوں پر مزید مسکراہٹ بکھر گئی اور پھر آندھی اور طوفان کی طرح کار اڑاتی جولیا، عمران کے فلیٹ کے سامنے پہنچ گئی۔ یہ تو شکر ہے کہ راستے میں کسی موبائل ٹریفک

آفیسر سے اس کا ٹکراؤ نہیں ہوا ورنہ وہ رکنے کی بجائے اسے کار کے اندر سے ہی گولی مار دیتی۔ عمران کے فلیٹ کے سامنے اس نے کار کو فل بریک لگائے اور کار کے ٹائر چیختے ہوئے سڑک پر جیسے جم سے گئے۔ کار رکتے ہی جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھولا اور نیچے چھلانگ لگا دی۔ دوسری طرف سے ریٹا اس سے بھی زیادہ پھرتی سے باہر آ گئی۔ جولیا، ریٹا کی طرف متوجہ ہوئے بغیر دوڑتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف بڑھی اور کسی ماہر جمناسٹر کی طرح بیک وقت دو دو سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی اوپر پہنچ گئی۔ ریٹا بھی اس کے پیچھے تھی۔ جولیا سیڑھیاں چڑھتی ہوئی جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکال چکی تھی۔ عمران کے فلیٹ کے مین دروازے پر پہنچتے ہی اس نے مشین پسٹل والا ہاتھ پیچھے کر لیا جبکہ دوسرے ہاتھ کی انگلی اس نے کال بیل کے بٹن پر رکھ دی۔ اندر گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔

"ارے۔ ارے۔ رکو۔ گھنٹی جل جائے گی"...... اندر سے سلیمان کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی لیکن جولیا کا چہرہ تو پتھر کی طرح سخت ہو رہا تھا۔ اس نے کال بیل کے بٹن سے انگلی نہ ہٹائی اور اندر مسلسل گھنٹی بجتی رہی۔ ریٹا، جولیا کے پیچھے مطمئن انداز میں کھڑی تھی۔ چند لمحوں بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور چٹخنی ہٹنے اور دروازہ ایک جھٹکے سے کھلنے کی آواز سنائی دی۔ دروازہ سلیمان نے کھولا تھا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ پڑا ہوا تھا

لیکن جولیا کو دیکھ کر وہ کچھ بولتے بولتے رک گیا۔ جولیا آندھی اور طوفان کی طرح اندر داخل ہوئی۔ ریٹا اس کے عقب میں تھی۔ سٹنگ روم کے دروازے پر عمران کھڑا تھا۔ عمران کو دیکھ کر جولیا نے اپنے عقب میں موجود ہاتھ سیدھا کیا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں سے فضا گونج اٹھی۔ اس کے ساتھ ہی عمران کمرے کے اندر کی طرف پشت کے بل گرا اور کمرے کے اندر سے پے در پے کربناک چیخیں سنائی دیں۔ چیخیں عمران کی ہی تھیں۔ دوسرے لمحے سلیمان جو اب تک بے حس و حرکت کھڑا تھا یکلخت حرکت میں آیا اور وہ اس قدر قوت سے اچھل کر جولیا سے ٹکرایا کہ نہ صرف جولیا کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر ایک طرف جا گرا بلکہ جولیا خود بھی اچھل کر سائیڈ پر موجود ریٹا کو ساتھ لیتی ہوئی ایک دھماکے سے دیوار سے ٹکرا کر نیچے جا گری۔ نیچے گرتے ہی جولیا کسی سپرنگ کی مانند اچھلی تو راہداری ریٹا کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھی۔ جس قدر تیزی سے جولیا اٹھی تھی اس قدر تیزی سے ریٹا نہ اٹھ سکی تھی اور سلیمان جس نے جولیا اور ریٹا کو نیچے گرا دیا تھا یکلخت پوری قوت سے ٹانگ گھما کر جولیا کی کنپٹی پر ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن جولیا اس کی توقع سے زیادہ پھرتیلی ثابت ہوئی تھی اس لئے وہ تو سامنے سے ہٹ گئی البتہ سلیمان کی لات پوری قوت سے ریٹا کی کنپٹی پر پڑی جو جولیا کے ہٹنے کے بعد اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اب شاید یہ اتفاق تھا کہ سلیمان کی یہ ضرب ٹھیک ریٹا کی کنپٹی

پر اس قدر قوت سے پڑی کہ اس کے حلق سے غراہٹ نما چیخ نکلی اور وہ نیچے گر کر ساکت ہو گئی جبکہ اسی لمحے سلیمان کے حلق سے بھی چیخ نکل گئی کیونکہ جولیا نے سنبھلتے ہی سلیمان پر بڑے بھرپور انداز میں حملہ کر دیا تھا۔

''تم۔ تم نے مجھ پھر حملہ کیا۔ تمہاری یہ جرأت''...... جولیا ساتھ ساتھ چیخ رہی تھی۔ سلیمان اس کے حملے سے دیوار سے ٹکرا کر نیچے فرش پر جا گرا تھا اور جولیا نے اس کے سینے پر اپنے جوتے کی ضرب لگانے کی کوشش کی تھی لیکن دوسرے لمحے کسی نے اسے بازو سے پکڑ کر واپس کھینچ لیا۔

''بس۔ اب اگر تم نے کوئی حرکت کی تو گردن توڑ دوں گا''۔ ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی تو جولیا کا پورا جسم یکلخت کانپا اور سردی کی تیز لہریں اس کے جسم میں دوڑتی چلی گئیں۔ وہ پہچان گئی تھی کہ یہ آواز عمران کی ہے۔

''تم۔ تم زندہ ہو۔ تم زندہ ہو''...... جولیا نے اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں زندہ ہوں۔ اگر میں اتنی آسانی سے مرنے والا ہوتا تو اب تک سینکڑوں بار مر چکا ہوتا''...... عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے جواب دیا اور ساتھ ہی جھٹکا دے کر جولیا کا بازو چھوڑ دیا۔

''م۔ م۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ تم نے میرے اعتماد کا خون کیا ہے۔ میں تمہارا خون کر دوں گی''...... جولیا نے

بازو آزاد ہوتے ہی ایک طرف فرش پر پڑے ہوئے مشین پسٹل کی طرف لپکتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل تک پہنچتی سلیمان نے تیزی سے جھک کر مشین پسٹل اٹھا لیا۔

"یہ مجھے دو۔ مجھے دو"...... جولیا نے سلیمان پر جھپٹتے ہوئے چیخ کر کہا لیکن سلیمان نے مشین پسٹل سائیڈ پر کھڑے عمران کی طرف اچھال دیا اور سلیمان پر جھپٹتی ہوئی جولیا تیزی سے عمران کی طرف مڑی ہی تھی کہ یکلخت ٹھٹھک کر اس طرح رک گئی جیسے چابی سے چلنے والا کھلونا چابی ختم ہو جانے پر یکلخت رک جاتا ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑے تھے۔ چند لمحوں بعد عمران نے ایک جھٹکے سے چہرہ دوسری طرف کر لیا اور اس کے ساتھ ہی ساکت کھڑی جولیا اس طرح حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگی جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ کہاں آ گئی ہے۔

"یہ۔ یہ میں یہاں۔ یہ ریٹا یہاں کیوں پڑی ہے۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے"...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سلیمان۔ اس ریٹا کو اٹھاؤ اور کرسی پر ڈال دو اور رسی بھی لے آؤ۔ اسے باندھنا پڑے گا اور جولیا تم اندر جا کر بیٹھ جاؤ۔ تم سے بعد میں بات ہو گی۔ پہلے میں اس ریٹا کا بندوبست کر لوں۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ بے حد تربیت یافتہ ایجنٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"ایجنٹ۔ اوہ نہیں۔ یہ تو سوئس سفارت خانے میں ملازم ہے۔ لیکن میں یہاں کیسے آ گئی ہوں۔ اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ یہ بتاؤ کہ تم

نے اس لڑکی کے ساتھ کیا ڈرامہ کھیلا تھا۔ تم اس حد تک گر جاؤ گے میں سوچ بھی نہ سکتی تھی"...... جولیا کی بات کا رخ درمیان سے ہی تبدیل ہو گیا تھا اور جولیا کی بات سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا جبکہ سلیمان اس دوران بے ہوش ریٹا کو کاندھے پر ڈال کر ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"کیا کہہ رہی ہو تم۔ کس لڑکی کی بات کر رہی ہو"...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھ پر اپنی پارسائی کا رعب ڈالنے کی کوشش کرتے ہو اور خود لڑکیوں کے ساتھ گل چھرے اڑاتے ہو۔ تم منافق ہو۔ تم دوہرے کردار کے مالک ہو۔ میں خواہ مخواہ ریٹا کو تمہاری پارسائی کا حلف دیتی رہی۔ تم ظالم ہو۔ تمہارا اصل روپ اس قدر بھیانک ہو سکتا ہے میں سوچ بھی نہ سکتی تھی۔ کاش میں تم سے نہ ملی ہوتی"۔ جولیا نے یکلخت چیخ چیخ کر بولنا شروع کر دیا۔ اس پر ایک بار پھر ہذیانی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔

"تمہیں اس بارے میں ثبوت ریٹا نے دیا تھا"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ دستاویزی ثبوت میری جیب میں ہے۔ تمہاری اور اس لڑکی کی تصویریں میری جیب میں موجود ہیں۔ دیکھو۔ خود دیکھ لو۔ اپنی جھوٹی پارسائی کا اصل روپ"...... جولیا نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے ایک

لفافہ نکال کر عمران کی طرف پھینک دیا۔

"یہ میں دیکھ لوں گا لیکن تم بیٹھو۔ اب معاملات بے حد گھمبیر بنا دیئے گئے ہیں۔ انہیں سمجھ داری سے حل کرنا ہو گا۔ فی الحال تو میں تمہاری نشانہ بازی سے اس لئے بچ گیا ہوں کہ میں سٹنگ روم کے دروازے میں کھڑا تھا۔ تمہارا ہاتھ سیدھا ہوتے ہی میں نے پیچھے کی طرف جمپ لگایا اور گولیاں اندر دیوار سے جا ٹکرائیں۔ اس کے ساتھ ہی میں نے اس لئے چیخیں مارنا شروع کر دیں کہ تم مطمئن ہو جاؤ لیکن یہ تو سلیمان نے ہمت کی کہ تمہارے ہاتھ سے مشین پسٹل نکال دیا"...... عمران نے کہا۔

"کاش گولیاں تمہیں لگ جاتیں۔ تم زندہ رہنے کے قابل نہیں ہو"...... جولیا نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا اور اسی لمحے سلیمان ڈرائنگ روم سے باہر آ گیا۔

"سلیمان۔ رانا ہاؤس فون کر کے جوزف کو فوراً یہاں بلواؤ۔ یہ ریٹا مجھے طاغوتی طاقت لگ رہی ہے۔ وہ اسے سنبھال لے گا"۔ عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی صاحب"...... سلیمان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ریٹا کیسے طاغوتی طاقت ہو سکتی ہے۔ اس نے تو تمہارا اصل چہرہ مجھے دکھایا ہے"۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ابھی سب کچھ سامنے آ جائے گا۔ چلو اندر ڈرائنگ روم میں

بیٹھو"...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"نہیں۔ میں واپس جاؤں گی۔ ریٹا کو ہوش میں لے آؤ۔ وہ بھی میرے ساتھ جائے گی"...... جولیا نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے کرو۔ سمجھیں۔ ورنہ"...... عمران نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا کے چہرے پر یکلخت بے بسی کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ اس طرح سر جھکائے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئی جیسے ہپناٹزم کا معمول اپنے عامل کے حکم پر عمل کرتا ہے۔ وہاں ریٹا ایک کرسی پر بے ہوشی کے عالم میں موجود تھی۔ اس کا جسم سائیڈ پر ڈھلکا ہوا تھا۔ سلیمان نے رسی کی مدد سے اس کو کرسی سے باندھ دیا تھا۔ جولیا سر جھکائے کرسی پر بیٹھ گئی۔ عمران نے دوسری کرسی پر بیٹھ کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے اس لفافے کو کھولا جو اسے جولیا نے دیا تھا اور پھر لفافے میں موجود تصویریں نکال کر میز پر ڈال دیں۔ اس کا چہرہ ان تصاویر کو دیکھ کر پتھریلا سا ہو گیا تھا۔

"ہونہہ۔ تو میرے خلاف باقاعدہ جال پھیلایا گیا ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ جال۔ یہ تصویریں جال ہیں۔ یہ ٹھوس ثبوت ہیں"...... جولیا نے یکلخت ایک بار پھر چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ابھی سب کچھ تمہارے سامنے آ جائے گا۔ سلیمان مجھ سے

زیادہ عقلمند ہے۔ اس نے پہلے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ یہ صرف جولیا کو آپ سے بدظن کرنے کی غرض سے کیا جا رہا ہے اور پھر وہی ہوا''...... عمران نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

''کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ سلیمان کا اس سے کیا تعلق''۔ جولیا نے چونک کر پوچھا تو عمران نے پروفیسر رحمت علی کے پاس جانے، اسے ساتھ لے کر خواجہ جاوید کے گھر جانے، شونو جن کے ان کی بیٹی رضیہ پر قبضہ کرنے سے لے کر اس کے اچانک اپنے گلے سے لگنے اور پھر شونو جن کے رضیہ کو چھوڑ کر جانے کی تمام تفصیل بتا دی۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جن کیسے قبضہ کر سکتا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایسا ہو سکتا ہے۔ جن انسان کے ذہن پر قبضہ کر لیتا ہے جیسے اس نے تمہارے ذہن پر قبضہ کر لیا کہ تم بجائے مجھ سے وضاحت مانگنے کے مشین پسٹل اٹھائے یہاں پہنچ گئی اور مجھ پر اچانک فائر کھول دیا۔ بہرحال ابھی سب کچھ سامنے آ جائے گا اگر یہ ریٹا طاغوتی طاقت ثابت ہو گئی تو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ یہ طاغوتی طاقت نہیں ہو سکتی''...... جولیا نے حتمی لہجے میں کہا۔

''ابھی معلوم ہو جائے گا''...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر

د کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ جوزف آیا ہے۔ وازہ سلیمان نے کھولا اور چند لمحوں بعد جوزف ڈرائینگ روم میں خل ہوا۔ اس کے پیچھے سلیمان تھا۔

''یس باس''...... جوزف نے ریٹا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اسے چیک کرو۔ میرا خیال ہے کہ یہ طاغوتی طاقت ہے''۔ مران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں باس۔ اس سے ایسی کوئی بو نہیں آ رہی''...... جوزف نے بے ہوش پڑی ریٹا کے قریب جا کر زور زور سے سونگھتے ہوئے کہا۔

''اب بتاؤ۔ میں کہہ رہی ہوں کہ یہ اصل ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اس کے منہ میں تسمہ ڈال کر عقب میں مخصوص انداز کی دو گانٹھیں ڈال دو۔ یہ گمراہ کرنے والی طاقتیں بے حد مکاری سے کام تی ہیں۔ تسمہ ڈالنے کے بعد اصل حقیقت سامنے آ جائے گی''۔ مران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا اور جھک کر اپنے بوٹ کا تسمہ کھولنے لگا۔

''یہ کیا کر رہے ہو۔ جب میں کہہ رہی ہوں''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا

''خاموش رہو''...... عمران نے ایک بار پھر سرد لہجے میں کہا تو جولیا ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔ البتہ اس کے چہرے پر غصے اور بے بسی کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد

جوزف نے بے ہوش پڑی ریٹا کے منہ میں تسمہ ڈال کر عقب میں دو گانٹھیں لگا دیں۔

"یہ اتنی دیر بے ہوش کیسے پڑی رہی ہے"...... عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کی کنپٹی پر شدید ضرب لگی ہے۔ اس کا ذہن آف ہو گیا ہے"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے ریٹا کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ریٹا کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگ گئے تو جوزف نے ہاتھ ہٹا لئے۔ تھوڑی دیر بعد ریٹا کراہتی ہوئی ہوش میں آ گئی تو اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن رسی سے بندھی ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گئی تھی۔

واؤں۔ واؤں"...... ریٹا نے بولنے کی کوشش کی لیکن منہ میں تسمہ ہونے کی وجہ سے الفاظ درست طور پر نہ نکل رہے تھے لیکن عمران جانتا تھا کہ ابھی تسمہ ایڈجسٹ ہو جائے گا تو پھر الفاظ درست طور پر اس کے منہ سے ادا ہونے شروع ہو جائیں گے۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ میرے منہ میں کالی لگام کس نے ڈالی ہے۔ یہ سب کیا ہے"...... تھوڑی دیر تک واؤں، واؤں کرنے کے بعد ریٹا نے بولتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شک کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا تم طاغوتی طاقت ہو۔ بولو۔ ورنہ سیاہ لگام تمہیں فنا کر

دے گی"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں گاشوری ہوں۔ طاغوتی طاقت"...... ریٹا نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

"تم۔ تم ریٹا نہیں ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ریٹا بنی ہوئی ہوں۔ کالی لگام کی وجہ سے میں مکاری نہیں کر سکتی۔ غلط بیانی نہیں کر سکتی"...... ریٹا نے جواب دیا۔

"لیکن تم میں سے طاغوتی طاقتوں والی مخصوص بو کیوں نہیں آ رہی جسے جوزف بآسانی سونگھ سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے چمگادڑ کا خون استعمال کیا ہے اس لئے میرے جسم سے نکلنے والی طاغوتی طاقتوں والی مخصوص بو کوئی انسان نہیں سونگھ سکتا"...... ریٹا نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم نے جو کھیل میرے خلاف کھیلا ہے یہ کس کے کہنے پر کھیلا ہے اور اس کی تفصیل کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہمارے آقا شیطان کے نائب ڈاکٹر کرسٹائن نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارا خاتمہ کرا دوں۔ چونکہ تم روشنی کے آدمی ہو اس لئے میں براہ راست تم پر اثر انداز نہ ہو سکتی تھی اور تمہیں گمراہ کرنے کی پہلی کوشش بھی اس جوزف اور تمہارے شاگرد ٹائیگر کی وجہ سے ناکام ہو گئی تھی اس لئے مجھے یہ کام سونپا گیا۔ میں نے

جولیا اور تمہارے درمیان مخصوص تعلق کو دیکھ کر ایک ڈرامہ کیا۔ مجھے معلوم تھا کہ جولیا کے جذبات تمہارے بارے میں بے حد شدید ہیں اس لئے تمہیں اس لڑکی رضیہ کے گھر پہنچا دیا گیا۔ رضیہ پر ہماری ایک طاقت یعنی جناتی طاقت شونو کا قبضہ تھا۔ ہم نے وہاں خفیہ کیمرے نصب کر دیئے تھے۔ شونو کی وجہ سے رضیہ اچانک اس عمران کے گلے لگ گئی جس کی تصویریں بنا لی گئیں۔ اس کا علم عمران کو بھی نہ تھا۔ پھر یہ تصویریں تمہیں دکھائی گئیں تو تم ہماری توقع کے عین مطابق شدید جذباتی ہو گئیں اور پھر تم عمران کو قتل کرنے یہاں آ گئیں۔ تم نے اس پر فائر کھول دیا لیکن نجانے یہ کیسے بچ گیا اور وہ باورچی۔ وہ تو عمران سے بھی زیادہ تیز ثابت ہوا۔ اس نے نجانے کیا کیا کہ میرا ذہن ہی دھماکے سے بند ہو گیا اور نجانے کیوں تمہیں مجھ پر طاغوتی طاقت ہونے کا شک پڑا اور تم نے میرے منہ میں کالی لگام ڈال کر ایسی گانٹھیں لگائی ہیں کہ میں بے بس ہو کر رہ گئی ہوں“...... ریٹا نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم نے یہ سب ڈرامہ کیا تھا۔ تم نے کیا تھا۔ اوہ۔ اوہ۔ میں نے یہ سب کیوں کر دیا اور وہ بھی عمران کے خلاف۔ اوہ۔ اوہ“...... جولیا نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

”تم نے درست کہا تھا کہ عمران کا کردار بے لچک ہے لیکن تم بہرحال ہمارے جال میں پھنس گئیں لیکن نجانے یہ عمران کس مٹی

سے بنا ہوا ہے کہ اس پر ہر حملہ ناکام ہو جاتا ہے۔ اب مجھے جانے دو۔ میرے منہ سے لگام نکال دو۔ میں دوبارہ تمہارے راستے میں نہیں آؤں گی“...... ریٹا نے کہا۔

”جوزف۔ اس کو فنا کر دو۔ جانتے ہو کس طرح ہو گی یہ فنا“۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس۔ مجھے وچ ڈاکٹر موراشی نے آسان نسخہ بتا دیا تھا“۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا جو اب تک خاموش کھڑا تھا اور اس پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور آگے بڑھ کر اس نے خنجر کی نوک سے ریٹا کی پیشانی پر کٹ لگا کر ایک عجیب سا نشان بنایا جبکہ ریٹا اس دوران چیختی رہی، منتیں کرتی رہی لیکن کسی پر اس کے چیخنے اور منتیں کرنے کا کوئی اثر نہ ہوا اور پھر جوزف نے آخری کٹ لگایا اور پیچھے ہٹا تو کمرہ انتہائی تیز بدبو سے بھر سا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ریٹا کا جسم یکلخت دھوئیں میں تبدیل ہو کر اوپر کو اٹھا۔ روتی ہوئی آوازیں سنائی دینے لگیں جو دھوئیں کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ ختم ہو گئیں اور پھر کمرے میں پھیلی ہوئی تیز بدبو بھی غائب ہو گئی تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ رسی کرسی پر پڑی تھی اور سیاہ تسمہ فرش پر پڑا ہوا تھا جبکہ ریٹا غائب ہو چکی تھی۔

”میں شرمندہ ہوں عمران۔ مجھے معاف کر دو“...... جولیا نے نظریں جھکائے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تمہارا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔ اگر مجھے بھی تمہارے بارے میں ایسے ثبوت دکھائے جاتے تو میں بھی تمہارے ساتھ وہی کچھ کرتا جو تم نے میرے ساتھ کرنے کی کوشش کی ہے۔ انسان کا بھرم ختم ہو جائے، اعتماد مجروح ہو جائے تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے لیکن اب یہ معاملہ پھیل گیا ہے۔ یہ طاغوتی طاقتیں میرے خلاف مسلسل حرکت میں آ رہی ہیں اس لئے اب ان کے سربراہ ڈاکٹر کرسٹائن کا خاتمہ کرنا ہوگا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ شیطانی طاقتیں تمہارے خلاف کیوں ہو گئی ہیں۔ کیا بگاڑا ہے تم نے ان کا''...... جولیا نے اس بار نارمل لہجے میں کہا۔

''یہ شاید مجھ سے خوفزدہ ہیں کیونکہ ان کی دو طاقتوں کی لڑائی میرے سامنے ظاہر ہو گئی اور یہ دونوں طاقتیں فنا ہو گئیں۔ ڈاکٹر کرسٹائن کو شیطان نے گمراہ کرنے والی طاغوتی طاقتوں کا سربراہ بنایا ہوا ہے۔ شیطان چونکہ مجھے اپنا دشمن سمجھتا ہے اور دشمن بھی ایسا جو اسے اب تک کئی بار شدید نقصان پہنچا چکا ہے اس لئے ڈاکٹر کرسٹائن کو اس کی کسی طاقت نے میرے بارے میں بتا دیا ہوگا اور وہ مجھ سے خوفزدہ ہو گیا۔ پہلے اس نے یورشیا کے ذریعے میرا وہی حال کیا جو ریٹا نے تمہارا کیا لیکن ٹائیگر اور جوزف کی وجہ سے اصل حقیقت سامنے آ گئی اور میں بچ گیا۔ میں خاموش ہو گیا کیونکہ میں اپنی ذات پر ہونے والے حملوں کا انتقام نہیں لیا کرتا لیکن یہ دوسرا حملہ انہوں نے تمہارے ذریعے کرایا اور اب مجھے محسوس ہو رہا

ہے کہ میرے خاموش رہنے پر یہ میرے خلاف خاموش نہیں ہوں گے اس لئے لڑائی کے اصول کے مطابق مجھے صرف مدافعانہ جنگ نہیں لڑنی چاہئے بلکہ آگے بڑھ کر جارحانہ اقدام کرنا چاہئے اور یہ معاملہ اب دو صورتوں میں ختم ہو سکتا ہے کہ یا وہ قوتیں مجھے ہلاک کر دیں یا میں ان کے لیڈر ڈاکٹر کرسٹائن کو ہلاک کر دوں''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن کیا اس ڈاکٹر کرسٹائن کی ہلاکت سے یہ طاغوتی طاقتیں ختم ہو جائیں گی''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ لیکن ڈاکٹر کرسٹائن کی ہلاکت کے بعد میرے خلاف کارروائی ختم ہو جائے گی اور ہم ان سے ہٹ کر دوسرا بھی کوئی کام کر سکیں گے''...... عمران نے کہا۔

''یہ بدروحیں ہیں مگر ہیں تو روحیں۔ یہ کیسے فنا ہو سکتی ہیں''۔ جولیا نے کہا۔

''یہ مکمل طور پر فنا نہیں ہو سکتیں لیکن کئی صدیوں کے لئے مفلوج ہو جاتی ہیں۔ یوں سمجھو کہ جیسے پرندے کے پر کاٹ دیئے جائیں تو پرندہ ہلاک نہیں ہوتا لیکن وہ اڑ نہیں سکتا جب تک اس کے پر دوبارہ نہ نکل آئیں۔ اس طرح ان روحوں کی فعالیت ختم ہو جاتی ہے اور پھر کئی صدیوں بعد یہ اس قابل ہوتی ہیں کہ دوبارہ فعال ہو سکیں''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈاکٹر کرسٹائن اپنی قیام گاہ کے مخصوص کمرے میں کرسی پر بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا۔ اس کے سامنے چار خوبصورت لڑکیاں قدیم مصری انداز میں رقص کرنے میں مصروف تھیں کہ باہر سے کسی مرد کی چیخ سنائی دی۔ چیخ کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی کنوئیں کی تہہ سے چیخ رہا ہو۔ یہ آواز مسلسل سنائی دیتی رہی تو ڈاکٹر کرسٹائن چونک پڑا۔

''جاؤ''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے ہاتھ اٹھا کر کہا تو ناچنے والی لڑکیاں اور اس کی کرسی کے قریب موجود وہ لڑکی جو اسے شراب پلا رہی تھی تیزی سے دوڑتی ہوئیں کمرے سے باہر چلی گئیں۔

''آ جاؤ گاسب''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے ہاتھ اٹھا کر اسے ہلکا سا جھٹکا دیتے ہوئے کہا تو کمرے کے درمیان سیاہ رنگ کا دھواں سا نظر آیا۔ چند لمحوں بعد وہ دھواں مجسم ہوگیا۔ اب ڈاکٹر کرسٹائن

کے سامنے ایک سیاہ رنگ کا نوجوان آدمی دوزانو بیٹھا ہوا تھا اور اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

''گاسب حاضر ہے آقا''...... اس نوجوان نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کی زبان پر زخم ہوں اور وہ تکلیف کے انداز میں بول رہا ہو۔

''تم کیوں آ گئے ہو گاسب۔ کیا ہوا ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی کیونکہ گاسب شیطان کے دربار کی خاص طاقت تھی اور اسے کسی اہم شیطانی معاملے میں ہی کسی کے پاس بھیجا جا سکتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں وہ شیطان کا خصوصی نمائندہ تھا اس لئے ڈاکٹر کرسٹائن حیران ہو رہا تھا کہ وہ کیوں اس طرح اچانک آیا ہے۔

''آقا۔ آپ کے گرد گھیرا تنگ ہو رہا ہے۔ آپ مسلسل ناکام ہوتے جا رہے ہیں اور آقا شیطان نے آپ کی ناکامیوں پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں آپ کو بتا دوں کہ آپ کو اپنے آپ کو بچانے اور طاغوتی طاقتوں کا آقا بدستور رہنے کے لئے کالوش میں چالیس دن گزارنے ہوں گے''...... گاسب نے کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن بے اختیار اچھل پڑا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیسی ناکامی اور کیسی سزا''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آقا۔ آپ نے پہلے یورشیہ کے ذریعے پاکیشیا کے عمران پر

حملہ کرایا جو ناکام رہا۔ اب آپ کی بڑی اور اہم طاقت گاشوری بھی
اپنے مقصد میں ناکام ہو کر اس عمران کے ساتھی جوزف کے ہاتھوں
آٹھ صدیوں کے لئے فنا ہو گئی ہے۔ شیطان آقا کو اطلاع مل چکی
ہے کہ عمران نے اب آپ کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ان
دونوں پے در پے ناکامیوں کی وجہ سے اور آپ کے تحفظ کے لئے
آقا شیطان نے آپ کو کالوش جانے کا حکم دیا ہے''...... گاسب نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گاشوری کیسے ناکام ہو سکتی ہے۔ وہ میری سب سے اہم
طاقت ہے اور آج تک اپنے مقصد میں وہ کبھی ناکام نہیں رہی۔ یہ
عمران تو کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ میری اس طاقت نے تو بڑے
بڑے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''اس نے جو منصوبہ بنایا تھا وہ واقعی بہترین تھا اور عمران کے
ہلاک ہونے کا سو فیصد چانس تھا لیکن عمران نہ صرف بچ گیا بلکہ
اس کے سامنے اصل منصوبہ بھی آ گیا اور اس نے گاشوری کو اپنے
ساتھی جوزف کے ذریعے فنا کرا دیا''...... گاسب نے جواب دیا۔

''گاشوری کو فنا کر دیا گیا۔ وہ کیسے۔ وہ کوئی عام طاقت تو نہ تھی
کہ فنا ہو جاتی''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے مزید حیران ہوتے ہوئے
کہا۔

''عمران کا ساتھی جوزف روحوں کے افریقی عامل وچ ڈاکٹر
موراشی کا پسندیدہ آدمی ہے۔ اس نے اس سے بڑی طاغوتی

طاقتوں کو فنا کرنے کا طریقہ معلوم کر لیا اور گاشوری جو ریٹا کے
روپ میں تھی اس کے منہ میں سیاہ دھاگہ ڈال کر عقب میں دو
گانٹھیں دے دیں۔ اس طرح گاشوری ریٹا کے قالب میں مقید ہو
گئی ورنہ وہ فوراً فرار ہو جاتی۔ پھر اس جوزف نے اس کی پیشانی پر
گرسو دیوتا کا نشان بنا دیا اور آپ کو تو علم ہے کہ گرسو دیوتا کا
مخصوص نشان جس پر بنا دیا جائے وہ فنا ہو جاتی ہے اس لئے
گاشوری فنا ہو گئی''...... گاسب نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس نے انہیں اتنا موقع کیوں دیا کہ وہ اس کے منہ
میں سیاہ لگام ڈال سکے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران کے باورچی سلیمان کی لات اس ریٹا کی کنپٹی پر
اچانک لیکن اس قدر زور سے لگی تھی کہ ریٹا کا ذہن بند ہو گیا اور
ذہن بند ہونے کی وجہ سے گاشوری بھی اندر ہی بند ہو گئی تھی اس
لئے انہوں نے اس کے منہ میں سیاہ لگام ڈال دی''...... گاسب
نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''میرے پاس ابھی بے شمار طاغوتی طاقتیں موجود ہیں۔ میں
اس وقت تک اس عمران کے خلاف کام کرتا رہوں گا جب تک وہ
گمراہ ہو کر ہلاک نہیں ہو جاتا۔ پھر آقا شیطان نے مجھے کالوش کی
سزا کیوں دی ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بڑے آقا نے آپ کو سزا نہیں دی بلکہ آپ کے تحفظ کی
خاطر یہ حکم دیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ کالوش کے گرد چار حصار

ہیں اس لئے وہاں تک کوئی انسان تو کیا کوئی بدروح بھی بغیر بڑے آقا کی اجازت کے نہیں جا سکتی۔ آپ طاغوتی طاقتوں کو جس طرح بڑے آقا کی مرضی کے مطابق چلا رہے ہیں دوسرا کوئی آدمی نہیں چلا سکتا۔ آپ کی وجہ سے طاغوتی دنیا عروج پر پہنچ رہی ہے اور پوری دنیا میں نیکی کے راستے سے گمراہ ہو کر بڑے آقا کے راستے پر چلنے والوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ آپ نے جس طرح ان کی گمراہی کو ان کے سامنے نیکی بنا کر پیش کیا ہوا ہے اس پر بڑا آقا آپ سے بہت خوش ہے''...... گاسب نے جواب دیا۔

''لیکن چالیس روز بعد بھی تو مجھے واپس آنا ہو گا''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''بڑے آقا جانتے ہیں کہ عمران کو جب معلوم ہو گا کہ آپ کالوش میں ہیں تو وہ لازماً وہاں پہنچے گا اور پھر چاروں حصار کی قوتوں کے ہاتھوں یقینی طور پر مارا جائے گا''...... گاسب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر میں اس وقت وہاں جاؤں جب عمران میرے پیچھے چل پڑے ورنہ وہ چالیس روز بعد بھی آ سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اسے کسی ذریعے سے علم ہو جائے کہ میں نے چالیس روز بعد واپس آ جانا ہے تو وہ میری واپسی کے انتظار میں رک جائے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''آقا۔ آپ بڑے آقا سے بڑے نہیں ہیں اور نہ ہی بڑے

آقا جیسی عقل و سمجھ رکھتے ہیں اس لئے جو حکم بڑے آقا نے دیا ہے اس کی تابعداری کریں۔ بڑے آقا ان چالیس دنوں میں یہاں آپ کی جگہ آپ کی طاغوتی طاقت بھوانی کو آپ کے روپ میں بٹھائے گا تاکہ اگر عمران یہاں آئے تو اس کے ہاتھ لگ جائے اور بھوانی اس عمران کو آسانی سے گمراہ کر کے ہلاک کر سکتی ہے''۔ گاسب نے کہا۔

''اوہ۔ تو یوں کہو کہ بڑے آقا اس عمران کو اس انداز میں ہلاک کرانا چاہتا ہے لیکن بھوانی بہرحال طاقت ہے انسان نہیں ہے اور انسان کا ذہن جس طرح کام کرتا ہے اس طرح کسی طاقت کا ذہن کام کر ہی نہیں سکتا۔ تم دیکھو کہ دونوں بڑی طاغوتی طاقتیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابل کامیاب نہیں ہو سکیں اس لئے کہ دونوں بہرحال طاقتیں تھیں جبکہ ان کے مقابل انسان تھے۔ کسی کو طویل عرصہ لگا کر گمراہ کرانا اور بات ہے لیکن کسی کو باقاعدہ چیلنج دے کر گمراہ کرنا اور بات ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''تو آقا تم کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو۔ میں ابھی بڑے آقا کی خدمت میں تمہارا پیغام پہنچا دیتا ہوں''...... گاسب نے کہا۔

''بڑے آقا سے کہو کہ ڈاکٹر کرسٹائن کو خود اس عمران کا مقابلہ کرنے دو۔ انسان سے انسان ٹکرائے گا تو سپر انسان ہی کامیاب رہے گا اور عمران سے بہرحال میں سپر ہوں۔ بڑے آقا سے کہو کہ ڈاکٹر کرسٹائن پر اعتماد کرے۔ اب تک طاغوتی طاقتیں ناکام ہوئی

ہیں ڈاکٹر کرسٹائن ناکام نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے“...... ڈاکٹر
کرسٹائن نے کہا تو گاسب ایک بار پھر سیاہ رنگ کے دھوئیں میں
تبدیل ہو کر غائب ہو گیا تو ڈاکٹر کرسٹائن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ
لئے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر شیطان نے اس کی بات کو گستاخی
سمجھا تو نہ صرف وہ معزول کر دیا جائے گا بلکہ اسے عبرتناک انداز
میں ہلاک بھی کیا جا سکتا ہے اور اگر شیطان نے اسے اجازت دے
دی تو پھر اسے ہر صورت میں شیطان کے اعتماد پر پورا اترنا ہو گا۔
پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد باہر سے کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔
چیخ سے یہی اندازہ ہوتا تھا کہ چیخنے والا کسی کنوئیں کی تہہ سے چیخ
رہا ہے۔

”آ جاؤ گاسب“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے ہاتھ اٹھا کر ہوا میں
جھٹکتے ہوئے کہا تو کمرے کے درمیان سیاہ رنگ کا دھواں گھومتا ہوا
نظر آیا اور پھر چند لمحوں بعد یہ دھواں مجسم ہو کر گاسب کے روپ
میں ظاہر ہو گیا۔ وہ دوزانو بیٹھا ہوا تھا۔

”میں حاضر ہو گیا ہوں آقا“...... گاسب نے سر جھکاتے ہوئے
انتہائی مؤدبانہ انداز میں کہا۔

”کیا حکم دیا ہے بڑے آقا نے“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے
دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

”بڑے آقا تمہاری بات پر بے حد خوش ہوا ہے اور اس نے کہا
ہے کہ انسان واقعی بے حد ہمت اور حوصلے والا ہوتا ہے اس لئے

اب ڈاکٹر کرسٹائن اپنی جنگ خود اپنی مرضی سے لڑے گا اس لئے
مبارک ہو آقا۔ اب تم خودمختار ہو۔ جس طرح چاہو اس عمران سے
مقابلہ کرو“...... گاسب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں بڑے آقا کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھ پر اعتماد کیا
ہے“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”تو اب مجھے اجازت“...... گاسب نے کہا۔

”ہاں۔ تم اب جا سکتے ہو“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”تم طاغوتی دنیا کے سربراہ ہو اور بڑے آقا کے نائب لیکن
جاتے ہوئے میں تمہیں ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ تم اس عمران
کے خلاف بیک وقت طاقتوں اور انسانوں کو استعمال کرو اور طاقتیں
بھی طاغوتی نہیں بلکہ کالی طاقتیں جو انسانوں کو ہلاک کرنے کی
قوت رکھتی ہیں“...... گاسب نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”اس سلسلے میں مجھ سے زیادہ تم جانتے ہو۔ تم کوئی مشورہ دو“۔
ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

”کالی طاقتوں کی سب سے بڑی اور خوفناک طاقت مہا بھرن
ہے۔ وہ اگر چاہے تو اس عمران کو مکھی، مچھر کی طرح مسل کر رکھ
دے لیکن وہ بڑی بھینٹ لے گی اور بھینٹ کی آپ کے پاس کمی
نہیں ہے آقا“...... گاسب نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا مشورہ دیا ہے۔ اب تم جا سکتے

ہو“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو گاسب دھوئیں میں تبدیل ہو کر غائب ہو گیا۔ ڈاکٹر کرسٹائن کچھ دیر تک بیٹھا اس پوائنٹ پر سوچتا رہا کہ اسے کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں اور پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ اسے مکمل طور پر طاقتوں پر انحصار کرنے کی بجائے انسانی ذہن بھی استعمال کرنا چاہئے۔ چنانچہ یہ خیال آتے ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر سامنے میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ڈاکٹر کرسٹائن بول رہا ہوں“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

”اوہ آپ۔ فرمائیے“...... دوسری طرف سے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”میں نے تم سے ایک اہم مسئلہ پر مشورہ لینا ہے۔ میرے پاس آ جاؤ“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

”یس سر۔ دوسری طرف سے ایک انتہائی مؤدبانہ لہجے میں مردانہ آواز سنائی دی۔

”مائیک کو میں نے کال کیا ہے۔ جیسے ہی وہ آئے اسے میرے کمرے میں بھجوا دینا“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر اور لمبے قد کا آدمی جس نے سوٹ پہنا ہوا تھا اندر

داخل ہوا اور اس نے ڈاکٹر کرسٹائن کو سلام کیا۔

”بیٹھو مائیک“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے سامنے پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو سر“...... آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

”مائیک۔ کیا تم پاکیشیا کے کسی عمران کو جانتے ہو جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

”اوہ۔ یس سر۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ اسے تو دنیا کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ کہا جاتا ہے۔ بظاہر معصوم سا آدمی لیکن درحقیقت انتہائی خطرناک حد تک زہریلا سانپ ہے۔ مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں“...... مائیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ مجھے ہلاک کرنے کے درپے ہے“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو مائیک کا چہرہ حیرت سے بگڑ سا گیا۔

”آپ کو ہلاک کرنے کے درپے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ آپ طاغوتی دنیا کے سربراہ ہیں۔ لاکھوں طاغوتی طاقتیں پوری دنیا میں آپ کی سربراہی میں کام کر رہی ہیں۔ اس کی کیا جرأت ہے کہ آپ کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے دیکھ بھی سکے“۔ مائیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”طاغوتی طاقتیں صرف گمراہ کرنے کی قوت رکھتی ہیں۔ کالی طاقتوں کی طرح دوسروں کو ہلاک کرنے کی قوت نہیں رکھتیں۔ میں

نے اپنی دو بڑی طاقتوں کے ذریعے اسے گمراہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے الٹا میری دونوں طاقتوں کو ہی اپنے ساتھیوں کے ذریعے فنا کرا دیا۔ اب مجھے مشورہ دیا جا رہا ہے کہ میں کالی طاقتوں کا سہارا لوں۔ یہ سہارا مجھے مل سکتا ہے لیکن اس طرح طاغوتی دنیا میں میری اہمیت کم ہو جائے گی جو میں نہیں چاہتا اس لئے میں نے تمہیں بلایا ہے کیونکہ تم بھی طویل عرصے تک سیکرٹ ایجنٹ رہے ہو اور اب بھی تم ایک پرائیویٹ ایجنسی چلا رہے ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ عمران کے خلاف بیک وقت دونوں کام کئے جائیں تا کہ طاغوتی دنیا میں اور شیطان کے دربار میں میری اہمیت بھی قائم رہے اور یہ شخص بھی ہلاک ہو جائے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران کا طاغوتی دنیا سے کیا تعلق پیدا ہو گیا۔ وہ تو اس لائن کا آدمی ہی نہیں ہے''...... مائیک نے کہا۔

''بس اسے تم اتفاق کہہ سکتے ہو۔ میری دو طاقتوں کے درمیان ہونے والی جنگ اس کے سامنے آ گئی اور وہ اس میں شامل ہو گیا اور تمہیں تو معلوم ہے کہ پھر وہ بھوت کی طرح پیچھے لگ جاتا ہے اس لئے میں نے اسے گمراہ کر کے تحت الثریٰ میں پھینکوانے کے لئے دو بھرپور کوششیں کیں لیکن میں ناکام رہا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ طاقتوں کے ساتھ ساتھ انسانی ذہن سے بھی اس کے خلاف کام کیا جائے اس لئے تمہیں بلایا ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جو آپ حکم دیں۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''۔ مائیک نے کہا۔

''میں نے تمہیں مشورے کے لئے بلایا ہے۔ مشورہ دو۔ فیصلہ میں خود کروں گا''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''جناب۔ میرا مشورہ اگر مان لیں تو مجھے اپنے آپ پر فخر ہو گا۔ جہاں تک میں اس عمران کی فطرت کو جانتا ہوں اگر آپ اس پر حملہ نہ کراتے تو وہ آپ کے پیچھے نہ لگتا لیکن اب وہ واقعی بھوت کی طرح پیچھے لگ جائے گا اور وہ بجلی کی سی تیزی سے کام کرتا ہے۔ وہ آپ کی توقع سے بھی زیادہ تیزی سے آپ تک پہنچ جائے گا اس لئے سب سے پہلے تو آپ اپنے فول پروف تحفظ کا انتظام کریں۔ اس کے بعد آپ کسی بھی گروپ کو یہاں قاہرہ میں اس کے خاتمے پر لگا دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنی قوتوں سے کہیں کہ وہ اس کو جس قدر جلد ہو سکے ٹریس کریں اور کسی جادوئی قید خانے میں قید کر دیں''...... مائیک نے کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم نے مجھے یاد دلا دیا۔ ویری گڈ۔ بجائے اس کے کہ ہم کہیں چھپ کر بیٹھ جائیں اسے بلیک سرکل میں ڈال دیں جہاں بڑے آقا کی طاقتوں کی وجہ سے اس کی کوئی مدد نہ کر سکے گا اور وہ لازماً ہلاک ہو جائے گا۔ ویری گڈ''...... ڈاکٹر کرنسٹائن نے

اس بار بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بلیک سرکل تک اسے پہنچائے گا کون''...... مائیک نے کہا۔

''اسے چھوڑو۔ ہماری تمام طاقتیں گمراہ کرنے والی ہیں۔ اس میں ایسی طاقتیں بھی ہیں جن پر وہ سو فیصد اعتماد کرے گا''۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''تو پھر مجھے اجازت دیجئے''...... مائیک نے کہا۔

''ہاں۔ تمہارا شکریہ۔ تم جا سکتے ہو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو مائیک اٹھا، اس نے رسمی الوداعی کلمات کہے اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''یہ ابھی پوری طرح اس عمران کو جانتے نہیں اس لئے خوش فہمی کا شکار ہو رہے ہیں۔ وہ ان سب سے بڑا عفریت ہے''۔ مائیک نے پھاٹک کے قریب کھڑی اپنی کار میں بیٹھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر کار لے کر وہ پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا اور سلیمان باہر گیا ہوا تھا۔ عمران ان دنوں مسلسل اس بات پر غور کر رہا تھا کہ طاغوتی دنیا کے سربراہ ڈاکٹر کرسٹائن کو کیسے ٹریس کیا جائے۔ اسے اب احساس ہو رہا تھا کہ ریٹا کی شکل میں جو طاقت اسے جولیا کے ہاتھوں ہلاک کرانے آئی تھی اس سے آسانی سے معلوم کیا جا سکتا تھا کہ ڈاکٹر کرسٹائن کہاں ہے لیکن اس وقت یہ خیال ہی اس کے ذہن سے نکل گیا تھا اور کوئی ایسا آدمی اسے نظر نہ آ رہا تھا جس سے معلوم کیا جا سکے۔ سید چراغ شاہ صاحب ملک سے باہر تھے اور ان سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ وہ اسی ادھیڑ بُن میں مصروف تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا کیونکہ اس وقت کسی کی آمد کا عام طور پر خیال ہی نہ آ سکتا تھا۔ کال بیل دوسری بار بجی تو عمران اٹھا اور سٹنگ روم سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کون ہے"...... عمران نے دروازہ کھولنے سے پہلے اونچی آواز میں پوچھا۔

"مجھے عمران صاحب سے ملنا ہے۔ میرا نام کمال مطلوب ہے"۔ باہر سے ایک بھاری لیکن باوقار سی آواز سنائی دی تو عمران نے لاک ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔ باہر ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا آدمی موجود تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں چھڑی تھی اور اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا۔ چہرے مہرے سے خاصا بارعب اور تعلیم یافتہ دکھائی دے رہا تھا۔

"آیئے۔ تشریف لے آیئے"...... عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب موجود ہیں کیا"...... کمال مطلوب نے پوچھا۔

"آپ تشریف لایئے۔ آپ کی ان سے ملاقات کرا دیتے ہیں"...... عمران نے کہا تو کمال مطلوب سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہوا۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور اسے لے کر ڈرائینگ روم میں آ گیا۔

"مجھ سے ملیں۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے"...... عمران نے ڈرائینگ روم میں پہنچتے ہی اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا تو کمال مطلوب کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی اور چہرے پر مسکراہٹ سی پھیل گئی۔

"پھر تو مجھے بھی اپنا تعارف کرانا پڑے گا۔ میرا نام کمال مطلوب ہے اور میں قاہرہ میوزیم کا ڈائریکٹر جنرل ہوں اور خصوصی طور پر

قاہرہ سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہوں کیونکہ مجھے شاہ صاحب نے حکم دیا ہے"...... کمال مطلوب نے کہا تو عمران شاہ صاحب کا حوالہ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ ظاہر ہے شاہ صاحب سے مراد سید چراغ شاہ صاحب ہی تھے۔

"اوہ۔ تشریف رکھیئے۔ آپ تو پھر صرف مہمان نہیں بلکہ معزز مہمان ہیں"...... عمران نے کہا تو کمال مطلوب بے اختیار ہنس دیئے۔

"اس عزت افزائی کا شکریہ"...... کمال مطلوب نے کہا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔

"میں ایک منٹ میں حاضر ہوا"...... عمران نے کہا اور مڑ کر تیزی سے کچن کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ سلیمان اچانک آ جانے والے مہمانوں کے لئے چائے بنا کر فلاسک میں رکھ دیتا تھا اور وہی ہوا، فلاسک چائے سے بھرا ہوا تھا۔ عمران نے چائے کا دیگر سامان ٹرے میں رکھا اور الماری سے بسکٹ کے دو پیکٹ بھی نکالے اور پھر فلاسک اور سامان کا ٹرے اٹھائے وہ ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"ملازم مارکیٹ گیا ہوا ہے اس لئے فی الحال تو آپ کو سوکھی چائے ہی مل سکتی ہے"...... عمران نے ٹرے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"آپ نے خود کیوں تکلیف کی"...... کمال مطلوب نے کہا۔

"آپ نے قاہرہ سے یہاں آنے کی تکلیف کی حالانکہ آپ فون پر بھی بات کر سکتے تھے تو میں اتنا بھی نہ کرتا"...... عمران نے پیالی میں چائے ڈالتے ہوئے کہا۔

"یہ تو شاہ صاحب کا حکم تھا اور ان کے حکم کی تعمیل ہمارے لئے سعادت کا باعث ہوتی ہے"...... کمال مطلوب نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسے بخوبی علم تھا کہ شاہ صاحب کے حکم کی تعمیل کیسے کی جاتی ہے۔

"ہاں۔ اب فرمایئے۔ میرے لئے کیا حکم ہے"...... چائے پینے کے بعد عمران نے کمال مطلوب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انہوں نے حکم دیا ہے کہ آپ کو بتا دیا جائے کہ طاغوتی دنیا کے موجودہ سربراہ ڈاکٹر کرسٹائن کا خاتمہ گمراہ کرنے والی قوتوں کے لئے بہت بڑا دھچکہ ثابت ہو گا اور ان کا زور صدیوں تک دوبارہ بحال نہ ہو سکے گا۔ گمراہ کرنے والی عام کارروائیاں تو ہوتی رہتی ہیں اور ہوتی رہیں گی کیونکہ شیطان اور اس کی ذریات تو بہرحال کام کرتی رہتی ہیں لیکن ڈاکٹر کرسٹائن بڑا شاطر ذہن کا آدمی ہے اور شیطان نے اسے یہ عہدہ دیا ہی اس لئے ہے اور اس کی وجہ سے گمراہ کرنے والی قوتیں پوری دنیا پر غلبہ حاصل کرتی جا رہی ہیں۔ اگر اسے راہ سے نہ ہٹایا گیا تو روشنی کے غلبے کو بہت بڑا نقصان بھی پہنچ سکتا ہے"...... کمال مطلوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے لیکن مجھے یہ معلوم نہیں ہو رہا

کہ ڈاکٹر کرسٹائن کہاں موجود ہے اور شاہ صاحب سے کوئی رابطہ بھی نہیں ہو رہا۔ آپ کے پاس ان کا رابطہ نمبر تو ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میرے پاس نہیں ہے۔ البتہ انہوں نے ازخود فرمایا ہے کہ ان سے رابطہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ازخود یہ کام کریں۔ البتہ انہوں نے آپ کے اس سوال کا جواب دینے کے لئے مجھے یہاں بھیجا ہے۔ میں چونکہ قاہرہ میوزیم کا ڈائریکٹر جنرل ہوں اس لئے میرا واسطہ ایسی طاغوتی طاقتوں سے پڑتا رہتا ہے لیکن شاہ صاحب جیسے بزرگوں کی مہربانی ہے کہ وہ طاغوتی طاقتیں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ ڈاکٹر کرسٹائن کے بارے میں یہ مصدقہ خبر ہے اور شاہ صاحب نے خود اس کی تصدیق بھی کی ہے کہ ڈاکٹر کرسٹائن آپ کے ڈر سے کہ آپ اسے ہلاک نہ کر دیں قاہرہ کی جنوبی پہاڑیوں جنہیں کسانا پہاڑیاں کہا جاتا ہے، میں جا کر چھپ گیا ہے۔ کسانا پہاڑیاں اپنی ساخت کے لحاظ سے انتہائی خطرناک ہیں۔ ان پہاڑیوں میں نہ صرف انتہائی گھنے جنگلات ہیں بلکہ وہاں درندے بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ عام لوگ یا سیاح تو ادھر کا رخ کرنے سے ہی ڈرتے ہیں اور حکومت نے بھی وہاں عام افراد کا داخلہ بند کر رکھا ہے۔ صرف مہم جو شکاری حضرات کو وہاں داخلے کی محدود اجازت دی جاتی ہے۔ دوسری اہم بات یہ کہ ان پہاڑیوں پر کالی اور طاغوتی طاقتوں کا مکمل ہولڈ ہے۔ چیک

پوسٹ سے صرف ایک مخصوص حد تک جسے وہاں شایوری حد کہا جاتا ہے وہاں تک معاملہ صاف ہے۔ شایوری حد کے بعد منفی طاقتوں کا راج ہے اور آج تک وہاں غلطی سے داخل ہو جانے والا بھی زندہ بچ کر واپس نہیں آیا۔ اس کی لاش ہی آئی ہے اس لئے قاہرہ میں ان پہاڑیوں کو بلیک سرکل بھی کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر کرسٹائن اب اس بلیک سرکل میں چھپا ہوا ہے اور آپ نے وہاں جا کر اس کا خاتمہ کرنا ہے۔ یہ شاہ صاحب کا حکم ہے۔ میں نے ان سے آپ کی حفاظت کی بات کی تو انہوں نے فرمایا کہ عمران اپنی اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت بخوبی کر سکتا ہے۔ اسے ہدایات دینے کی ضرورت نہیں''...... کمال مطلوب نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اسے چھپنا بھی ایسی ہی جگہ چاہئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ قاہرہ تشریف لائیں تو میری رہائش گاہ حاضر ہے۔ مزید جو مدد ہو سکے گی وہ بھی میں کروں گا کیونکہ یہ بہت نیک کام ہے''۔ کمال مطلوب نے کہا۔

''آپ کا شکریہ۔ مشن کے دوران کسی کے گھر ٹھہرنا گھر والوں کے لئے مسائل پیدا کرتا ہے اس لئے ہم آپ کے پاس ٹھہر تو نہیں سکتے۔ البتہ ضرورت پڑنے پر فون پر باتیں کر لیا کریں گے۔ آپ اپنا فون نمبر بتا دیں''...... عمران نے کہا تو کمال مطلوب نے فون نمبر بتا دیا۔

''بے حد شکریہ۔ خصوصاً یہاں تشریف لا کر ملاقات کرنے کا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ نہیں۔ یہ میرے لئے سعادت کا باعث ہے۔ پھر شاہ صاحب کے حکم کی تعمیل تو بہرحال کرنا ہی تھی۔ اب مجھے اجازت دیں۔ طیارہ ایئر پورٹ موجود ہے اور ٹیکسی کو میں نے آپ کے فلیٹ کے نیچے روک رکھا ہے اور کل صبح میں نے ایک ضروری میٹنگ میں بھی شامل ہونا ہے''...... کمال مطلوب نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر عمران اسے فلیٹ کے نیچے موجود ٹیکسی تک چھوڑنے آیا اور پھر کمال مطلوب ہاتھ ہلاتا ہوا رخصت ہو گیا تو عمران واپس فلیٹ میں آ گیا۔ اس نے ڈرائینگ روم میں موجود چائے کے برتن اٹھا کر واپس کچن میں رکھے اور رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس۔ انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے مصر اور پھر قاہرہ کا رابطہ نمبر دیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد انکوائری آپریٹر نے دونوں نمبر بتا دیئے تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر کے آخر میں وہ نمبر پریس کر دیا جو کمال

مطلوب نے بتایا تھا۔

''یس۔ قاہرہ میوزیم''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈائریکٹر جنرل کمال مطلوب سے بات کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ڈائریکٹر جنرل کمال مطلوب صاحب کسی خصوصی کام کے لئے پاکیشیا ہی گئے ہیں۔ ابھی ان کی واپسی نہیں ہوئی''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ شکریہ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ عمران کے حلق سے یہ بات نہ اتر رہی تھی کہ جو کچھ کمال مطلوب نے خود یہاں آ کر کہا ہے یہ ساری بات چیت فون پر بھی ہو سکتی تھی اس لئے اس نے کنفرمیشن ضروری سمجھی تھی اور اب کنفرمیشن کے بعد اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ کمال مطلوب صاحب صرف شاہ صاحب کے حکم کی تعمیل کے لئے یہاں آئے ہیں۔ ویسے بھی شاہ صاحب کا درپردہ اس کے لئے حکم تھا کہ وہ ڈاکٹر کرسٹائن کے خلاف کام کرے اور عمران کو اچھی طرح تجربہ ہو چکا تھا کہ شاہ صاحب کا حکم نہ ماننے کے کیا نتائج نکلتے ہیں اس لئے اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس ڈاکٹر کرسٹائن کو ٹھکانے لگانا ضروری ہے۔ اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''رانا ہاؤس''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... جوزف کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

''طاغوتی طاقتوں کے خلاف مشن پر میرے ساتھ کام کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ شکریہ باس''...... دوسری طرف سے جوزف کی مسرت بھری آواز سنائی دی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو''...... عمران نے کہا۔

''اوہ آپ۔ پہلے یہ بتائیں کہ آپ نے دانش منزل آنا کیوں چھوڑ دیا ہے۔ اب بھی فون کر رہے ہیں''...... اس بار بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں گلہ کرتے ہوئے کہا۔

''میں طاغوتی طاقتوں کو دانش منزل کا راستہ نہیں دکھانا چاہتا کیونکہ ہمارے پاس دانش منزل میں بٹھانے کے لئے ایک ہی دانش ہے اور میں اسے بے دانش نہیں کرانا چاہتا۔ البتہ اب فون اس لئے کیا ہے کہ میں ان طاغوتی طاقتوں کے خلاف مشن پر کام کرنے کے لئے قاہرہ جا رہا ہوں۔ جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو ساتھ لے جاؤں گا۔ میں نے انہیں فون کرنے سے پہلے تمہیں

اس لئے فون کیا ہے کہ چونکہ یہ سرکاری مشن نہیں ہے اس لئے تم ان کی رخصت منظور کر لینا“...... عمران نے کہا۔

”آپ ان چاروں کے علاوہ اور کسے ساتھ لے جا رہے ہیں“۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”صرف جوزف کو کیونکہ وہ وہاں ہمارے بہت کام آئے گا“۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا میری گنجائش نکل سکتی ہے“...... بلیک زیرو نے بڑے التجاء بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں نے اس لئے طاغوتی طاقتوں کو دانش منزل کا راستہ نہیں دکھایا تھا۔ اب تم خود ان کے پاس جانا چاہتے ہو۔ فکر نہ کرو۔ ہماری عدم موجودگی میں بڑے ملکوں کی طاغوتی طاقتیں بھی یہاں آ سکتی ہیں اس لئے تمہارا شوق پورا ہو جائے گا“...... عمران نے کہا۔

”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ دعا ہی کر سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور کامیابی دے“...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”ارے۔ ارے۔ ابھی تم اتنے بوڑھے نہیں ہوئے کہ صرف دعاؤں تک محدود ہو جاؤ۔ ابھی تم نے دنیا میں بڑے بڑے کام کرنے ہیں۔ او کے۔ اللہ حافظ“...... عمران نے آمین کہنے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔

ڈاکٹر کرسٹائن اپنے محل کے مخصوص کمرے میں موجود تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر کرسٹائن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

”ڈائریکٹر جنرل قاہرہ میوزیم کمال مطلوب حاضری کی اجازت چاہتے ہیں“...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”بھجوا دو“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور کمال مطلوب اندر داخل ہوا۔ اس نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

”بیٹھو“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو کمال مطلوب میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”آپ کے حکم کے مطابق میں طیارہ چارٹرڈ کرا کر پاکیشیا پہنچا

اور ایئر پورٹ سے ٹیکسی لے کر میں سیدھا اس عمران کے فلیٹ پر پہنچ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور کو وہیں میں نے انتظار کرنے کا کہا اور خود سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گیا۔ عمران فلیٹ میں اکیلا تھا۔ وہ مجھے اپنے سٹنگ روم میں لے گیا اور خود ہی میرے لئے چائے بنا لایا۔ پہلے پہل تو اس کے چہرے پر شکوک و شبہات کی پرچھائیاں موجود تھیں لیکن جب میں نے شاہ صاحب کا حوالہ دیا تو اس کے چہرے سے تمام شکوک ختم ہو گئے''...... کمال مطلوب نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے عمران سے ہونے والی تمام گفتگو تفصیل سے بتا دی۔

''تو اب وہ لازماً بلیک سرکل پہنچے گا''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''یس سر۔ شاہ صاحب کا حکم وہ نہیں ٹال سکتا۔ یہی ہمارا مین پوائنٹ تھا''...... کمال مطلوب نے جواب دیا۔

''لیکن اگر اس نے شاہ صاحب سے پوچھ لیا تو سارا کھیل بگڑ جائے گا''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''ایسا نہیں ہو گا سر۔ اس کے پاس شاہ صاحب کے ساتھ رابطے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے''...... کمال مطلوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور اگر اس روشنی کی شخصیت کو علم ہو گیا اور اس نے اسے فون کر دیا تو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے اپنے خدشات بتاتے ہوئے کہا۔

''آقا۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ میں نے اس لئے صرف شاہ صاحب کہا تھا۔ ان کا نام نہیں لیا تھا اور شاہ کہلانے والے تو یہاں لاکھوں ہیں۔ ہاں اگر میں پورا نام لے لیتا تو لازماً انہیں معلوم ہو جاتا۔ اور ہاں آقا۔ یہ عمران اس قدر وہمی ہے کہ اس نے یہاں میوزیم میں فون کر کے کنفرم بھی کرایا ہے کہ میں واقعی کمال مطلوب ہوں اور میوزیم کا ڈائریکٹر جنرل ہوں''...... کمال مطلوب نے کہا۔

''یہی اس کی کامیابی کے بنیادی راز ہیں کہ وہ آسانی سے کسی پر اعتبار نہیں کرتا۔ اس لئے میں نے تمہیں وہاں بھجوایا تھا ورنہ میں کسی طاقت کو بھی بھجوا سکتا تھا''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''آپ نے درست کیا آقا۔ بہرحال اب وہ جلد ہی کسانا پہاڑیوں پر پہنچ جائے گا''...... کمال مطلوب نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''وہ مرنے کے لئے آئے گا اور بس۔ اب تم جا سکتے ہو''۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو کمال مطلوب ایک جھٹکے سے اٹھا اور سلام کر کے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

''انسانوں کی سب سے بڑی دشمن دولت ہوتی ہے جس کے لئے کتنے بڑے بڑے لوگ کٹھ پتلیوں کی طرح حرکت کرتے رہتے ہیں۔ صرف چند سکوں کی خاطر اپنا سب کچھ فراموش کر دیتے ہیں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر زور سے ہوا میں پھونک

ماری تو جیسے زمین سے کوئی چیز یکلخت فضا میں بلند ہوتی ہے اس
طرح کمرے میں ایک نوجوان لڑکی زمین سے اس طرح اوپر کو اٹھی
اور پلک جھپکنے میں وہ سامنے زمین پر کھڑی نظر آ رہی تھی۔ پھر وہ
ڈاکٹر کرسٹائن کے سامنے رکوع کے بل جھک گئی۔

"لوگی۔ عمران کو میں نے ٹریپ کر کے بلیک سرکل میں بلوایا
ہے۔ تم مجھے بتاؤ گی کہ مجھے اس سے بچنے اور اسے ہلاک کرنے
کے لئے کیا کیا کرنا ہو گا"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"آقا۔ آپ خواہ مخواہ اس عمران کو اس قدر اہمیت دے رہے
ہیں۔ اصل اہمیت اس کے ساتھیوں کو دیں۔ آپ کی دونوں طاقتیں
عمران کے ہاتھوں نہیں بلکہ عمران کے ساتھیوں کے ہاتھوں فنا ہوئی
ہیں اور اب بھی آپ کے لئے عمران کم اور اس کے ساتھی زیادہ
خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں"...... لوگی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو
ڈاکٹر کرسٹائن اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم نے واقعی چونکا دینے والی بات کی ہے۔ اس
کے ساتھیوں کو دیکھو اور مجھے بتاؤ کہ وہ کیا کر سکتے ہیں اور کس قدر
خطرناک ہیں۔ انہیں کیسے ہلاک کیا جا سکتا ہے"...... ڈاکٹر کرسٹائن
نے کہا۔

"آقا۔ عمران کا سب سے خطرناک ساتھی افریقی حبشی جوزف
ہے۔ وہ افریقہ کے وچ ڈاکٹروں کا پسندیدہ آدمی ہے۔ افریقہ کے
بڑے بڑے وچ ڈاکٹروں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے

ہیں۔ وہ یہاں بلیک سرکل میں عمران کا سب سے بڑا محافظ ہو گا اور
آپ کے لئے اور آپ کی طاقتوں کے لئے انتہائی خطرناک ہو گا۔
آپ کی دونوں بڑی طاقتوں کو بے بس کرنے والا بھی دراصل یہی
جوزف ہی ہے"...... لوگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اس کا خاتمہ کیسے کیا جا سکتا ہے"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے
پوچھا۔

"اس کے خاتمے کا ایک ہی طریقہ ہے آقا کہ اس پر کسی
خوفناک چیتے کا حملہ کرایا جائے جو طاقت نہ ہو بلکہ اصل چیتا ہو
لیکن وہ اچانک اس پر حملہ کر دے ورنہ یہ جوزف درخت پر چڑھ کر
بھی اپنے آپ کو بچا سکتا ہے"...... لوگی نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو پہلے اس پر کشناؤ کا چھڑکاؤ کرنا پڑے گا کیونکہ
کشناؤ کی تیز خوشبو چیتے کو میلوں دور سے کھینچ کر لے آتی ہے اور
چیتا اس شے کو قطعاً نہیں چھوڑتا۔ ٹھیک ہے۔ میری طاقتیں اس پر
کشناؤ کا چھڑکاؤ کر دیں گی اور پھر اس پر چیتا حملہ کر دے گا۔
ٹھیک ہے"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آقا۔ ایسا انتظام کریں کہ جوزف باقی ساتھیوں سے علیحدہ ہو
ورنہ یہ لوگ پلک جھپکنے میں اس چیتے کو گولیوں سے اڑا دیں گے"۔
لوگی نے کہا۔

"میں سمجھ گیا ہوں۔ تم فکر مت کرو۔ میں ایسا جال پھیلاؤں گا
کہ جوزف کا خاتمہ یقینی ہو جائے گا۔ البتہ اب اس عمران اور اس

کے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں بتاؤ''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''آقا۔ عمران کے ساتھ ایک عورت بھی آ رہی ہے جس کا نام جولیا ہے۔ یہ وہی جولیا ہے جس کے ذریعے آپ نے اس عمران کو ہلاک کرانے کی کوشش کی تھی اور اس کے جذباتی تعلق سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تھی لیکن الٹا آپ کی طاقت فنا کر دی گئی۔ یہ جولیا بھی بے حد تیز، ذہین اور خطرناک عورت ہے۔ اس عورت کے علاوہ عمران کے ساتھ تین مرد بھی آ رہے ہیں۔ ایک کا نام صفدر ہے، دوسرے کا نام کیپٹن شکیل اور تیسرے کا نام تنویر ہے۔ یہ تینوں بھی جولیا کی طرح انتہائی خطرناک ہیں۔ جوزف ان کے علاوہ ہے۔ یہ سب عمران کے لئے اپنی جانیں بھی دے سکتے ہیں اس لئے ان سب کو ایک ہی جگہ گھیر کر ختم کرنا ہو گا اور اس کا واحد طریقہ ہے کہ کسانا جنگل میں انہیں بوساؤ علاقے میں لے جایا جائے جہاں بوساؤ ان پر چاروں طرف سے اپنے انتہائی زہریلے تیروں سے حملہ کر دیں تو یہ لوگ ہلاک ہو سکتے ہیں''...... لوگی نے کہا۔

''تو پھر اس جوزف کو بھی اس طریقے سے کیوں نہ ہلاک کر دیا جائے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''آقا۔ جوزف افریقی ہے اور بوساؤ قبیلہ بھی افریقہ سے ہی یہاں کسانا آیا تھا اس لئے جوزف ان کی زبان اچھی طرح نہ

صرف سمجھتا ہے بلکہ بول بھی سکتا ہے۔ وہ ساتھ ہوا تو پھر بوساؤ قبیلہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کی بجائے آپ کے خلاف ان کی مدد کر سکتا ہے''...... لوگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ تم نے اچھے مشورے دیئے ہیں۔ اب آخر میں یہ بتاؤ کہ میں نے اپنی حفاظت کے لئے سوگام دلدل کے اندر پہاڑی غار میں رہنے کا فیصلہ کیا ہے جہاں تک اڑ کر تو پہنچا جا سکتا ہے ویسے نہیں اور یہ لوگ اڑ نہیں سکتے۔ دوسری بات یہ کہ اس دلدل پر کالی طاقتوں کا راج ہے۔ کیا میں محفوظ رہوں گا''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''آقا۔ کالی طاقتیں تو ان لوگوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی اس لئے کہ ان کے پاس روشن کلام موجود ہو گا۔ اس روشن کلام کے مقابل کالی طاقتیں اپنا وجود ہی برقرار نہیں رکھ سکتیں۔ البتہ سوگام دلدل اس قدر چوڑی اور خوفناک ہے کہ وہ اسے کسی صورت پار نہیں کر سکتے۔ چنانچہ آپ وہاں محفوظ رہیں گے لیکن ایک شرط ہے کہ جس خصوصی کشتی کے ذریعے آپ اس دلدل کو پار کریں گے اسے واپس نہ بھجوائیں ورنہ وہ اس کشتی کے ذریعے آپ تک آسانی سے پہنچ جائیں گے''...... لوگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اس کا خصوصی خیال رکھوں گا''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''تو پھر مطمئن ہو جائیں آقا۔ کامیابی آپ کو ہی ملے گی بشرطیکہ

آپ نے یہ تین کام کر لئے۔ اس جوزف کو چیتے سے لڑوا دیا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں پر زہریلے تیر برسوا دیئے اور دلدل میں چلنے والی خصوصی کشتی ان لوگوں کے ہاتھ نہ لگنے دی۔ تب''...... لوگی نے کہا۔

''ایک بات بتاؤ۔ جب عمران اور اس کے ساتھی زہریلے تیروں سے ہلاک ہو جائیں گے تو پھر وہ دلدل تک کیسے پہنچ سکتے ہیں''۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''آقا۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ سینکڑوں ہزاروں بار یہ اس سے بھی زیادہ خطرناک حالات میں پھنس چکے ہیں لیکن زندہ اور صحیح سلامت نکل آئے ہیں اس لئے آخری لمحے تک ان سے بچاؤ کا سوچتے رہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ بچ جائیں اور دلدل تک پہنچ جائیں اس لئے خیال رکھنا آقا۔ جب تک یہ واقعی ہلاک نہ ہو جائیں اس وقت تک مطمئن نہ ہونا''...... لوگی نے جواب دیا۔

''اگر یہ بچ کر دلدل تک پہنچ گئے اور آگے نہ بڑھ سکے تو میں وہاں کب تک بیٹھا رہوں گا۔ مجھے پھر بھی تو انہیں ہلاک کرانا ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے چند لمحوں تک خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''یہ ہر صورت میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ کس طرح یہ میں نہیں جانتی لیکن ان کا مزاج اور سوچ ایسی ہے کہ یہ پیچھے ہٹنا جانتے ہی نہیں اس لئے اول تو یہ دلدل میں ہی دھنس کر ہلاک ہو

جائیں گے۔ دوسری صورت میں آپ پہاڑیوں پر بوساؤ قبیلے کے پچاس ساٹھ افراد چٹانوں کے پیچھے چھپا دیں۔ جیسے ہی یہ لوگ پہاڑیوں کے قریب آئیں وہ اچانک ان پر زہریلے تیر برسا دیں۔ اس طرح یہ یقینی طور پر ہلاک ہوجائیں گے''...... لوگی نے کہا تو اس بار ڈاکٹر کرسٹائن کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

''تم واقعی بے حد عقلمند ہو لوگی۔ تم نے جو کچھ بتایا ہے اس پر عمل کر کے میں یقیناً کامیاب رہوں گا۔ اب تم جا سکتی ہو''۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو لوگی نے سلام کیا اور پھر یکلخت اس طرح زمین میں اتر گئی جیسے سیڑھیاں اتر رہی ہو۔

''عمران صاحب۔ ہماری یہاں آمد کا علم تو اس ڈاکٹر کرسٹائن کو ہو گیا ہو گا''...... صفدر نے کہا تو عمران سمیت سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت تھوڑی دیر پہلے پاکیشیا سے قاہرہ پہنچا تھا اور اس وقت وہ قاہرہ کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھے۔

''ظاہر ہے۔ وہ طاغوتی طاقتوں کا سربراہ ہے اور یہ طاغوتی طاقتیں یہاں یقیناً نگرانی کر رہی ہوں گی''...... جولیا نے کہا۔

''کیوں جوزف۔ کیا واقعی ہماری نگرانی ہو رہی ہے''...... عمران نے خاموش بیٹھے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں باس۔ یہ بدروحیں یقیناً ایسا کر رہی ہوں گی لیکن وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں کیونکہ میں نے یہاں آنے سے پہلے اس کا توڑ کر لیا ہے''...... جوزف نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے

ہوئے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

''کیا توڑ کیا ہے تم نے''...... عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ بدروحوں کے سب سے بڑے وچ ڈاکٹر کاکاشی نے میری کمر پر تھپکی دی تھی. اس لئے میں نے یہاں آنے سے پہلے کاکاشی سے رابطہ کیا تو اس نے ایک بار پھر میری کمر پر تھپکی دی اور مجھے بتایا کہ یہ طاقتیں تمہارے خلاف ایک خوفناک منصوبہ بنا رہی ہیں جس سے تم اپنی پھرتی اور طاقت سے بچ سکتے ہو اور ان کی نگرانی سے بچنے کے لئے سوجاکی کی آنکھ اپنے پاس رکھو۔ جس کے پاس سوجاکی کی آنکھ ہوتی ہے اس کو نہ بدروحیں دیکھ سکتی ہیں اور نہ ہی اچھی روحیں اور اس سوجاکی کی آنکھ سے پانچ سو گز چاروں طرف بھی اندھیرا چھا جاتا ہے اور بدروحیں اس دائرے کے اندر کسی کو نہیں دیکھ سکتیں۔ چنانچہ میں نے سوجاکی کی آنکھ حاصل کر لی ہے اور وہ اس وقت بھی میری جیب میں ہے اس لئے باس، طاقتیں اور بدروحیں اب ہمیں نہ دیکھ سکتی ہیں اور نہ ہی ہمارے درمیان ہونے والی باتیں سن سکتی ہیں۔ البتہ اگر آپ سوجاکی کے دائرے سے باہر چلے جائیں تو وہ نہ صرف آپ کو دیکھ لیں گی بلکہ آپ کی باتیں بھی سن لیں گی''...... جوزف نے بڑے یقین اور بااعتماد لہجے میں کہا۔

''یہ سوجاکی کیا کسی انسان کا نام ہے یا جانور کا''...... عمران نے

پوچھا۔

''سوجاکی کالے جنگل میں رہتا ہے۔ اس کا رنگ بھی سیاہ ہوتا ہے اس لئے کوئی اسے دیکھ نہیں سکتا لیکن یہ سب کو دیکھتا ہے''۔ جوزف نے جواب دیا۔

''مجھے اب یاد آ گیا ہے۔ افریقی زبان میں سوجاکی خرگوش کو کہتے ہیں۔ کیا واقعی''...... عمران نے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم کہ خرگوش کیا ہوتا ہے لیکن سوجاکی کو میں جانتا ہوں''...... جوزف نے جواب دیا۔

''اس کا حلیہ بتاؤ''...... عمران نے کہا تو جوزف نے جو حلیہ بتایا وہ سو فیصد خرگوش کا ہی تھا۔

''سیاہ رنگ کا خرگوش تو نایاب ہوتا ہے۔ یہ تمہیں کہاں سے مل گیا''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ میں ایک بار چڑیا گھر گیا تھا کیونکہ مجھے بتایا گیا تھا کہ چڑیا گھر میں افریقی شیروں کا ایک جوڑا ہی باقی ہے۔ میں انہیں دیکھنے گیا تھا لیکن یہ جوڑا ان شیروں کا نہیں تھا جو افریقہ کے وسطی جنگلات میں ہوتے ہیں۔ وہ شیر دنیا کے خطرناک ترین شیر سمجھے جاتے ہیں۔ انہیں لانے والا چڑیا گھر کا افسر مجھے ان کے بارے میں بتانے لگا تو میں نے اسے بتایا کہ تم کبھی افریقہ گئے ہو تو وہ بہت حیران ہوا۔ پھر وہ مجھے اپنے دفتر میں لے گیا۔ وہاں افریقہ کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کے

پاس سیاہ رنگ کے افریقی نایاب سوجاکیوں کے چار جوڑے موجود ہیں۔ اس پر میں بھی حیران ہوا کیونکہ سیاہ سوجاکی واقعی افریقہ میں بھی بہت کم ملتا ہے۔ پھر اس آفسر نے مجھے وہ چاروں جوڑے دکھائے۔ میں انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا تو اس افسر نے میری خوشی دیکھ کر مجھے آفر کی کہ ایک جوڑا میں تحفے میں اس سے لے سکتا ہوں لیکن میں باس کی اجازت کے بغیر اسے رانا ہاؤس میں نہ رکھ سکتا تھا اس لئے میں نے اس سے وعدہ لے لیا کہ میں جب چاہوں گا سیاہ سوجاکیوں کا ایک جوڑا لے جاؤں گا اور باس، بھلے آدمی نے وعدہ کر لیا۔ ایک ماہ پہلے یہ بات ہوئی تھی۔ پھر جب مجھے وچ ڈاکٹر کاکاشی نے سیاہ سوجاکی کی آنکھ کے بارے میں بتایا تو میں چڑیا گھر گیا۔ اس آدمی سے ملا اور اسے وعدہ یاد دلایا تو اس نے اپنے وعدے کے مطابق جوڑا لے جانے کا کہا لیکن میں نے نر سوجاکی لیا اور اسے رانا ہاؤس لا کر ذبح کیا اور پھر اس کی آنکھ سنبھال کر رکھ لی اس لئے اب نہ ہی یہ طاقتیں ہماری نگرانی کر سکتی ہیں اور نہ ہی ہماری آوازیں سن سکتی ہیں۔ پانچ سو گز کے دائرے کے اندر۔ لیکن باس۔ وچ ڈاکٹر کاکاشی کے مطابق سوجاکی کی آنکھ کا یہ اثر صرف جنگل سے باہر ہو گا جنگل کے اندر نہیں۔ وہاں سوجاکی کی آنکھ خود سو جاتی ہے''...... جوزف نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ جوزف۔ میں اس بات پر بے حد پریشان تھا کہ ہم

کسانا پہاڑیوں کے لئے جو منصوبہ بندی کریں گے وہ ڈاکٹر کرسٹائن تک اس کی طاغوتی طاقتوں کے ذریعے پہنچ جائے گی اور وہ اس کا توڑ کر لے گا لیکن تم نے سوجا کی کی آنکھ اپنے پاس رکھ کر مجھے اس الجھن سے نکال دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ کو اس بات پر یقین آ گیا ہے۔ کیا ایسا ممکن ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''افریقہ کو ایسے ہی سربستہ رازوں کی سرزمین نہیں کہا جاتا۔ افریقہ واقعی رازوں کی سرزمین ہے اور جوزف کبھی غلط بات نہیں کرتا اس لئے جوزف نے جو کچھ کہا ہے مجھے اس پر مکمل یقین ہے''۔ عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے کسانا پہاڑیوں کے بارے میں کیا چیکنگ کی ہے۔ کیا آپ کو صرف اتنا ہی معلوم ہے جتنا اس کمال مطلوب نے آپ کو بتایا ہے یا آپ نے خود بھی ریسرچ کی ہے''۔ خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں نے پاکیشیا سے روانگی سے قبل اس کسانا پہاڑیوں پر بھی ریسرچ کی تھی کیونکہ کمال مطلوب کے مطابق یہی ہمارا ٹارگٹ ہے۔ یہ علاقہ واقعی انتہائی خطرناک پہاڑیوں پر مشتمل ہے جن پر انتہائی گھنے جنگلات موجود ہیں اور وہاں خطرناک درندے بھی موجود ہیں۔ گو ان کی تعداد خاصی کم ہے لیکن پھر بھی وہ موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ان پہاڑیوں پر ایک وحشی قبیلہ بھی رہتا ہے جس کا نام

بوساؤ قبیلہ ہے۔ یہ قبیلہ انتہائی زہریلے تیروں کا استعمال عام کرتا ہے اور یہ تیر اس قدر زہریلے ہوتے ہیں کہ ان کی نوک بھی اگر کسی انسانی جسم کو چھو جائے تو زہر انسانی جسم میں پھیل جاتا ہے اور وہ انتہائی اذیتناک موت مرتا ہے۔ اس کے علاوہ کسانا پہاڑیوں کے درمیان ایک وسیع وادی ہے جس میں ایک خوفناک دلدل ہے۔ یہ دلدل ایک وسیع دائرے کی صورت میں ہے اور اس کے درمیان ایک پہاڑی ہے۔ یہ دلدل ناقابل عبور ہے۔ اس پہاڑی تک صرف اڑ کر ہی پہنچا جا سکتا ہے۔ اس پہاڑی کے اندر بوساؤ قبیلے کا عبادت خانہ ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بوساؤ قبیلے کے آباؤ اجداد سے آج تک ایسی کشتی ہر دور میں تیار کی جاتی ہے جو اس دلدل پر اس طرح پھسلتی ہے جیسے پانی پر کشتی چلتی ہے۔ بوساؤ قبیلہ عبادت کے لئے اسی کشتی کے ذریعے اس پہاڑی پر جاتا ہے اور واپس آتا ہے''...... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ ڈاکٹر کرسٹائن وہاں کہاں ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''میرا اندازہ ہے کہ وہ اس عبادت خانے میں ہو گا کیونکہ خصوصی کشتی کو غائب کر دیا جائے تو اس پہاڑی تک پہنچنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہیلی کاپٹر کے ذریعے تو اس پہاڑی پر پہنچا جا سکتا ہے''۔ خاموش بیٹھے تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ پہنچا جا سکتا ہے لیکن ہیلی کاپٹر وہاں اتارنے کی کوئی جگہ نہیں کیونکہ اس پہاڑی کی ساخت ہی ایسی ہے کہ وہاں کسی طرح کوئی ہیلی کاپٹر نہیں اتر سکتا۔ البتہ ہیلی کاپٹر سے پیراشوٹ کے ذریعے نیچے اترا جا سکتا ہے لیکن بوساؤ قبیلے کے زہریلے تیر اپنا کام جائیں گے۔ وہ اپنے عبادت خانے کو محفوظ رکھنے کے لئے اس تک جانے کی کسی کو اجازت نہیں دیتے''...... عمران نے کہا۔

''پھر ڈاکٹر کرسٹائن کو کیسے اجازت مل سکتی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ڈاکٹر کرسٹائن عام آدمی نہیں ہے۔ اس کے تحت لاکھوں طاغوتی طاقتیں ہیں اور بوساؤ قبیلے کے لوگ اس سے یقیناً خوفزدہ رہتے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو کیسے یقین ہے کہ ڈاکٹر کرسٹائن وہاں موجود ہوگا۔ کیا کوئی اطلاع ہے آپ کے پاس''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے پاکیشیا سے روانگی سے پہلے یہاں قاہرہ کی ایک پارٹی کو فون پر اس کام کے لئے انگیج کیا تھا۔ اس نے مجھے اطلاع دی ہے کہ چیک پوسٹ سے اسے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر کرسٹائن دو روز پہلے پہاڑیوں پر گیا تھا اور ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی۔ چیک پوسٹ سے اس پارٹی کو مزید اطلاع یہ بھی ملی ہے کہ ڈاکٹر کرسٹائن پہلے بھی یہاں آتا جاتا رہتا ہے۔ وہ بوساؤ قبیلے کے ہاں ٹھہرتا ہے اور کئی کئی روز یہاں گزارتا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''تم صرف باتیں ہی کرتے رہو گے یا کوئی عملی اقدام بھی کرو گے''...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے یکلخت جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہاری جھلاہٹ اپنی جگہ درست ہے لیکن میں نے ایک خصوصی جیپ کا بندوبست کیا ہے اور اس چیک پوسٹ سے اندر جانے کے لئے خصوصی اجازت نامہ بھی حکومت کی طرف سے ہمیں مل جائے گا اور مجھے اس کا انتظار ہے''...... عمران نے کہا تو تنویر نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اب عمران کے حرکت میں نہ آنے کی وجہ اس کی سمجھ میں آ گئی ہو اور عمران کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

پہاڑی چٹانوں سے بنے ہوئے بڑے سے کمرے کی عقبی دیوار کے ساتھ لکڑی کا بنا ہوا ایک تخت موجود تھا جس پر شیر اور چیتے کی کھالیں بچھی ہوئی تھیں۔ اس تخت پر ڈاکٹر کرسٹائن آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سوٹ کی بجائے عام لباس پہنا ہوا تھا۔ سر پر سیاہ رنگ کی چار کونوں والی مخصوص ٹوپی تھی۔ یہ ٹوپی طاغوتی طاقتوں کی سربراہی کی نشاندہی کرتی تھی اور اس کا تعلق شیطان کے دربار سے تھا اور وہیں سے ہی یہ ٹوپی ڈاکٹر کرسٹائن کو دی گئی تھی۔ اس کمرے کی دیواروں پر جلتی ہوئی دو مشعلیں لٹکی ہوئی تھیں جن کی وجہ سے کمرے میں خاصی روشنی تھی۔ ڈاکٹر کرسٹائن کی آنکھوں پر ہر وقت موجود رہنے والی سیاہ شیشوں والی مخصوص عینک اس وقت بھی موجود تھی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے زانوؤں پر رکھے ہوئے تھے۔ اس کی نظریں سامنے کی وسیع و عریض دیوار پر

جمی ہوئی تھیں جس پر روشنی کا ایک دائرہ انتہائی تیز رفتاری سے گھوم رہا تھا۔

چند لمحوں بعد یہ دائرہ پھیلتا چلا گیا اور پھر اچانک اس پر ایک عجیب سا پرندہ نظر آنے لگا جو بری طرح پھڑ پھڑا رہا تھا۔ چند لمحوں تک پھڑ پھڑانے کے بعد وہ پرندہ اس طرح دیوار سے نکل کر فرش پر گرا جیسے کوئی زخمی پرندہ درخت سے نیچے گرتا ہے لیکن نیچے گرتے ہی وہ یکلخت اوپر کو اٹھا اور دوسرے لمحے وہاں ایک ٹھگنے قد کا گورا چٹا نوجوان کھڑا تھا جس کی آنکھیں انسانی آنکھوں سے الٹ یعنی دائیں بائیں ہونے کی بجائے اوپر نیچے کی طرف تھیں جس کی وجہ سے اس کا چہرہ انتہائی بدہیئت اور مکروہ سا نظر آ رہا تھا۔ یہ نوجوان تخت کے سامنے رکوع کے بل جھک گیا۔

''ہاپر حاضر ہے آقا''...... اس نوجوان نے رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھی ہماری طاغوتی طاقتوں کو نہ نظر آ رہے ہیں اور نہ ہی ہماری طاقتیں ان کے درمیان ہونے والی باتیں سن سکتی ہیں حالانکہ یہ لوگ قاہرہ کے ایک ہوٹل میں موجود ہیں۔ ہم نے اس لئے تمہیں بلایا ہے کہ تم ہمیں اس کی وجہ بتاؤ کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے اور اس کا توڑ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ وہ لوگ یقیناً ہمارے خلاف سازشیں کر رہے ہوں گے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے تیز اور اونچی آواز میں کہا۔

''آقا۔ اس عمران کا ساتھی جوزف جو افریقی ہے یہ سب کچھ اس کا کیا دھرا ہے۔ اس نے بدروحوں کے افریقی عامل وچ ڈاکٹر سے اس بارے میں ترکیب پوچھی تو اس نے اسے بتا دیا کہ سوجا کی کی آنکھ اپنے پاس رکھو اور اس نے سیاہ سوجا کی حاصل کر کے اس کی آنکھ جیب میں رکھ لی۔ اس کی وجہ سے آپ کی طاقتیں نہ انہیں دیکھ سکتی ہیں اور نہ ہی ان کی باتیں سن سکتی ہیں''...... ہاسپر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ سوجا کی کیا ہوتا ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے چونک کر کہا۔

''یہ سیاہ رنگ کا نایاب نسل کا خرگوش ہے۔ افریقہ میں سوجا کی خرگوش کو کہا جاتا ہے''...... ہاسپر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو یہ ہمارے لئے انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے۔ وہ ہمارے سروں پر پہنچ جائیں گے اور ہمیں معلوم ہی نہ ہو گا۔ اس کا فوری طور پر کوئی توڑ بتاؤ''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ فکر نہ کریں آقا۔ جیسے ہی یہ لوگ جنگل کی حدود میں داخل ہوں گے سوجا کی کی آنکھ کا طلسم ختم ہو جائے گا اور آپ کی طاقتیں نہ صرف انہیں دیکھ سکیں گی بلکہ ان کے درمیان ہونے والی باتیں بھی سن سکیں گی لیکن آپ کی طاقتیں یا کالی طاقتیں ان کے خلاف براہ راست کوئی کارروائی نہ کر سکیں گی۔ البتہ آپ نے ان کے خلاف جو جال بچھائے ہیں وہ کامیاب ہو سکتے ہیں''...... ہاسپر

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ لیکن تم اگر مزید کوئی مشورہ دے سکتے ہو تو دو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''آقا۔ اس افریقی جوزف کو اگر ہلاک کر دیا جائے تو ان کی آدھی طاقت ختم ہو جائے گی کیونکہ یہ افریقہ کا خاص آدمی ہے اور یہ آپ سب کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اسے آپ ٹیم سے علیحدہ کر کے ہلاک کر سکتے ہیں لیکن یہ علیحدہ ہو گا نہیں''...... ہاسپر نے کہا تو خاموش بیٹھا ڈاکٹر کرسٹائن اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

''پھر تو مسئلہ بن جائے گا۔ ہم تو اسے علیحدہ کر کے اس پر کشناؤ کا چھڑکاؤ کرانے اور پھر اسے کسی چیتے کے حملے سے ہلاک کرانے کا منصوبہ بنائے ہوئے ہیں۔ اگر یہ علیحدہ نہیں ہو گا تو اس کے باقی ساتھی چیتے پر فائر کھول کر اسے ہلاک بھی کر سکتے ہیں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''آپ کو اس بارے میں باخبر طاقت لوگی نے بتایا تھا اور آپ نے اس سے کہا تھا کہ آپ ایسا کرنے کے لئے کوئی جال بچھائیں گے۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ کے ذہن میں کیا جال ہے تا کہ میں دیکھ سکوں کہ کیا آپ کا جال جوزف کو پھنسانے میں کامیاب بھی ہو سکے گا کہ نہیں''...... ہاسپر نے کہا۔

''میں نے تو یہ سوچا تھا کہ جیسے ہی یہ لوگ چیک پوسٹ کراس

کر کے جنگل میں داخل ہوں گے میں ان کی جیپ یا جو بھی سواری
ہوئی اسے اپنی طاقتوں کے ذریعے اس انداز میں خراب کرا دوں گا
کہ اس میں پانی ڈالے بغیر یہ چل نہ سکے گی اور پانی لانے کے
لئے لامحالہ جوزف کو ہی بھیجا جائے گا۔ پانی کا چشمہ وہاں سے کچھ
فاصلے پر گھنے جنگل میں ہے۔ جوزف جیسے ہی پانی لانے کے لئے
روانہ ہو گا میری طاقتیں درختوں کے اوپر سے اس پر کشناؤ کا
چھڑکاؤ کر دیں گی اور پھر جب وہ چشمے کے قریب پہنچے گا تو وہاں
موجود خوفناک چیتے اس پر اچانک ٹوٹ پڑیں گے اور اسے چیر پھاڑ
کر رکھ دیں گے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''ہاں۔ آپ کا یہ جال کامیاب رہے گا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ
خوفناک چیتے نے اچانک جوزف پر حملہ کر دیا ہے۔ آپ کا جال
واقعی کامیاب رہے گا''...... ہاسپر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا تم دیکھ کر بتا سکتے ہو کہ جوزف ہلاک ہو گا یا نہیں''۔ ڈاکٹر
کرسٹائن نے کہا۔

''آقا۔ میں نتیجہ نہیں دیکھ سکتا۔ باقی میں سب کچھ دیکھ سکتا
ہوں''...... ہاسپر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چلو یہ بتاؤ کہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر بوساؤ قبیلے کے
زہریلے تیر برستے ہیں یا نہیں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''ہاں آقا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بیس کے قریب بوساؤ قبیلے کے
لوگ عمران اور اس کے ساتھیوں کی جیپ پر زہریلے تیر برسا رہے

ہیں۔ ان میں ان کا سردار لوگمبا بھی شامل ہے جس کے سر پر سرخ
پر ہے اور وہ مجھے صاف نظر آ رہے ہیں''...... ہاسپر نے کہا تو ڈاکٹر
کرسٹائن کے چہرے پر مسرت کا بھرپور تاثر ابھر آیا۔

''اور کچھ دیکھ رہے ہو تم''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''ہاں۔ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو دلدل کے کنارے
کھڑے دیکھ رہا ہوں''...... ہاسپر نے کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن بے اختیار
چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ اس کا تو مطلب ہے کہ وہ بوساؤ قبیلے
کے زہریلے تیروں سے بچ کر یہاں تک پہنچ جائیں گے''...... ڈاکٹر
کرسٹائن نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں آقا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے گرد پورا بوساؤ قبیلہ
موجود ہے۔ پورے قبیلے نے انہیں گھیر رکھا ہے''...... ہاسپر نے کہا۔

''کیا وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہیں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے
پوچھا۔

''نہیں آقا۔ وہ ان کے گھیرے میں بس ہیولے سے نظر آ
رہے ہیں''...... ہاسپر نے کہا۔

''اوہ۔ پھر وہ یقیناً ہلاک ہو چکے ہوں گے اور بوساؤ قبیلہ انہیں
اپنے رواج کے مطابق اس دلدل میں پھینکنے کے لئے وہاں اکٹھا ہو
گا۔ ٹھیک ہے۔ تم نے اچھی خبر دی ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے
کہا۔

''ہاں آقا۔ ایسا ہی ہو گا۔ ویسے بھی یہ لوگ کسی طرح بھی دلدل کو پار نہیں کر سکتے کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ کشتی آپ نے یہاں رکھی ہوئی ہے اور دوسری کشتی موجود ہی نہیں ہے''...... ہاسپر نے کہا۔

''وہ چاہیں بھی تو دوسری کشتی نہیں بنا سکتے کیونکہ اس کشتی کے پیندے میں جس جانور کی چربی لگائی جاتی ہے اس جانور کی نسل اس جنگل میں ناپید ہو چکی ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''مبارک ہو آقا۔ آخرکار فتح آپ کی اور شیطان کی ہی ہو گی''۔ ہاسپر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب تم جا سکتے ہو۔ تم سے باتیں کر کے بے حد مسرت ہوئی ہے۔ میں بڑے آقا کے دشمنوں کو یقیناً ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو ہاسپر نے رکوع کے بل جھک کر سلام کیا اور پھر وہ یکلخت ہوا میں اچھلا اور دوسرے لمحے وہ پرندے کے روپ میں آ چکا تھا۔ چند لمحے فرش پر پھڑپھڑانے کے بعد وہ اچھلا اور دیوار میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد دیوار پر موجود روشنی بھی غائب ہو گئی اور ڈاکٹر کرسٹائن نے بے اختیار ایک طویل اطمینان بھرا سانس لیا۔ اب اس کے چہرے پر بھی اطمینان کی جھلکیاں نمایاں تھی۔

بڑی اور طاقتور انجن کی حامل جیپ تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کسانا پہاڑیوں کی طرف جانے والی سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹوں پر صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل موجود تھے جبکہ سب سے آخر میں جوزف بیٹھا ہوا تھا۔ یہ جیپ عمران نے خصوصی طور پر جنگل اور پہاڑی راستوں کے لئے خریدی تھی۔

''عمران صاحب۔ جوزف نے کہا تھا کہ سوجا کی کی آنکھ صرف شہر میں کام کرتی ہے جنگل میں نہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم جنگل میں ان طاقتوں کے سامنے ہر طرح سے اوپن ہو جائیں گے''۔ صفدر نے کہا۔

''تو پھر کیا ہوا۔ یہ طاقتیں ویسے بھی تو ہمیں دیکھتی رہی ہوں گی۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے

کہا۔

''وہ ہمارے خلاف لازماً کوئی نہ کوئی وار کرنے کی کوشش کریں گی۔ خاص طور پر غیر ماورائی وار''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق طاغوتی طاقتیں صرف گمراہ کرنے کی حد تک محدود ہیں جبکہ کالی طاقتیں انسانوں کو براہ راست جسمانی نقصان بھی پہنچا سکتی ہیں اور یہ دونوں طاقتیں شیطان اور اس کی ذریات کے تحت کام کرتی ہیں اس لئے میں نے پاکیشیا سے روانگی سے پہلے روشن کلام لکھ کر اپنے پاس رکھ لیا تھا اور تمہیں بھی دے دیا تھا۔ اس روشن کلام کی موجودگی میں نہ کالی طاقتیں اور نہ ہی طاغوتی طاقتیں کوئی بھی ہم پر براہ راست وار نہیں کرسکتیں۔ اندھیرا روشنی پر وار نہیں کرسکتا۔ روشنی کی موجودگی میں اندھیرا خودبخود نابود ہو جاتا ہے۔ باقی رہی ڈاکٹر کرسٹائن کی ہلاکت تو ہمیں اپنے انداز میں کام کرنا ہوگا۔ عام انداز میں جیسے ہم کسی مجرم کے خلاف کرتے ہیں''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد جیپ کسانا پہاڑیوں کے آغاز میں بنی ہوئی چیک پوسٹ پر پہنچ گئی تو عمران نے جیپ روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ چیک پوسٹ کے ایک بڑے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ یہاں مسلح محافظ باہر موجود تھے۔ کمرے میں ایک مقامی آدمی موجود تھا۔ عمران کے اندر داخل ہوتے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

''میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

''میرا نام بشر مسلم ہے جناب۔ تشریف رکھیں۔ آپ کی آمد کی اطلاع ہمیں مل چکی ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے آپ اپنے ساتھیوں سمیت کئی روز تک کسانا پہاڑیوں میں رہیں گے''...... بشر مسلم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہمارا پروگرام یہی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ پورا علاقہ انتہائی خطرناک ہے۔ کیا آپ نے اس بارے میں مکمل معلومات حاصل کر لی ہیں''...... بشر مسلم نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہمیں سب معلوم ہے۔ ہم نے اس کے نقشے اور ویڈیو فلمیں دیکھی ہیں۔ آپ بے فکر رہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''جناب۔ صرف دو باتیں میں آپ کو خصوصی طور پر بتانا چاہتا ہوں تاکہ آپ کسی انہونی سے محفوظ رہ سکیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں بسنے والا بوساؤ قبیلہ زہریلے تیر استعمال کرتا ہے۔ تیروں کی نوکوں پر جو زہر لگا ہوتا ہے اسے بوساؤ زہر کہتے ہیں جو دنیا کا سب سے خطرناک زہر سمجھا جاتا ہے لیکن ہماری حکومت نے سیاحوں کو اس زہر سے بچانے کے لئے اس زہر پر نہ صرف ریسرچ کی ہے بلکہ اس کا توڑ بھی نکال لیا ہے۔ یہ توڑ گولیوں کی شکل میں ہے۔

اس کا نام اینٹی بوساؤ پوائزن ہے۔ ایک گولی ایک ہفتے تک اس زہر سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ کیا آپ نے یہ گولیاں خرید لی ہیں یا نہیں''...... بشر مسلم نے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''اوہ نہیں۔ میں تو یہ سن ہی آپ سے رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر میں یہ گولیاں آپ کو دے سکتا ہوں۔ ان کا خاصا بڑا سٹاک یہاں موجود ہے۔ آپ کے ساتھ اور کتنے آدمی ہیں''۔ بشر مسلم نے کہا۔

''میرے ساتھ مزید چار مرد اور ایک خاتون ہے''...... عمران نے کہا تو بشر مسلم نے میز کی سائیڈ میں موجود بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک محافظ اندر داخل ہوا۔

''ابوالخیر سٹاک سے اینٹی پوائزن کا پورا پتہ لے آؤ اور ساتھ ہی بل بھی''...... بشر مسلم نے آنے والے سے کہا۔

''یس سر''...... آنے والے نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''کیا یہ گولیاں شہر کے ہر میڈیکل سٹور سے مل جاتی ہیں''۔ عمران نے پوچھا۔

''یس سر۔ عام پوائزن کے خلاف بھی یہ کام کرتی ہیں لیکن خصوصی طور پر بوساؤ پوائزن کے خلاف کام کرنے کے لئے انہیں تیار کیا گیا ہے''...... بشر مسلم نے جواب دیا۔ چند لمحوں بعد محافظ

دوبارہ اندر آیا تو اس کے ایک ہاتھ میں پیکڈ گولیوں کا ایک پتہ تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں بل تھا۔ اس نے پتہ اور بل عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے پہلے گولیوں کا پتہ اٹھا کر اسے غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ اس پر نہ صرف دوا کا نام بلکہ کمپنی کا نام اور ایکسپائر ڈیٹ سب کچھ چھپا ہوا تھا۔ گولیوں کی تعداد چھ تھی۔ عمران نے بل دیکھا تو رقم خاصی بڑی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ گولیاں خاصی مہنگی تھیں لیکن عمران نے ایک بڑا نوٹ نکال کر میز پر رکھ دیا۔

''باقی رقم آپ اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اتنی بڑی رقم۔ نہیں جناب''...... بشر مسلم نے کہا۔

''میں اپنی خوشی سے دے رہا ہوں۔ میری اور میرے ساتھیوں کی طرف سے شہر جا کر دعوت کھا لیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ''...... بشر مسلم نے کہا اور بڑی مالیت کا نوٹ اٹھا کر جیب میں رکھ لیا جبکہ محافظ پہلے ہی واپس جا چکا تھا۔ عمران نے گولیوں کا پتہ اور بل اٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔

''یہ بوساؤ قبیلہ اس دور میں بھی گنوں کی بجائے تیر استعمال کرتا ہے۔ کیا ایسا وہ خود کرتے ہیں یا آپ کلچر کو محفوظ رکھنے کے لئے ان سے ایسا کراتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب کچھ وہ اپنی مرضی سے کرتے ہیں جناب ورنہ حکومت کو کیا ضرورت ہے ایسی ادویات بنانے کی۔ اگر آپ کو دلچسپی ہو تو اس قبیلے کی ہسٹری، رسم و رواج اور رہن سہن پر حکومت نے سیاحوں کی سہولت کے لئے ایک کتاب بھی شائع کی ہے۔ وہ آپ پڑھ لیں''...... بشر مسلم نے کہا اور میز کی دراز کھول کر اس نے ایک کتابچہ نکالا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''اس کی قیمت''...... عمران نے کتابچے کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ سیاحوں کے لئے مفت ہے جناب''...... بشر مسلم نے کہا۔

''شکریہ''...... عمران نے کہا اور کتابچہ تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا۔

''یہاں سیاحوں کی آمد کثیر تعداد میں ہوتی ہے یا کم ہوتی ہے''۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''سیاح آتے رہتے ہیں لیکن وہ قریب کے محفوظ علاقوں تک ہی محدود رہتے ہیں۔ البتہ کئی آگے بھی جاتے ہیں لیکن پھر ہمارا آدمی ساتھ جاتا ہے۔ بوساؤ قبیلے سے حکومت کا معاہدہ ہے کہ جب تک ہمارا آدمی ساتھ ہوگا تو ان پر وہ لوگ تیر نہیں برسائیں گے۔ ویسے آپ اگر چاہیں تو میں آپ کے ساتھ اپنا آدمی بھیج سکتا ہوں۔ لیکن''...... بشر مسلم بات کرتے کرتے رک گیا۔

''لیکن کیا''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''اس لئے کہ آپ کو حکومت سے باقاعدہ دلدل تک جانے کا خصوصی اجازت نامہ حاصل کرنا ہوگا''...... بشر مسلم نے جواب دیا۔ وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں اپنے طور پر یہاں کی سیاحت کرنی ہے اور ہم کوشش کریں گے کہ غیر محفوظ علاقے میں نہ جائیں''...... عمران نے کہا۔

''یس سر''...... بشر مسلم نے کہا تو عمران اس سے مصافحہ کر کے کمرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ تیزی سے پہاڑی علاقے میں آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر وہ گھنے جنگل میں داخل ہو گئے۔ یہاں جیپ کی رفتار چیونٹی جیسی ہو گئی کیونکہ یہ واقعی انتہائی خطرناک علاقہ تھا۔ یہاں جیپ چلانا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف تھا لیکن وہ سب مطمئن بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ اسٹیئرنگ عمران کے ہاتھوں میں تھا اور سب کو عمران کی مہارت اور سمجھ بوجھ پر مکمل اعتماد تھا لیکن ایک موڑ کاٹتے ہوئے جیپ نے یکلخت جھٹکے کھانے شروع کر دیئے تو عمران چونک پڑا اور پھر اس نے جیپ روک کر اس کا انجن بند کر دیا۔

''ویری بیڈ۔ انجن گرم ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ اس نے بونٹ اٹھایا تو انجن سے واقعی دھواں نکل رہا تھا۔ باقی ساتھی بھی نیچے اُتر آئے تھے۔

''میں نے بڑی کوشش کی تھی کہ کسی طرح انٹر کولر جیپ مل

جائے لیکن نہیں مل سکی۔ اب مسئلہ بن گیا ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا ہے عمران صاحب''...... صفدر نے پوچھا۔

''ریڈی ایٹر سے پانی لیک ہو گیا ہے۔ انجن گرم ہو کر دھواں دے رہا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''ریڈی ایٹر سے پانی کیسے لیک ہو گیا''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کوئی کنکر یا پتھر لگا ہو گا''...... عمران نے جواب دیا۔

''اب کیا ہو گا۔ اب ہم آگے تو نہیں بڑھ سکیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''پانی مل جائے تو کام ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ریڈی ایٹر کا سوراخ کیسے بند ہو گا۔ یہاں کوئی ورکشاپ تو نہیں ہے۔ پانی پھر بہہ جائے گا''...... صفدر نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

''میرے پاس اس کا ایک ریڈی میڈ علاج موجود ہے۔ مسئلہ صرف پانی کے حصول کا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیسا علاج۔ کیا کوئی ویلڈنگ پلانٹ جیپ میں رکھا ہوا ہے لیکن کیا وہ جیپ کی بیٹری سے کام کر سکتا ہے''...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں ہمیشہ سفر کے دوران اپنی کار کے ڈیش بورڈ میں ایک

چیونگم کا پیکٹ، پسی ہوئی ہلدی اور سوئی دھاگہ رکھتا ہوں۔ اس سے سفر کے دوران سامنے آنے والے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''وہ کیسے۔ کیا مطلب''...... اس بار جولیا نے کہا جو اب تک خاموش اور قدرے فکر مند کھڑی تھی۔

''کوئی سوراخ بند کرنا ہو تو چیونگم چبا کر نرم کر کے وہاں چپکا دیتا ہوں۔ سوکھنے پر وہ انتہائی سخت ہو جاتی ہے اور سوراخ بند ہو جاتا ہے۔ ریڈی ایٹر میں پسی ہوئی ہلدی ڈال دیتا ہوں تو گرم پانی کی وجہ سے یہ ہلدی اس کے کہیں بھی موجود باریک سوراخ کو بند کر دیتی ہے۔ اسی طرح سوئی دھاگہ بھی بڑے کام آتا ہے۔ یہ چیزیں اب بھی موجود ہیں۔ اگر پانی مل جائے تو مسئلہ حل ہو جائے گا''۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''کمال ہے عمران صاحب۔ آپ اس حد تک معاملات کو دیکھتے ہیں''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران مسکرا دیا۔

''باس۔ میں کچھ دور سے پانی کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ آپ اجازت دیں تو میں جا کر پانی لے آؤں''...... خاموش کھڑے جوزف نے کہا تو عمران چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''کتنی دور ہو گا پانی''...... عمران نے پوچھا۔

''زیادہ دور نہیں ہو گا۔ صرف چند فرلانگ دور ہو سکتا ہے''۔

جوزف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیپ سے کین لے لو اور اسے بھر لاؤ لیکن جلدی واپس آنا''...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے جیپ کے عقبی حصے سے ایک بڑا لیکن خالی کین اٹھایا اور دائیں طرف بڑھتا ہوا جنگل میں ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی وہیں کھڑے آگے پیش آنے والے واقعات کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ اچانک دور سے پے در پے فائرنگ کی آوازیں سن کر وہ بے اختیار اچھل پڑے۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ فائرنگ جوزف کی ہے۔ وہ کسی خطرے میں پھنس گیا ہے۔ آؤ''...... عمران نے کہا اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھتا چلا گیا جدھر جوزف گیا تھا۔ باقی ساتھی بھی جولیا سمیت اس کے پیچھے دوڑنے لگے۔ ان سب کے چہروں پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ جوزف کا فائر کرنا کسی غیر معمولی حالات کی نشاندہی کر رہا تھا۔

جوزف ہاتھ میں کین اٹھائے تیزی سے اونچے نیچے راستوں سے گزرتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پانی کی مخصوص خوشبو اسے اب قریب سے قریب تر آتی ہوئی محسوس ہونے لگی تھی۔ پانی جب اونچی جگہ سے نیچے گرتا تھا تو اس کی مخصوص خوشبو دور دور تک پھیل جاتی تھی لیکن یہ خوشبو عام لوگوں کو محسوس نہ ہو سکتی تھی۔ یہ خوشبو صحراؤں میں رہنے والے یا پھر گھنے جنگلوں میں رہنے والے لوگ ہی محسوس کر سکتے تھے جن کے لئے پانی کا حصول آسان نہیں ہوا کرتا۔ چلتے چلتے اچانک جوزف بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کسی درخت پر سے اس پر خوشبودار پانی چھڑکا گیا ہو۔ اس کی ناک میں ایک نامانوس سی تیز بو آنے لگی تھی۔

''یہ خوشبو کیسی ہے''...... جوزف نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا لیکن اس کا ذہن اس خوشبو کا پوری طرح ادراک نہ کر پا رہا تھا۔ وہ

اس بارے میں سوچتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر کچھ دور آگے جا کر اسے دور سے چشمہ نظر آنے لگ گیا۔ چشمے کا پانی کافی نیچے ڈھلان پر گر رہا تھا۔ نیچے چھوٹا سا قدرتی طور پر حوض سا بن گیا تھا۔ پانی کو دیکھ کر جوزف کے قدم اور تیز ہو گئے۔ اس کا رخ ڈھلان کی طرف تھا کیونکہ وہاں سے وہ آسانی سے خالی کین بھر سکتا تھا۔ حوض کے قریب پہنچ کر اس نے کین کا ڈھکن کھولا ہی تھا کہ یکلخت جیسے اس کے جسم کا ہر رونگٹا خود بخود کھڑا ہو گیا۔ یہ اس کی فطری صلاحیت تھی کہ خطرے کا احساس اسے خود بخود ہو جایا کرتا تھا۔

اسی لمحے اسے اپنے عقب سے چیتے کی خوفناک غراہٹ سنائی دی اور جوزف بجلی کی سی تیزی سے مڑا ہی تھا کہ یکلخت ایک بھاری بھرکم چیتا غراتا ہوا اس سے ٹکرایا اور جوزف چیختا ہوا اچھل کر نیچے پانی سے بھرے ہوئے حوض میں جا گرا جبکہ چیتا اچھل کر حوض کو کراس کرتے ہوئے دوسری طرف جا گرا۔ جوزف نے تیزی سے پانی سے باہر نکلنے کی کوشش کی تاکہ چیتے کے سنبھلنے سے پہلے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس پر فائر کھول دے کیونکہ مشین پسٹل اس کی جیب میں موجود تھا۔ وہ واٹر پروف تھا۔ ایسے پسٹل خصوصی طور پر ایسے علاقوں کے لئے بنائے جاتے تھے جہاں اکثر و بیشتر تیز بارشیں ہوتی رہتی تھیں تاکہ بارش کے پانی سے بھیگ کر اسلحہ بے کار نہ ہو جائے۔ ابھی وہ حوض سے پوری طرح باہر نکل ہی نہ سکا

تھا کہ چیتے نے بلندی سے اس پر چھلانگ لگا دی اور اس بار اس کا پنجہ پوری قوت سے جوزف کے سینے پر پڑتا تو یقیناً جوزف کے ڈھول جیسے سینے کے پرخچے اڑ جاتے لیکن جوزف بہرحال کوئی عام آدمی نہیں تھا۔ وہ افریقہ میں رہ کر چیتوں اور شیروں سے لڑنے کے تمام داؤ جانتا تھا۔ اس نے اپنے ہوش و حواس قائم رکھے اور پھر اس نے ایک ہاتھ سے چیتے کے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کرتے ہوئے پنجے کو پکڑ کر نہ صرف اپنے سینے پر پڑنے سے روک لیا بلکہ دوسرا ہاتھ اس کے منہ کے نیچے گردن پر ڈال کر ایک زور دار چیخ مار کر اس کا جسم یکلخت ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھایا اور بھاری بھرکم چیتا اچھل کر پشت کے بل عقب میں موجود پانی سے بھرے ہوئے حوض میں جا گرا۔

اس کے ساتھ ہی جوزف نے قلابازی کھائی اور حوض سے چند قدم دور جا کھڑا ہوا۔ چیتے نے پانی میں گرنے کے بعد چند لمحے اپنے آپ کو سنبھالنے میں صرف کئے اور پھر سنبھلتے ہی اس نے پانی کے اندر سے ہی ایک زور دار چھلانگ لگائی۔ وہ واقعی جوان اور طاقتور درندہ تھا لیکن اب جوزف پوری طرح سنبھل چکا تھا۔ جیسے ہی چیتے نے چھلانگ لگائی جوزف بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سائیڈ پر ہوا اور چیتا زور دار چھلانگ کی وجہ سے اڑتا ہوا کچھ دور جھاڑیوں میں جا گرا۔ اس دوران جوزف نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا۔ چیتا جھاڑی پر گرتے ہی تیزی سے پلٹا۔ اسی

لمحے جوزف نے پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور پھر یکے بعد دیگرے تین فائر ہوئے اور جوزف پر چھلانگ لگاتے ہوئے چیتے کے حلق سے تیز غراہٹ نکلی اور وہ ایک دھماکے سے جوزف کے سامنے زمین پر گر گیا۔ نیچے گر کر اس نے ایک بار پھر سنبھلنے کی کوشش کی لیکن سامنے کھڑے جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے اسے لات ماری اور سنبھلنے کی کوشش کرتا ہوا چیتا لات کھا کر پلٹ کر سائیڈ پر جا گرا اور پھر چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے جوزف کو دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ تیزی سے پلٹا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید بوساؤ قبیلے کے لوگ آ رہے ہیں۔ پھر دور سے جب اس نے بھاگ کر آتے ہوئے عمران کی جھلک دیکھی تو اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ چند لمحوں بعد عمران وہاں پہنچ گیا۔

''کیا ہوا تھا جوزف۔ کیا اس چیتے نے تم پر حملہ کیا تھا''۔ عمران نے جوزف اور چیتے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں باس''...... جوزف نے جواب دیا اور پھر اس نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔ اس دوران باقی ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچا لیا ورنہ اس قدر خوفناک چیتے کے اچانک حملے سے بچا نہیں جا سکتا''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ چیتے کی پوزیشن بتا رہی ہے کہ جوزف نے واقعی ہمت کی ہے''......عمران نے کہا۔

''تھینک یو باس''...... جوزف نے کہا اور پھر ایک طرف پڑا ہوا بن اٹھا کر وہ دوبارہ حوض کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک بائیں لرف کی جھاڑیوں سے تیز غراہٹ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی یک اور خوفناک چیتے نے جوزف پر چھلانگ لگا دی۔ اس کی یہ ھلانگ اس قدر جچی تلی تھی کہ جوزف کی گردن کی سائیڈ پر چیتے کا ور دار پنجہ پڑا اور جوزف اڑتا ہوا حوض کے کنارے سے ٹکرا کر انی میں جا گرا۔ اس کی گردن سے خون بہہ کر پانی کو سرخ کر رہا ھا کہ فضا ایک بار پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں سے گونج اٹھی اور یتا جو پلٹ کر شاید پانی میں موجود جوزف پر دوبارہ حملہ کرنا چاہتا ھا غراتا ہوا فضا میں اچھلا اور پھر ایک دھماکے سے نیچے گر کر اکت ہو گیا۔ یہ گولیاں عمران نے چلائی تھیں۔ چیتے کے ہلاک وتے ہی صفدر اور تنویر دونوں بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھے اور نہوں نے جوزف کو کھینچ کر پانی سے باہر نکال لیا۔ جوزف کی گردن کافی ادھڑ گئی تھی لیکن پانی میں گرنے کی وجہ سے خون نکلنا ند ہو گیا تھا۔ البتہ جوزف کا جسم ڈھیلا پڑا ہوا تھا۔

''گھبراؤ نہیں جوزف۔ تم بچ گئے ہو''...... عمران نے آگے بڑھ کر جوزف سے کہا تو جوزف کے جسم میں جیسے یکلخت توانائی کی لہر ی دوڑ گئی۔

''لیس باس۔ میں نے منحوس چمگادڑ کو اڑ کر جاتے ہوئے دیکھ لیا ہے۔ وہ میری گردن سے چمٹی ہوئی تھی''...... جوزف نے اٹھ کر

بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اسے لے کر جیپ میں چلو۔ وہاں فرسٹ ایڈ باکس موجود ہے''...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر ایک طرف پڑا ہوا کین اٹھایا اور اسے چشمے کے پانی سے بھرا اور پھر اس کا ڈھکن لگا دیا جبکہ صفدر نے جوزف کو سہارا دے کر چلانے کی کوشش کی لیکن جوزف نے اس کا سہارا لے کر چلنے سے انکار کر دیا۔

''میں چل سکتا ہوں مسٹر صفدر''...... جوزف نے کہا اور پھر خود ان کے ساتھ چلنے لگا۔

''تم واقعی ہمت والے ہو جوزف''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''منحوس چمگادڑ اڑ گئی ہے اس لئے اب کوئی خطرہ نہیں ہے''۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ چیتوں نے اس طرح جوزف پر حملہ کیوں کیا ہے۔ پہلے تو جوزف اکیلا تھا لیکن دوسری بار تو ہم سب ہی وہاں موجود تھے۔ اس کے باوجود دوسرے چیتے نے ہم سب کو چھوڑ کر جوزف پر ہی حملہ کیوں کیا''...... جولیا نے کہا۔

''یہی بات میں سوچ رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ جوزف کو خصوصی طور پر ٹارگٹ بنایا گیا ہے۔ شاید طاغوتی طاقتیں جوزف سے بہت زیادہ خوفزدہ ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کیا چیتے طاغوتی طاقتوں کے زیر اثر حملے کر سکتے ہیں''۔

جولیا نے کہا۔

''میرا ذاتی خیال ہے کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔ دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جوزف میں کوئی مخصوص کشش پیدا کی گئی ہو کیونکہ میں نے اس دوسرے چیتے کو حملہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس کا انداز عام حملوں جیسا نہ تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی خاص وجہ سے حملہ کر رہا ہو''...... عمران نے کہا۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جوزف کسی ایسی جھاڑی یا درخت سے ٹچ ہو گیا ہو جس میں سے کوئی خاص خوشبو نکلتی ہو جس پر چیتے مجبور ہو جاتے ہوں۔ یہ بھی تو دیکھو کہ دونوں بار چیتوں نے ہی حملہ کیا ہے حالانکہ اس علاقے میں شیر بھی ہوتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''باس۔ مجھے بھی پانی کی طرف جاتے ہوئے یوں احساس ہوا تھا جیسے درخت پر سے چھڑکاؤ ہوا ہو اور مجھ پر پانی پڑا ہو لیکن پانی نہیں تھا۔ البتہ نامانوس سی بو مجھے محسوس ہوئی تھی''...... ساتھ چلتے ہوئے جوزف نے کہا تو عمران اور دوسرے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

''اس کا مطلب ہے کہ باقاعدہ سازش کی جا رہی ہے''۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ جیپ کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے عمران نے جوزف کی گردن میں آ جانے والے زخم کی مرہم پٹی کی اور پھر اس نے جیب سے گولیوں کا پیکٹ نکال

کر جیب میں موجود پینے کے پانی کی بوتل نکال کر اس نے باری باری سب کو ایک ایک گولی کھانے کے لئے دے دی۔

''عمران صاحب۔ پانی موجود تھا تو پھر آپ نے جوزف کو پانی لانے کے لئے کیوں بھیج دیا''...... صفدر نے کہا۔

''یہی ایک بوتل تھی۔ پہلے میرا خیال تھا کہ کافی تعداد میں بوتلیں رکھ لوں لیکن پھر میں نے اس لئے ارادہ بدل دیا کہ جنگل میں ظاہر ہے جگہ جگہ چشمے ہوں گے''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ اب شاید ہمارا مقابلہ بوساؤ قبیلے سے ہو۔ اس سلسلے میں آپ نے کوئی پلان بنایا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''پہلی بات تو یہ ہے کہ ان گولیوں کے کھانے کے بعد ان کے تیروں پر موجود زہر ہم پر اثر نہیں کرے گا لیکن تیر زخمی تو بہرحال کرتے ہیں اور تیر آنکھوں میں یا گردن پر بھی لگ سکتا ہے اس لئے ان تیروں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اس بوساؤ قبیلے کو اپنے تحت کر لیا جائے یا ان سے دوستی کر لی جائے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دوستی۔ وہ کیسے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''بوساؤ قبیلے کے بارے میں جو کتابچہ چیک پوسٹ والوں نے دیا ہے اسے وہیں میں نے سرسری طور پر دیکھا ہے۔ اس کے مطابق یہ قبیلہ بھی صدیوں پہلے وسطی افریقہ کے گھنے جنگلات سے

یہاں شفٹ ہوا تھا۔ اس قبیلے کی زبان افریقہ کی سالمی زبان سے ملتی جلتی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ میں اس قبیلے کو کسی حد تک اپنے حق میں رام کر لوں گا''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ آپ اسے مجھ پر چھوڑ دیں۔ ان کی ایک شاخ اب بھی افریقہ میں موجود ہے۔ وہ بھی بوساؤ ہی کہلاتے ہیں۔ اس قبیلے کا بادشاہ سومو کہلاتا ہے۔ اس کے سر پر سرخ رنگ کے دو پر لگے ہوتے ہیں''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... عمران نے کہا۔ اس دوران ریڈی ایٹر میں نہ صرف پانی ڈالا جا چکا تھا بلکہ ساتھ ہی پسی ہوئی ہلدی بھی ڈال دی گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جب انجن سٹارٹ کیا گیا تو کافی دیر تک چیک کرنے کے بعد جب انجن دوبارہ گرم نہ ہوا تو سب نے اطمینان کا گہرا سانس لیا اور پھر عمران نے جیپ آگے بڑھا دی۔

''عمران صاحب۔ اب آپ اس دلدل کی طرف جا رہے ہیں یا کوئی اور جگہ آپ کی منزل ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہمارا ٹارگٹ ڈاکٹر کرسٹائن ہے اور ڈاکٹر کرسٹائن کے بارے میں حتمی اطلاع ہے کہ وہ دلدل کے درمیان واقع پہاڑی میں موجود ہے اس لئے ہماری منزل بھی وہی دلدل ہے جو یہاں سے کافی فاصلے پر ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے راستوں کو چیک کر لیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں

احمقوں کی طرح گھومتے پھریں''...... ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا نے کہا۔

''چلو احمقوں کی طرح نہ سہی عقل مندوں کی طرح گھومنے پر تو تمہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ مذاق کا وقت نہیں ہے''...... جولیا نے قدرے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اچھا تو تم نے مذاق کے لئے باقاعدہ کوئی ٹائم ٹیبل بنا رکھا ہے۔ چلو وہ مجھے دے دینا۔ میں اس کے مطابق مذاق کر لیا کروں گا''...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

''عمران صاحب۔ بوساؤ قبیلے کی حدود کہاں سے شروع ہوتی ہے''...... صفدر نے درمیان میں شاید دانستہ مداخلت کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران اپنی باتوں سے باز نہیں آئے گا اور جولیا کا پارہ بلند سے بلندتر ہوتا چلا جائے گا۔

''جہاں درختوں کا مخصوص دائرہ ہو ان درختوں کی پہچان ان کے سرخ پتے اور زرد رنگ کے پھول ہیں جو دور سے ہی نظر آ جائیں گے''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی انتہائی محتاط ڈرائیونگ کے بعد وہ جنگل میں اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے کچھ فاصلے پر سرخ پتوں اور زرد رنگ کے پھولوں سے بھرے درخت صاف دکھائی دے رہے تھے۔ عمران نے جیپ کا رخ ان درختوں کی طرف کر دیا۔

''ہوشیار ہو جاؤ۔ ہم بوساؤ قبیلے کی حدود کے قریب پہنچنے والے

ہیں''...... عمران نے کہا تو سب چوکنا ہو گئے۔

''باس۔ جیپ ان کی حدود میں نہ لے جانا۔ پہلے روک لینا۔ میں ان سے بات کروں گا''...... عقب میں بیٹھے جوزف نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ تم مجھے مشورے نہ دیا کرو ورنہ سیاہ رنگ کی چیل سرخ رنگ کی جھاڑیوں میں زرد رنگ کے انڈے بھر سکتی ہے''۔ عمران نے سرد اور سخت لہجے میں کہا۔

''بب۔ بب۔ باس۔ فادر جوشوا رحم کرے۔ ایسا سوچا بھی مت کرو باس۔ اگر سیاہ چیل نے سرخ رنگ کی جھاڑیوں میں زرد رنگ کے انڈے بھر دیئے تو پورا افریقہ موت کا شکار ہو جائے گا۔ باس پلیز''...... جوزف نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تم بھی اپنے آپ میں رہا کرو۔ ابھی میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے ورنہ جس طرح تم نے چیتے کو اپنی گردن پر پنجہ مارنے کی مہلت دے دی تھی تمہارے جسم میں سینکڑوں گولیاں اتار دی جاتیں''...... عمران کا لہجہ مزید سخت ہو گیا تھا۔

''تم بہت رحم دل ہو باس۔ تم نے اپنے غلام کی کوتاہی کو معاف کر دیا ہے۔ غلام آئندہ ایسا نہیں ہونے دے گا''۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ تم نے جوزف کو کیوں ڈانٹنا شروع کر دیا ہے۔ خبردار اگر اسے مزید ڈانٹا۔ ایک تو وہ زخمی ہو گیا ہے اوپر سے تم نے اس پر

چڑھائی شروع کر دی ہے''...... جولیا نے یکلخت انتہائی بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اگر میں اسے اس انداز میں نہ روکوں تو یہ پھیلتا چلا جائے گا۔ افریقیوں کا مزاج ایسا ہی ہوتا ہے''...... عمران نے فرانسیسی زبان میں جواب دیتے ہوئے کہا تا کہ جوزف کو سمجھ نہ آ سکے۔

''کچھ بھی ہو۔ تمہیں اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ وہ تمہاری خاطر جان دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے اور تم اسے پھٹکارنا شروع کر دیتے ہو''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس نے بھی فرانسیسی زبان میں ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جیپ ایک جھٹکے سے رک گئی۔

''وہ سامنے درخت پر ٹنگی ہوئی انسانی کھوپڑی دیکھ رہی ہو۔ یہ نشانی اس بات کی ہے کہ اس کے بعد بوساؤ قبیلے کی حدود شروع ہو جاتی ہے''...... عمران نے کہا اور پھر جیپ کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کے نیچے اترتے ہی اس کے ساتھی بھی ایک ایک کر کے نیچے اتر آئے۔ وہ سب غور سے اس انسانی کھوپڑی کو دیکھ رہے تھے۔

''یہاں تو کوئی بوساؤ نظر نہیں آ رہا''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ مگر وہ سامنے جھاڑیوں میں چھپے ہوئے ہوں گے۔ جیسے ہی ہم سرحد پار کریں گے وہ یکلخت ہم پر زہریلے تیروں کی بوچھاڑ کر دیں گے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سب

سے پیچھے کھڑے جوزف کو آگے آنے کا اشارہ کیا تو جوزف کا چہرہ اس طرح کھل اٹھا جیسے عمران نے اسے سات ملکوں کی دولت عطا کر دی ہو کیونکہ عمران نے جس انداز میں اسے ڈانٹا تھا اس سے وہ یہی سمجھا تھا کہ عمران اس سے ناراض ہے لیکن اب اس کے اشارے سے بلانے پر وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران کی ناراضگی دور ہو گئی ہے اس لئے اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

''یس باس''...... جوزف نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بوساؤ قبیلے کا وچ ڈاکٹر کون تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''وچ ڈاکٹر زاشی تھا۔ اس نے میرے سر پر ہاتھ رکھا ہوا ہے باس''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ قبیلہ تو وہاں سے آ گیا تھا۔ کیا یہ اس وچ ڈاکٹر کو جانتا ہو گا''...... قریب کھڑے صفدر نے کہا۔

''وچ ڈاکٹر پوری دنیا میں موجود قبیلے کے لئے ہوتا ہے۔ اس قبیلے کے افراد دنیا میں جہاں جہاں بھی رہتے ہوں وہ وچ ڈاکٹر کے تحت ہوتے ہیں کیونکہ وچ ڈاکٹر بڑا پجاری ہوتا ہے اور بڑے پجاری کو دیوتا کا درجہ حاصل ہوتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کے سردار کو بلاؤ جوزف۔ وچ ڈاکٹر زاشی کا حوالہ دے کر''...... عمران نے کہا تو جوزف تیزی سے آگے بڑھا اور ایک اونچے پتھر پر چڑھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے

دونوں ہاتھ سر پر بلند کئے اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے عجیب و غریب سی آوازیں نکلیں۔ یہ آوازیں ایسی تھیں جیسے دو درندے آپس میں لڑ رہے ہوں۔ پھر یکلخت جوزف نے چیخ چیخ کر ایک نامعلوم زبان میں بولنا شروع کر دیا۔ وہ عجیب سے انداز میں چیخ کر بول رہا تھا۔ بولتے بولتے اچانک ایک بار پھر درندوں کی لڑائی جیسی آوازیں اس نے نکالنا شروع کر دیں۔ چند لمحوں بعد وہ خاموش ہو گیا لیکن عمران کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ شاید جو کچھ جوزف نے کہا تھا اور جس انداز میں کہا تھا وہ عمران کو سمجھ آ رہا تھا۔ جوزف کے خاموش ہونے کے چند لمحوں بعد تک ہر طرف گہری خاموشی طاری رہی اور پھر اچانک سامنے جھاڑیوں میں سے ایک قبائلی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور اس میں سرخ رنگ کے دو پر بندھے ہوئے تھے۔ اس کے اٹھتے ہی تقریباً تیس کے قریب قبائلی بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان سب کے ہاتھوں میں کمانیں تھیں جن میں باقاعدہ تیر چڑھے ہوئے تھے۔ اس پروں والے قبائلی نے چیخ چیخ کر وہی زبان بولنا شروع کر دی جو اس سے پہلے جوزف نے بولی تھی۔ کافی دیر تک وہ بولتا رہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی تو اسی لمحے عمران نے چیخ کر وہی زبان بولنا شروع کر دی۔ عمران خاموش ہوا تو جوزف نے عمران کے انداز میں بولنا شروع کر دیا۔ جولیا اور باقی ساتھی صرف ان کے چہرے دیکھ رہے تھے۔ انہیں کچھ سمجھ نہ آ رہی

تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے لیکن ان کے انداز سے لگتا یہی تھا کہ جیسے کسی بات پر عمران اور جوزف ایک دوسرے سے لڑ رہے ہوں۔ چند لمحوں بعد وہ سب یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ ان دو پروں والے نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کمان کو اوپر کیا اور پھر اس کا رخ اونچے پتھر پر کھڑے جوزف کی طرف کر کے اس نے کمان میں لگے ہوئے زہریلے تیر کو پیچھے کی طرف کھینچ لیا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ پوری قوت سے تیر جوزف کے سینے میں اتارنا چاہتا ہو جبکہ جوزف بڑے اطمینان بھرے انداز میں کھڑا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ تو"...... جولیا نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو"...... عمران نے قدرے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس پروں والے آدمی نے پوری قوت سے تیر جوزف کے سینے کی طرف چلا دیا۔ تیر رائفل کی گولی کی سی تیزی سے جوزف کی طرف بڑھا۔ جولیا اور عمران اور دوسرے ساتھیوں کے یہ سب دیکھ کر بے اختیار سانس رک گئے کیونکہ جوزف کا ہٹ ہو جانا اب یقینی ہو گیا تھا لیکن دوسرے لمحے ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹ کر باہر نکل آئیں جب جوزف نے غیر متوقع تیز رفتاری اور پھرتی سے کام لیتے ہوئے اپنی طرف گولی کی رفتار سے آتے ہوئے تیر کو ہاتھ سے تھپکی دے کر نہ صرف اس کا رخ موڑ دیا بلکہ تیر اوپر تھوڑا سا گھوم کر فضا میں اٹھا اور ایک بار گھوم کر جوزف کی طرف سائیڈ

سے واپس آیا تو جوزف نے اسے انتہائی ماہرانہ انداز میں ہاتھ میں پکڑ کر اس تیر والے ہاتھ کو سر سے اوپر اٹھا کر پوری قوت سے کوئی نعرہ لگایا۔ اس کی آواز اس قدر بلند تھی کہ پوری فضا گونج اٹھی اور اس کے ساتھ ہی جولیا اور اس کے ساتھی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دو پروں والے آدمی سمیت وہاں جتنے بھی لوگ تھے وہ سب جوزف کے سامنے رکوع کے بل جھک گئے۔ جوزف نے ایک بار پھر پہلے جیسا زوردار نعرہ لگایا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر اس پتھر سے نیچے اترا اور تیزی سے آگے بڑھتا ہوا ان قبائلیوں کے قریب پہنچ گیا جبکہ عمران اور اس کے ساتھی بدستور وہیں موجود رہے۔

جوزف نے آگے بڑھ کر اس دو پروں والے آدمی کی پشت پر مخصوص انداز میں تھپکی دے کر کچھ کہا تو وہ آدمی ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے کچھ الفاظ نکلے تو اس نے سارے ساتھی بھی نہ صرف سیدھے ہو گئے بلکہ وہ سب خوشی اور مسرت سے اس طرح اچھلنے لگے جیسے انہیں ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔ خوشی ان کے چہروں سے پھوٹ رہی تھی جبکہ دو پروں والا آدمی بھی کچھ دیر عجیب سے انداز میں ناچتا رہا۔ پھر اس نے یکلخت جھک کر جوزف کے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا تو جوزف نے اپنا ایک ہاتھ فضا میں بلند کیا۔ اس کی مٹھی بند تھی۔ اس نے دو بار اس بند مٹھی کو ہوا میں گھمایا اور پھر اس نے بند مٹھی کا رخ عقب میں کھڑے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف کر کے اس نے بند

ا کو یکلخت کھول دیا تو اس کے ساتھ ہی بوساؤ قبیلے کے اس دو ں والے سمیت سارے قبائلی ایک بار پھر رکوع کے بل جھک ۔ جوزف نے ان کی زبان میں ہی کچھ کہا تو وہ سب ایک بار یدھے ہو گئے۔

"آؤ باس۔ آپ اور آپ کے ساتھی اب بوساؤ قبیلے کے اؤں کے معزز مہمان ہیں"...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا مران نے ہاتھ اٹھا کر اس کے کاندھے پر تھپکی دی۔

"گڈ شو جوزف۔ تم نے میرے سارے گلے شکوے دور کر ئے ہیں۔ تم نے میری توقع سے بھی زیادہ مہارت کا مظاہرہ کیا ۔ اتنا تو شاید میں بھی نہ کر سکتا۔ گڈ شو"...... عمران نے تحسین بر لہجے میں کہا تو جوزف کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل ا۔ پھر عمران کے اشارے پر سب آگے بڑھے۔ چند لمحوں بعد وہ ب ان قبائلیوں کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔ دو پروں والا ب سے آگے آگے چل رہا تھا جبکہ باقی قبائلی ان کے دائیں یں چل رہے تھے۔

"ہمیں اپنی جیپ بھی لے آنی چاہئے تھی۔ ہم کب تک پیدل تے رہیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ کوئی جدید چیز بوساؤ قبیلے کی حدود میں داخل نہیں ہو تی"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ سب ہوا کیا ہے۔ کچھ تفصیل تو بتائیں"۔

صفدر نے کہا۔

"یہ دو پروں والا بوساؤ قبیلے کا سردار ہے۔ اس کا نام لوگمبا ہے۔ جوزف نے اپنے آپ کو وچ ڈاکٹر زاشی کا نمائندہ بتایا اور انہیں بتایا کہ ہماری یہاں آمد وچ ڈاکٹر زاشی کے حکم پر ہے۔ ہماری یہاں آمد سے دیوتا خوش ہوں گے اور بوساؤ قبیلے میں کئی سالوں تک صرف نر بچے پیدا ہوتے رہیں گے جس سے قبیلہ مزید طاقتور ہو جائے گا لیکن سردار لوگمبا نے اسے تسلیم کرنے کے لئے شرط لگا دی۔ اس شرط کے مطابق وہ اپنا زہریلا تیر جوزف پر چلائے گا۔ اگر تیر جوزف کو لگ گیا تو جوزف جھوٹا ہو گا اور اگر نہ لگا تو جوزف سچا ہو گا۔ بظاہر یہ ناممکن شرط تھی۔ مسئلہ زہر سے مرنے کا نہ تھا بلکہ مسئلہ تیر لگنے کا تھا۔ جوزف نے اس شرط کو تسلیم کر لیا جس پر میں نے اسے کہا کہ وہ سردار لوگمبا سے کہے کہ وہ تیر مجھے مارے تاکہ میں تیر کو جھکی دے کر ہٹا سکوں۔ گو اس قدر نزدیک سے آنے والے تیر کے ساتھ ایسا کرنا تقریباً ناممکن ہے لیکن پھر بھی میرا خیال تھا کہ میں ایسا کر لوں گا لیکن جوزف نے میری بات نہ مانی اور سردار لوگمبا سے کہا کہ وہ اس پر تیر چلائے۔ میں اس معاملے میں مزید کچھ نہ کر سکتا تھا اس لئے میں خاموش رہا۔ مجھے بہرحال امید تھی کہ جوزف اگر ایسا نہ کر سکتا تو وہ یہ شرط تسلیم نہ کرتا کیونکہ جوزف ان معاملات کو مجھ سے زیادہ اچھی طرح سمجھتا اور جانتا ہے۔ پھر جو کچھ ہوا اور جوزف نے جس بے پناہ مہارت کا مظاہرہ

کیا وہ سب تمہارے سامنے ہوا ہے۔ اس طرح جوزف شرط جیت گیا اور سردار لوگمبا اور اس کے قبیلے والوں کو یقین ہو گیا کہ جوزف واقعی وچ ڈاکٹر زاشی کا نمائندہ ہے اور ہماری یہاں آمد سے دیوتا بوساؤ قبیلے سے خوش ہو کر اسے مزید طاقتور بنا دے گا"...... عمران نے چلتے ہوئے تفصیل بتائی تو سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ جوزف نے واقعی جس مہارت کا مظاہرہ کیا تھا وہ ان کے لئے بھی حیران کن تھی۔

"جوزف واقعی افریقہ کا شہزادہ ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ڈاکٹر کرسٹائن کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح پھڑک رہا تھا۔ اس کا جسم تنا ہوا تھا جبکہ اس کی نظریں سامنے دیوار پر جمی ہوئی تھیں جہاں روشنی اور اندھیرا مل کر دائرے کی صورت میں انتہائی تیز رفتاری سے گھوم رہا تھا۔ پھر وہاں ایک پرندہ پھڑپھڑاتا ہوا دکھائی دیا اور پھر یہ پرندہ اچھل کر دیوار سے نکل کر زمین پر گرا اور پھر چند لمحوں بعد وہاں پرندے کی بجائے نوجوان ہاسپر موجود تھا۔

''ہاسپر حاضر ہے آقا''...... ہاسپر نے رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے ہاسپر۔ یہ سب کچھ ہمارے خلاف جا رہا ہے۔ ہم نے اپنی طاقتوں کے ذریعے جیپ کا انجن گرم کرا دیا۔ اس طرح وہ افریقی جوزف پانی لینے اکیلا چشمے کی طرف گیا اور ہماری طاقتوں نے اس پر کشناؤ کا چھڑکاؤ کر دیا اور پھر ہماری طاقتوں نے دور سے دو خوفناک چیتوں کو وہاں پہنچا دیا۔ پھر ایک چیتے نے اس پر حملہ کر دیا لیکن وہ تو چیتے سے بھی زیادہ پھرتیلا نکلا اور چیتا ہلاک ہو گیا۔ اس دوران اس کے ساتھی وہاں پہنچ گئے لیکن کشناؤ کی خوشبو کی وجہ سے دوسرے چیتے نے اس پر اچانک حملہ کر دیا۔ وہ معمولی زخمی ہوا اور اس بار اس عمران نے گولیاں چلا کر اس چیتے کو ہلاک کر دیا''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے غصے سے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آقا۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ یہ لوگ تر نوالہ نہیں ہیں۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں''...... ہاسپر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ یہ واقعی انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ یہ بوساؤ قبیلے کو بھی رام کر لیں گے۔ وہ جوزف تو نہ صرف ان کی زبان بول رہا تھا بلکہ اس نے سردار لوگمبا کی ناقابل یقین شرط بھی جیت لی۔ اس نے حیرت انگیز طور پر انتہائی تیز رفتار تیر کا نہ صرف رخ بدلا بلکہ اسے پکڑ بھی لیا۔ اس طرح پورا بوساؤ قبیلہ ان پر تیر چلانے کی بجائے الٹا انہیں ساتھ لے کر اپنے گاؤں پہنچ گیا ہے۔ بولو ہاسپر۔ یہ سب کیا ہے''۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔

''آقا۔ یہ لوگ اس سے بھی زیادہ عجیب کام کر سکتے ہیں۔ لیکن آقا۔ یہ بہرحال انسان ہیں۔ ان کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ انہیں

چکر دیا جا سکتا ہے''...... ہاسپر نے کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن چونک پڑا۔

"کیسے۔ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ ویسے تو میں مطمئن ہوں کہ یہ لوگ کسی صورت بھی دلدل کو پار کر کے مجھ تک نہیں پہنچ سکتے لیکن میں انہیں بہرحال ہلاک کرانا چاہتا ہوں اس لئے تم بتاؤ کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

"آقا۔ انہوں نے لامحالہ دلدل پار کر کے آپ تک پہنچنے کی کوشش کرنی ہے اور دلدل پر چلنے والی کشتی آپ کے پاس ہے اور بوساؤ قبیلہ بھی اس جیسی دوسری کشتی اس لئے نہیں بنا سکتا کہ اس کشتی کے پیندے پر سانبھر کی چربی لگائی جاتی ہے اور اس وقت پورے جنگل میں ایک بھی سانبھر موجود نہیں ہے اس لئے کشتی تو تیار نہیں ہوسکتی۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ اپنی طاقتوں کے ذریعے بوساؤ قبیلے کے کسی سیانے کے ذہن میں یہ بات ڈال دیں کہ اس کے بزرگوں نے سانبھر نہ ملنے کی صورت میں گاؤفر کی چربی استعمال کی تھی۔ گاؤفر یہاں عام مل جاتا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ ایسا کریں گے اور گاؤفر کی چربی کسی اور کشتی کے پیندے پر لگا دیں گے اور پھر وہ اسے استعمال کریں گے۔ کشتی تھوڑی دیر تک تیزی سے پھسلتی رہے گی اور یہ مطمئن ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہ اس پر سفر کریں گے لیکن گاؤفر کی چربی جلدی سوکھ جاتی ہے اور جیسے ہی یہ سوکھے گی یہ اپنا کام بند کر دے گی اور کشتی دلدل کے تقریباً درمیان میں رک جائے گی اور یہ لوگ اس انداز میں پھنس جائیں

کہ نہ آگے جا سکیں گے اور نہ ہی واپس۔ نہ کشتی سے نیچے اتر
ں گے اور نہ ہی کشتی کو چلا سکیں گے۔ اس پہاڑی پر آپ کے
ں بوساؤ موجود ہیں۔ وہ چونکہ اپنے سردار سے نہیں ملے اس لئے
ں معلوم ہی نہیں ہو گا کہ ان کا سردار ان کے تابع ہو چکا ہے
لئے وہ آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان پر زہریلے تیر
ائیں گے اور یہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ ویسے بھی یہ لوگ
انداز میں پھنس جائیں گے کہ پھر ان کا زندہ رہنا ناممکن ہو
ئے گا''...... ہاسپر نے کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن کے چہرے پر
راہٹ پھیل گئی۔

"واہ۔ واہ۔ تم نے واقعی کمال کر دیا ہاسپر۔ تم نے ایسا منصوبہ
ہے کہ یہ لوگ ہر صورت میں ہلاک ہو جائیں گے۔ بہت
ب۔ تم نے واقعی کمال کر دیا ہے۔ میں تمہیں اس پر بڑا انعام
ں گا''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کی قدر شناسی ہے آقا''...... ہاسپر نے بھی مسرت بھرے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے واقعی میرا مسئلہ حل کر دیا ہے لیکن کیا واقعی گاؤفر کی
بی سوکھنے پر کام کی نہیں رہتی۔ ایسا نہ ہو کہ وہ میرے سر پر پہنچ
یں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں آقا۔ آپ بے شک شیطان کے
ار کے کوکوگو سے پوچھ لیں''...... ہاسپر نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرلوں گا۔ تم اب جا سکتے ہو۔ جب یہ لوگ ہلاک ہوں گے تو تمہیں اس کا انعام ملے گا‘‘...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو ہاسپر اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر چند لمحے وہ پرندے کی طرح فرش پر گر کر پھڑکتا رہا اور پھر اچھل کر دیوار میں غائب ہو گیا۔

ڈاکٹر کرسٹائن چند لمحے خاموش بیٹھا کچھ سوچتا رہا اور پھر اس نے آنکھیں بند کیں اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑانے لگا۔ پھر اس نے دائیں بائیں منہ کر کے پھونک ماری اور ساتھ ہی آنکھیں کھول کر اس نے اپنا بایاں ہاتھ زور سے تخت پر مارا تو سامنے کمرے میں ایک سیاہ فام آدمی ہیولے کی طرح نظر آنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ واضح ہو گیا۔ وہ افریقہ کے کسی قبیلے کا آدمی لگتا تھا۔

’’کوکوگو حاضر ہے آقا‘‘...... اس سیاہ فام آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن نے ہاسپر کی بتائی ہوئی تمام ترکیب تفصیل سے بتا دی۔

’’میرے لئے کیا حکم ہے آقا‘‘...... کوکوگو نے پوچھا۔

’’کوکوگو۔ تم افریقہ کے تمام رازوں کو جانتے ہو۔ مجھے بتاؤ کہ سانبھر کی چربی کشتی کے پیندے میں لگا دی جاتی ہے اور پھر یہ کشتی پھسلتی ہوئی آگے بڑھ جاتی ہے لیکن اگر سانبھر کی بجائے گاؤفر کی چربی کشتی کے پیندے میں لگا دی جائے تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا‘‘...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

’’آقا۔ گاؤفر کی چربی دیر تک کام نہیں کر سکتی۔ وہ بہت جلد سوکھ جاتی ہے اور سوکھنے کے بعد وہ کام نہیں کرتی اس لئے جہاں بھی یہ چربی سوکھ جائے گی وہاں یہ کشتی مزید پھسلنے سے رک جائے گی اور پھر وہ نہ واپس جا سکے گی اور نہ ہی آگے جا سکے گی۔ البتہ اگر دلدل مختصر ہو گی تو پھر گاؤفر کی چربی کی مدد سے کشتی کو پار کرایا جا سکتا ہے‘‘...... کوکوگو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’کیا تم میرے دشمنوں کو دیکھ رہے ہو‘‘...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

’’میں نے یہاں آنے سے پہلے آپ کے دشمنوں کو دیکھ لیا ہے آقا۔ کیونکہ جب آپ نے مجھے بلایا تو میں نے معلوم کیا کہ آپ مجھے کیوں بلا رہے ہیں اور پھر معلوم ہوتے ہی میں نے آپ کے دشمنوں کو دیکھ لیا ہے۔ آپ پوچھیں کیا پوچھنا چاہتے ہیں‘‘...... کوکوگو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’میرے دشمنوں میں ایک افریقی حبشی بھی ہے۔ اس نے ایسا چکر چلایا ہے کہ طاغوتی دنیا کی بڑی طاقتوں سے بھی زیادہ چکر چلا کر اس نے بوساؤ قبیلے کو اپنا مطیع بنا لیا ہے۔ اب ایسا نہ ہو کہ اس افریقی کو گاؤفر کی چربی کے بارے میں ان باتوں کا علم ہو اور میرا منصوبہ ایک بار پھر ناکام ہو جائے‘‘...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

’’میں اس افریقی کے ذہن کو دیکھتا ہوں آقا‘‘...... کوکوگو نے کہا۔

''صرف اس کے ہی نہیں بلکہ تمام دشمنوں کے ذہنوں کو دیکھو۔ کسی اور کے ذہن میں یہ بات موجود نہ ہو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی آقا''...... کوکوگو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر جھکایا اور آنکھیں بند کر لیں جبکہ ڈاکٹر کرسٹائن خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ پھر کچھ دیر بعد کوکوگو نے سر اٹھایا اور آنکھیں کھولیں تو اس کے چہرے پر چمک تھی۔

''خوشخبری ہے آقا۔ نہ اس حبشی کے ذہن میں یہ بات ہے اور نہ ہی آپ کے باقی دشمنوں کے ذہنوں میں''...... کوکوگو نے کہا۔

''تم مستقبل میں جھانک سکتے ہو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے پوچھا۔

''تھوڑا بہت تو دیکھ سکتا ہوں۔ زیادہ نہیں''...... کوکوگو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو جہاں تک دیکھ سکتے ہو دیکھو کہ میرے دشمن دلدل کو پار کر لیں گے یا نہیں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی آقا''...... کوکوگو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر سر جھکا کر آنکھیں بند کر لیں۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور سر اٹھا لیا۔

''خوشخبری ہے آقا''...... کوکوگو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا دیکھا ہے تم نے۔ تفصیل بتاؤ''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے بھی

مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آقا۔ میں نے دیکھا ہے کہ ایک خاص قسم کی کشتی دلدل کے بین درمیان میں رکی ہوئی ہے۔ وہ نہ آگے جا رہی ہے اور نہ ہی پیچھے۔ اس پر آپ کے دشمن سوار ہیں اور پہاڑی پر سے ان پر زہریلے تیر برسائے جا رہے ہیں اور ان کے پاس جو آگ اگلنے والی چیزیں ہیں وہ آگ اگل رہی ہیں مگر آپ کے دشمن پریشان نظر آ رہے ہیں''...... کوکوگو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کشتی دلدل کے درمیان میں ہی ہے نا''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں آقا''...... کوکوگو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر ٹھیک ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہاسپر کا منصوبہ کامیاب رہے گا اور گاؤفر کی چربی لگا کر یہ لوگ ہمارے جال میں پھنس جائیں گے اور آخرکار ہلاک ہو جائیں گے۔ ٹھیک ہے۔ تم اب جا سکتے ہو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے مسرت بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور آخر میں ہاتھ اٹھا کر نیچے کی طرف جھٹکا تو کوکوگو کے جسم کے گرد دھواں سا نمودار ہوا۔ وہ چند لمحوں تک اس دھوئیں میں ہیولے کی طرح نظر آتا رہا اور پھر یکلخت غائب ہو گیا تو ڈاکٹر کرسٹائن نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا کیونکہ اب اسے مکمل یقین ہو گیا تھا کہ اس کے دشمن لازماً ہلاک ہو جائیں گے اور آخرکار وہ کامیاب رہے گا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت دلدل کے کنارے پر موجود تھا۔ اس کے ساتھ بوساؤ قبیلے کا سردار لوگمبا اور دیگر قبائلی موجود تھے۔ دلدل کا پاٹ بہت چوڑا تھا اور دلدل ایک دائرے کی صورت میں تھی جس کے درمیان ایک پہاڑی نظر آ رہی تھی۔ جس جگہ عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے وہاں سے پہاڑی تک کا فاصلہ کافی تھا۔ یہ اتنا فاصلہ تھا کہ دور سے پہاڑی واضح طور پر نظر نہ آ رہی تھی۔ دوربینیں چونکہ جیپ میں ہی رہ گئی تھیں اس لئے عمران دوربین کی مدد سے اس پہاڑی کا تفصیلی جائزہ نہ لے سکتا تھا۔ سردار لوگمبا نے انہیں بتایا تھا کہ ڈاکٹر کرسٹائن اس پہاڑی کے اندر بنے ہوئے ایک بڑے غار نما کمرے میں موجود ہے اور سردار نے یہ بھی بتایا کہ ڈاکٹر کرسٹائن کے ساتھ بیس کے قریب بوساؤ قبیلے کے افراد بھی موجود ہیں جن کے پاس کمانیں اور زہریلے تیروں کے ترکش

جود ہیں۔ یہ سب افراد ڈاکٹر کرسٹائن کے ساتھ اس خصوصی کشتی گئے ہیں جس کے پیندے میں سانبھر کی چربی لگائی گئی ہے۔ چربی کی وجہ سے اس کشتی کو مخصوص چپوؤں کی مدد سے دلدل اوپر پھسلا کر پہاڑی تک لے جایا جاتا ہے اور واپس لایا جاتا ہے۔

"عمران صاحب۔ میرے خیال میں ہمیں ایسی کشتی خود بنانا ے گی ورنہ ہم یہاں سے آگے کسی صورت بھی نہیں بڑھ سکیں "...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ یہاں درخت موجود ہیں اور ایسے اوزار بھی ہیں جن کشتی بنائی جاتی ہے"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ے کہا۔

"اوزار۔ وہ آپ نے کہاں دیکھ لئے ہیں"...... صفدر نے حیران ر کہا۔

"تیر اور کمان بنانے کے لئے اوزار استعمال کئے جاتے ہوں ۔ میں ان کی بات کر رہا تھا"...... عمران نے جواب دیا تو صفدر اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جوزف"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے فوراً مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سردار لوگمبا سے کہو کہ ہم خود ایک کشتی بنانا چاہتے ہیں۔ وہ اوزاروں سے تیر کمان بناتے ہیں وہ اوزار بھی ہمیں دے دیں

اور اس کے ساتھ ساتھ کوئی سانبھر شکار کیا جائے تا کہ اس کی چربی کشتی کے پیندے میں لگائی جا سکے“...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس“...... جوزف نے جواب دیا اور پھر دو قدم آگے بڑھ کر اس نے اپنا ایک ہاتھ اوپر اٹھایا اور کسی قدیم زبان میں چیخ چیخ کر بولنا شروع کر دیا۔ وہاں موجود سردار لوگمبا اور باقی سب قبائلیوں نے اس طرح سر جھکا لئے جیسے وہ جوزف کی بات انتہائی احترام سے سن رہے ہوں۔ جب جوزف خاموش ہو گیا تو سردار لوگمبا نے بولنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ خاموش ہوا تو ایک اور قبائلی بول پڑا اور پھر ان کے درمیان کافی دیر تک بات چیت ہوتی رہی اور پھر جوزف واپس مڑا اور عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”میں نے سن لیا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اب سانبھر اس جنگل میں موجود نہیں ہے۔ دو سانبھر تھے دونوں ہلاک ہو چکے ہیں جبکہ وہ اوزار دینے اور کشتی بنانے میں ہماری مدد کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہیں“...... عمران نے کہا۔

”یس باس۔ لیکن چربی تو کسی بھی جانور کی کشتی کے پیندے میں لگائی جا سکتی ہے۔ چربی تو بہرحال چربی ہی ہوتی ہے“۔ جوزف نے کہا۔

”نہیں۔ سانبھر کی چربی میں سب جانوروں سے زیادہ چکناہٹ ہوتی ہے۔ اس کا مقابلہ کسی اور جانور کی چربی نہیں کر سکتی۔ البتہ

اس سے قدرے کم لیکن باقی جانوروں کی چربی سے زیادہ چکناہٹ ایک اور جانور کی چربی میں ہوتی ہے اور وہ جانور ہے گاؤفر“۔ عمران نے کہا۔

”ایک قبائلی نے گاؤفر کا نام لیا تھا باس“...... جوزف نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ میں نے سنا ہے۔ وہ بوڑھا قبائلی کہہ رہا تھا کہ سانبھر اور گاؤفر دونوں کی چربیاں ایک جیسی ہوتی ہیں لیکن میں نے جہاں تک پڑھا ہے سب سے زیادہ چکناہٹ سانبھر کی چربی میں ہوتی ہے۔ اب گاؤفر کی چربی ہی مل سکتی ہے اور اس میں بھی چکنائی کی مقدار دوسروں سے بہرحال زیادہ ہوتی ہے“...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ ایسا نہ ہو کہ گاؤفر کی چربی ایسا کام ہی نہ کر سکے جیسا سانبھر کی چربی کرتی ہے اور ہم الٹا پھنس جائیں“۔ صفدر نے کہا جو ساتھ کھڑا یہ سب باتیں سن کر رہا تھا۔

”پھنسا کیا ہے۔ بس چپو چلانے کی مشقت بڑھ جائے گی“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے جوزف سے کہا کہ وہ کشتی تیار کرانے کے لئے سردار کو کہہ دے اور پھر ویسے ہی ہوا تین روز کشتی بنانے میں لگ گئے۔ اس دوران قبائلی اپنے سردار کے حکم پر جنگل سے دو گاؤفر شکار کر لائے اور عمران نے اپنے سامنے ان کی چربی کی تہیں تیار ہونے والی کشتی کے پیندے

پر لگوائیں۔ پھر اس نے کشتی کے اوپر درختوں کی مضبوط ٹہنیوں سے
با قاعدہ جال سا بنوایا اور اس پورے جال کو جھاڑیوں سے پر کر دیا۔

"یہ آپ کیوں کر رہے ہیں عمران صاحب"...... صفدر نے
پوچھا۔

"پہاڑی پر بقول سردار لوگمبا کے بیس بوساؤ قبیلے کے افراد
زہریلے تیروں سمیت موجود ہیں اور لامحالہ وہ ڈاکٹر کرسٹائن کے زیر
اثر ہوں گے اور یہ ٹھیک ہے کہ ہم نے زہر کے اثر سے بچنے کے
لئے اینٹی زہر گولیاں کھائی ہوئی ہیں اس لئے ان تیروں کا زہر ہم
پر اثر نہیں کرے گا لیکن تیر بہرحال زخمی تو کر سکتے ہیں۔ تیر آنکھ
میں بھی لگ سکتا ہے اور شہ رگ میں بھی اور جال میں جھاڑیوں کی
وجہ سے ہم تیروں کی زد سے مکمل طور پر محفوظ ہو جائیں گے بلکہ الٹا
ہمیں ان کے خلاف فائرنگ کے لئے آڑ مہیا ہو جائے گی"۔ عمران
نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ واقعی بہت دور تک کی بات سوچتے ہیں"...... صفدر نے
تحسین آمیز لہجے میں کہا تو عمران اس کے انداز پر بے اختیار ہنس
پڑا۔

"عمران صاحب۔ ہمارا اسلحہ تو جیپ میں ہی رہ گیا ہے۔ ہماری
جیبوں میں صرف مشین پسٹل ہی ہیں۔ کیا اس سے آگے کوئی مسئلہ
تو نہیں بن جائے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جیپ کو تو اب یہاں لایا جا سکتا ہے۔ اب تو یہ بوساؤ ہمارے

لاف کچھ نہیں کر سکتے"...... تنویر نے کہا۔

"یہ ہمارے لئے سب سے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔
وئی بھی عقل مند آدمی اپنے عقب کو غیر محفوظ نہیں کر سکتا۔ ہم نے
ہرحال واپس بھی آنا ہے اور یہ بوساؤ قبیلے کی صدیوں سے روایت
ہے کہ وہ جدید چیزوں کو اختیار نہیں کریں گے۔ اسی لئے تو ابھی
ک وہ تیروں پر ہی اکتفا کر رہے ہیں ورنہ وہ آسانی سے جدید
ھیار حاصل کر سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ اس سردار کو بھی کشتی میں بٹھا کر ساتھ
لے چلیں۔ اس طرح یہ قبیلہ ہمارے خلاف کوئی شرارت نہیں کر
سکے گا"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ ہم نے ڈاکٹر کرسٹائن کا خاتمہ کرنا ہے اور یہ لوگ
اکٹر کرسٹائن کو مافوق الفطرت قوتوں کا حامل سمجھتے ہیں اس لئے تو
ساؤ قبیلے کے لوگ ڈاکٹر کرسٹائن کے ساتھ پہاڑی پر موجود
ں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں
ر ہلا دیئے۔

"عمران صاحب۔ چپو چلانے کے لئے ہم ان بوساؤ قبیلے کے
ند افراد کو ساتھ نہ لے لیں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صفدر
نے کہا۔

"نہیں۔ ہم نے ڈاکٹر کرسٹائن کے خلاف کام کرنا ہے اور یہ
گ نہ صرف مزاحمت کریں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ الٹا ہمارے

خلاف کارروائی شروع کر دیں اس لئے یہ مشقت ہمیں خود اٹھانی پڑے گی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد نئی بنائی گئی کشتی کو دلدل میں اتار دیا گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی اس میں سوار ہو گئے جبکہ سردار اپنے ساتھیوں سمیت وہیں کنارے پر ہی رہ گیا تھا۔ کشتی میں چشمے کے صاف پانی سے بھرے ہوئے دو بڑے قبائلی انداز کے مٹکے رکھے ہوئے تھے۔ یہ پینے کا پانی تھا اور عمران نے اپنے سامنے ان مٹکوں کو پاک صاف کرا کر چشمے سے صاف پانی ان میں بھرا تھا تاکہ راستے میں پانی کی ضرورت پڑنے پر اسے استعمال میں لایا جا سکے۔

عمران کو معلوم تھا کہ کشتی نے دلدل پر چیونٹی کی رفتار سے آگے بڑھنا ہے اس لئے کنارے سے پہاڑی تک پہنچنے میں کم از کم اٹھارہ سے بیس گھنٹے لگ سکتے ہیں اور چپو مسلسل چلانے کی وجہ سے پیاس زیادہ لگ سکتی ہے اس لئے اس نے ایک کی بجائے دو مٹکوں میں پانی بھروا کر رکھ لیا تھا۔ عمران نے کشتی کا بغور جائزہ لیا اور پھر اس نے روانگی کا اعلان کر دیا۔ سوائے جولیا کے باقی سب افراد نے چپو سنبھالے اور پھر کشتی ایک ہلکے سے جھٹکے سے آگے کی طرف کھسکی اور پھر آہستہ آہستہ آگے کی طرف کھسکتی چلی گئی۔ سفر کا آغاز انہوں نے پچھلی رات سے کیا تھا تاکہ اگلی صبح کے بعد رات ہونے سے پہلے وہ پہاڑی تک پہنچ سکیں۔ مسلسل چپو چلانے اور کشتی کے بہت آہستگی سے آگے کھسکنے کی وجہ سے جلد ہی وہ سب پسینے میں نہا

گئے جس پر کیپٹن شکیل نے دو گروپ بنانے کے لئے کہا تاکہ ایک گروپ تھک جائے تو دوسرا گروپ چپو چلانا شروع کر دے اور اس تجویز کو منظور کر لیا گیا۔ تھوڑا سا ریسٹ کرنے کے بعد جوزف اور عمران نے چپو چلانے شروع کر دیئے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کی شدید مشقت کے بعد دوسرے گروپ جس میں صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر شامل تھے، نے کشتی آگے بڑھانا شروع کر دی۔ اس طرح مسلسل کشتی کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ دلدل کا وسط کراس کر کے پہاڑی کے نزدیک ہوتے چلے گئے۔ وہ سب پوری طرح مطمئن تھے کہ جلد ہی وہ اپنے ٹارگٹ تک پہنچ جائیں گے لیکن پہاڑی سے قدرے قریب پہنچنے کے بعد اچانک کشتی رک گئی اور باوجود جدوجہد کے وہ ایک انچ بھی آگے نہ کھسک رہی تھی۔

''یہ کیا ہوا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لگتا ہے اس کے پیندے میں موجود چربی رگڑ کھا کر اتر گئی ہے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ اب ہم نہ آگے جا سکتے ہیں اور نہ ہی پیچھے۔ یہ تو بہت برا ہوا''...... جولیا نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

''میں دیکھتا ہوں کہ کیا ہوا ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''آپ کیسے دیکھیں گے''...... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

''میں اپنی کمر میں رسی باندھ کر دلدل میں اترتا ہوں۔ تم مجھے کھینچے رکھنا تاکہ میں دلدل کے اندر نہ اتر جاؤں۔ اس طرح میں کشتی کے پیندے کو چیک کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''یہ کام میں آسانی سے کرلوں گا باس''...... جوزف نے کہا۔

''نہیں۔ چربی کے بارے میں درست اندازہ تم نہ لگا سکو گے''...... عمران نے کہا اور پھر اس کی ہدایات کے مطابق اس کی کمر میں رسی باندھ دی گئی۔ اس کا دوسرا سرا کشتی کے ایک ستون سے باندھ دیا گیا جوکہ جوزف اور صفدر نے پکڑ لیا جبکہ عمران دلدل میں اتر گیا۔ جب اس کا نچلا دھڑ دلدل کے اندر غائب ہوگیا تو عمران دلدل پر لیٹ گیا اور وہ دونوں ہاتھوں کو چپوؤں کے انداز میں چلاتے ہوئے آگے بڑھتا ہوا کشتی کے نچلے حصے میں غائب ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد جب رسی کو مخصوص انداز میں حرکت دی گئی تو جوزف اور صفدر نے رسی کو واپس کھینچنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد عمران دوبارہ کشتی پر چڑھ آیا۔

''کیا ہوا ہے عمران صاحب''...... صفدر نے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

''چربی خشک ہوگئی ہے۔ اس میں چکناہٹ کا عنصر بے حد کم ہو گیا ہے اس لئے اب یہ کشتی نہ آگے جا سکتی ہے اور نہ ہی پیچھے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر پریشانی جیسے ثبت نظر آنے لگ گئی۔

''اب کیا ہوگا''...... جولیا نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہی ہوگا جو منظور خدا ہوگا''...... عمران نے جواب دیا تو سب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''عمران صاحب۔ اب آپ ہی اس سچویشن کو حل کرنے کے لئے کچھ سوچیں''...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد صفدر نے کہا۔

''پہلے میرے جسم پر موجود مٹی خشک ہو جائے تاکہ اسے جھاڑ کر میں انسان نظر آنے کے قابل ہو جاؤں پھر سوچوں گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہاری مسکراہٹ بتا رہی ہے کہ تم نے کوئی حل سوچ لیا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ اتنی جلدی اور اس سچویشن کا حل۔ ویسے پریشان ہونے سے کبھی کوئی مسئلہ حل نہیں ہوا کرتا بلکہ پریشان ہونے کی بجائے مسکراؤ۔ اس سے دماغ درست انداز میں کام کرتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب ساتھی مسکرا دیئے لیکن ان کی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ سب زبردستی مسکرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر کرسٹائن پہاڑی کے اندر بنے ہوئے کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں مسلسل ٹہل رہا تھا جبکہ دو آدمی جن میں ایک سیاہ فام اور دوسرا سفید فام تھا، ایک دیوار کے ساتھ لگے سہمے ہوئے کھڑے تھے جبکہ دوسری دیوار کسی سکرین کی طرح روشن تھی اور اس پر دلدل کا منظر نظر آ رہا تھا جس میں ایک عجیب ساخت کی کشتی جو چاروں طرف سے جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی تھی آہستہ آہستہ آگے بڑھی چلی آ رہی تھی اور جیسے جیسے ڈاکٹر کرسٹائن اس کشتی کو آگے بڑھتے ہوئے دیکھتا اس کے چہرے پر موجود غصہ اور بے چینی کچھ اور بڑھ جاتی۔

''گاڈفر کی چربی اب تک خشک کیوں نہیں ہوئی۔ تم بولو کالے آدمی''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے ان دو آدمیوں کی طرف مڑتے ہوئے چیخ کر کہا۔

''آقا۔ چربی خشک ہو رہی ہے۔ کشتی کی رفتار پہلے سے کم ہو گئی ہے''...... سیاہ فام آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

''یہ تو گھسٹتی چلی آ رہی ہے۔ اگر کشتی پہاڑی تک پہنچ گئی تو پھر چربی کے خشک ہونے کا کیا فائدہ''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے چیختے ہوئے کہا۔

''ایسا نہیں ہو گا آقا''...... سیاہ فام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم کیوں خاموش ہو وائٹ مین۔ تم کیا کہتے ہو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے اس سفید فام آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش کھڑا تھا۔

''آقا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کشتی پہاڑی تک پہنچنے سے پہلے ہی رک جائے گی لیکن آقا۔ اس کے باوجود آپ کو یہاں اپنی حفاظت کا خاص بندوبست کر لینا چاہئے''...... سفید فام نے کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا وہ یہاں پہنچ جائیں گے۔ کیا تم انہیں یہاں پہنچتے دیکھ رہے ہو وائٹ مین''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے چیختے ہوئے کہا۔

''آقا۔ یہ لوگ پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں اور ان کے ذہن بھی خوب کام کرتے ہیں اس لئے کچھ بھی ہو سکتا ہے اس لئے آپ اپنا حفاظتی نظام مکمل کر لیں''...... سفید فام نے مؤدبانہ لہجے میں جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"اور کیا کروں۔ میری طاغوتی طاقتیں ان کے سامنے بے بس ہیں اس لئے کہ وہ صرف گمراہ کرنے والی قوتیں ہیں۔ ان کو کام کرنے کے لئے طویل عرصہ چاہئے جبکہ کالی طاقتیں ان کے روشن کلام کی وجہ سے ان کے قریب بھی نہیں جا سکتیں۔ اس کمرے کو مکمل طور پر چاروں طرف سے میری طاقتوں نے بند کر دیا ہے۔ اب یہاں اندر آنے کا اور باہر جانے کا کوئی راستہ موجود نہیں ہے۔ میں کیا کروں۔ تم بتاؤ بلکہ تم دونوں بتاؤ کیونکہ تم دونوں ہی بے حد ذہین ہو"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"آقا۔ یہ سفید فام خواہ مخواہ آپ کو پریشان کر رہا ہے۔ اول تو یہ لوگ کسی صورت یہاں نہیں پہنچ سکتے اور نہ ہی اب واپس جا سکتے ہیں کیونکہ ابھی تھوڑی دیر بعد کشتی نہ صرف رک جائے گی بلکہ اسے دوبارہ کسی بھی طرح حرکت میں لانا ناممکن ہو گا اس لئے یہ لوگ کشتی میں ہی بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائیں گے یا پھر دلدل میں ڈوب کر ہلاک ہو جائیں گے اور فتح آپ کی ہو گی اور اگر ان میں سے کوئی یہاں پہنچ بھی گیا تو وہ زہریلے تیروں کا شکار ہو جائے گا اور اگر ایسا نہ ہوا تو کوئی بھی اس کمرے میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس کا کوئی راستہ ہی نہیں ہے اور آقا۔ سب سے زیادہ آپ کی حفاظت کے لئے اس پہاڑی پر موجود اندھے کنوئیں ہیں جن پر جھاڑیاں اس طرح چھائی ہوئی ہیں کہ وہ لوگ

اگر یہاں پہنچ گئے تو لازماً ان میں سے کسی کنوئیں میں گر جائیں گے اور پھر یہاں موجود بیس بوساؤ آپ کے حکم پر اوپر سے پتھر مار مار کر انہیں ہلاک کر دیں گے"...... سیاہ فام نے تیز تیز لہجے میں تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"بہت خوب کالے آدمی۔ بہت خوب۔ تم نے ایسا تجزیہ کیا ہے کہ میری تمام پریشانی بھاپ بن کر اڑ گئی ہے۔ تمہیں بڑا انعام دیا جائے گا اور ہاں۔ وائٹ مین۔ اب تم کیا کہتے ہو"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے اس بار تخت پر بیٹھتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"کالے آدمی نے جو کچھ کہا ہے وہ سب ٹھیک ہے آقا۔ لیکن میں پھر بھی یہی کہوں گا کہ آپ اپنی حفاظت کا انتظام مزید بہتر کر لیں"......سفید فام نے جواب دیا۔

"تم جا سکتے ہو۔ تم تو الٹا مجھے ڈرا رہے ہو۔ جاؤ یہاں سے دفع ہو جاؤ"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے چیختے ہوئے کہا تو وہ سفید فام آدمی یکلخت غائب ہو گیا۔ اب دیوار کے ساتھ صرف سیاہ فام آدمی سر جھکائے کھڑا تھا۔

"تم نے مزید کچھ کہنا ہے کالے آدمی"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے اس سیاہ فام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں آقا۔ آپ خاص طور پر محفوظ ہیں"...... سیاہ فام نے

ایک بار پھر سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بات اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ ان پاکیشیائیوں کی ہلاکت کے بعد میں تمہیں بلا کر بڑا انعام دوں گا۔ اب تم جا سکتے ہو"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو سیاہ فام آدمی بھی یکلخت غائب ہو گیا۔ اب اس بڑے کمرے میں اکیلا ڈاکٹر کرسٹائن تھا۔ وہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کی نظریں سامنے دیوار پر جمی ہوئی تھیں جہاں دلدل پر جھٹکے کھا کھا کر خصوصی کشتی آگے کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔

"کہیں انہوں نے سانبھر کی چربی تو کہیں سے حاصل نہیں کر لی۔ یہ تو خشک ہی نہیں ہو رہی"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن پھر جب اسی لمحے کشتی نے آگے کی طرف جھٹکا نہ کھایا تو ڈاکٹر کرسٹائن بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی نظریں دیوار پر جم سی گئی تھیں۔

"ہا۔ ہا۔ میں کامیاب ہو گیا۔ گاؤفر کی چربی خشک ہو گئی۔ اب یہ نہ آگے جا سکتے ہیں اور نہ ہی پیچھے اور یہ ہیں بھی زہریلے تیروں کی زد میں۔ اب انہیں ہلاک ہونا ہی پڑے گا"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ سامنے کر کے تین بار زور سے تالی بجائی تو ایک چھوٹے قد لیکن سانڈ کی طرح پھیلے ہوئے جسم کا آدمی سامنے کھڑا نظر آنے لگ گیا۔

"گومو حاضر ہے آقا۔ حکم دیجئے"...... اس چھوٹے قد والے آدمی نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"میری طرف سے بوساؤں کو حکم دو کہ وہ اس کشتی پر تیر برسائیں اور ان پر موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیں"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی آقا۔ لیکن انہیں آگے آ کر تیر چلانے پڑیں گے کیونکہ فاصلہ اتنا ہے کہ اگر انہوں نے چٹانوں کے پیچھے رہ کر تیر چلائے تو تیر کشتی تک نہ پہنچ سکیں گے"...... گومو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آگے جا کر تیر چلائیں اور اس وقت تک تیر چلاتے رہیں جب تک یہ لوگ ہلاک نہ ہو جائیں"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی آقا"...... گومو نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ غائب ہو گیا تو ڈاکٹر کرسٹائن نے بایاں ہاتھ اٹھا کر اس دیوار کی طرف جھٹکا جس دیوار پر منظر نظر آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ جھٹکتے ہی دیوار پر نظر آنے والا منظر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ میں پہاڑی کا دلدل کی طرف سے نظر آنے والا منظر تھا اور دوسرے حصے میں دلدل میں کھڑی مخصوص ساخت کی کشتی نظر آ رہی تھی۔ ڈاکٹر کرسٹائن کی نظریں پہاڑی والے حصے پر جمی ہوئی تھیں اور پھر وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ پہاڑی کی چٹانوں

کی طرف سے انیس کے قریب بوساؤ تیر کمانیں پکڑے دلدل کی طرف بڑھتے نظر آئے۔

"یہ بیسواں کہاں گیا۔ ان لوگوں کی تعداد تو بیس تھی"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے ان انیس بوساؤں نے تیر کمانوں میں لگائے اور پھر ان میں سے ایک نے تیر چلا دیا۔ دوسرے لمحے دوسرا تیر اور اس طرح یکے بعد دیگرے انیس تیر اڑتے ہوئے کشتی کی طرف بڑھے لیکن دوسرے لمحے ڈاکٹر کرسٹائن یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کہ تیر کشتی کے اوپر اور چاروں طرف موجود جھاڑیوں میں اٹک کر رہ گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ لوگ ہر طرح سے تیار ہو کر آئے ہیں۔ انہیں پہلے سے معلوم تھا کہ یہاں تیر انداز بوساؤ موجود ہیں"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا جبکہ بوساؤ اب مسلسل یکے بعد دیگرے تیر چلا رہے تھے لیکن تقریباً تمام تیر جھاڑیوں میں اٹک رہے تھے۔ البتہ چند تیر نیچے کشتی کے سامنے کے حصے میں بھی گرے لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا اس لئے ان تیروں نے کشتی والوں کو کوئی نقصان نہ پہنچایا تھا۔ تیر مسلسل برس رہے تھے لیکن مقصد حاصل نہ ہو رہا تھا کہ اچانک کشتی کے سامنے کے رخ ایک آدمی نظر آیا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سے یکے بعد دیگرے شعلے نکلتے نظر آئے اور اس کے ساتھ ہی انیس بوساؤں میں سے چار افراد چیختے ہوئے نیچے گرے جبکہ باقی افراد بھی چیختے ہوئے واپس

مڑ کر پلک جھپکنے میں چٹانوں کے پیچھے غائب ہو گئے۔

"یہ حربہ بھی ناکام ہو گیا۔ یہ بوساؤ اب کسی صورت سامنے نہیں آئیں گے"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اسے یہ اطمینان تھا کہ کشتی اپنی جگہ رکی ہوئی تھی۔ پھر اچانک کمرے میں ہلکی سی کراہنے کی آواز سنائی دی تو ڈاکٹر کرسٹائن بے اختیار چونک پڑا۔ چند لمحوں بعد کمرے کے درمیان ایک مجہول سا بوڑھا بیٹھا نظر آنے لگ گیا۔

"تم۔ تم۔ جیگو تم اور یہاں۔ بغیر میری اجازت کے۔ تم یہاں کیسے داخل ہوئے"...... ڈاکٹر کرسٹائن کے لہجے میں غصے کے ساتھ ساتھ حیرت بھی تھی۔

"معافی چاہتا ہوں آقا۔ لیکن آپ کی جان بچانے کے لئے مجھے حاضر ہونا پڑا"...... اس مجہول سے بوڑھے نے سر جھکاتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آقا۔ بوساؤں کو یہاں لا کر تم نے اپنے پیروں پر خود کلہاڑی ماری ہے۔ ان میں سے ایک اتنا بزدل ہے کہ وہ سامنے آنے سے ہی ڈرتا ہے اور باقی بوساؤ بھی اس قدر خوفزدہ ہو چکے ہیں کہ وہ اب کسی صورت ان لوگوں کا مقابلہ نہیں کریں گے بلکہ اب وہ آپس میں مل کر تمہارے خلاف سازش کر رہے ہیں آقا۔ وہ ان لوگوں

سے اپنی زندگی کی بھیک مانگ کر تمہارے اس کمرے کا خفیہ راستہ بتانے کے درپے ہو رہے ہیں''...... اس مجہول بوڑھے نے کہا۔

''خفیہ راستہ۔ وہ کہاں ہے اور ان بوساؤں کو کیسے معلوم ہے اور دوسری بات یہ کہ یہ ان لوگوں سے کیسے ملیں گے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے مسلسل سوال کرتے ہوئے کہا۔

''آقا۔ تم اب اس پہاڑی پر اس کمرے میں آئے ہو جبکہ بوساؤ اکثر یہاں آتے جاتے رہتے ہیں اس لئے انہیں ان خفیہ راستوں کا بھی علم ہے جن کا علم تمہیں نہیں ہے اور آقا۔ وہ کشتی یہاں موجود ہے جس پر تم یہاں آئے ہو۔ وہ خاموشی سے یہ کشتی لے کر ان لوگوں کی کشتی کے قریب پہنچ کر انہیں تمہارے والی کشتی میں بٹھا کر یہاں لے آئیں گے''...... مجہول بوڑھے جیکو نے کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن کا چہرہ خوف سے بگڑ سا گیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اوہ۔ اگر ایسا ہے تو وہ لوگ تو مجھے فوراً ہلاک کر دیں گے لیکن اب میں کیا کروں۔ نہ میری طاغوتی طاقتیں ان کے خلاف کام کر سکتی ہیں اور نہ ہی کالی طاقتیں۔ تو پھر کیا کیا جائے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''پہلی بات تو یہ ہے آقا کہ تم فوراً یہاں موجود ان بوساؤں کو ہلاک کر دو تاکہ یہ خطرہ ختم ہو جائے۔ اس کے بعد تم یہاں اطمینان سے رہ سکتے ہو۔ وہ لوگ اول تو یہاں پہنچ نہیں سکتے کیونکہ ان کی کشتی اب نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ ہی پیچھے جا سکتی ہے۔ دلدل میں وہ لوگ

اتریں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ ان کے پاس پینے کا پانی بھی کم ہے اور خوراک بھی جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ اس کشتی میں ہی بھوک پیاس سے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائیں گے لیکن پہلے تم اپنے ان بوساؤں کا خاتمہ کرو''...... مجہول بوڑھے جیکو نے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن''...... ڈاکٹر کرسٹائن بات کرتے کرتے رک گیا۔

''میں جانتا ہوں آقا کہ تم کیا سوچ رہے ہو۔ تمہاری طاغوتی طاقتیں کسی انسان کو گمراہ تو کر سکتی ہیں لیکن ہلاک نہیں کر سکتیں مگر میں یہ کام کر سکتا ہوں کیونکہ میں کالی طاقت ہوں لیکن مجھے بھینٹ چاہئے''...... جیکو نے کہا اور اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔

''کیا بھیٹ چاہتے ہو تم''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے پوچھا۔

''ان بوساؤں کی جنہیں میں ہلاک کروں گا''...... جیکو نے جواب دیا۔

''اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ لے لو۔ میں نے ان کی لاشوں کا اچار ڈالنا ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''تو پھر تم اطمینان سے یہاں رہو۔ کہ اب کوئی بوساؤ تمہارے خلاف کوئی سازش نہیں کر سکے گا لیکن یہ سوچ لو کہ اب سے چند لمحوں بعد جب میں یہاں موجود تمام بوساؤں کی گردنوں کا خون پی جاؤں گا تو پھر تم یہاں اکیلے رہ جاؤ گے''...... جیکو نے کہا۔

''تم میری فکر نہ کرو۔ پوری دنیا کی طاغوتی طاقتیں میرے

ساتھ ہیں۔ بڑے آقا بھی میرے ساتھ ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو وہ مجہول بوڑھا یکلخت غائب ہو گیا اور ڈاکٹر کرسٹائن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر اس کی نظریں اس کشتی پر پڑیں جو ابھی تک وہیں رکی ہوئی تھی۔

''اب یہ رکی ہی رہے گی۔ اب تم لوگ اس کے اندر ہی تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جاؤ گے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے روشن دیوار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کشتی میں موجود تھا۔ ان سب کی
ید کوششوں کے باوجود کشتی آگے بڑھ رہی تھی اور نہ ہی پیچھے۔
محسوس ہو رہا تھا جیسے کشتی کو دلدل نے باقاعدہ جکڑ لیا ہو۔ عمران
ریڈی میڈ کھوپڑی بھی محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً فیل ہو چکی تھی۔
جود شدید غور و فکر کے وہ کوئی قابل عمل حل نہ نکال سکا تھا جس کی
ہ سے ان سب کے چہرے ستے ہوئے تھے۔ پھر اچانک انہیں
اڑی کی طرف سے زہریلے تیر آتے دکھائی دیئے تو وہ مزید
یشان ہو گئے لیکن عمران نے کشتی کے چاروں طرف چھت بنا کر
پر جال بندھوا دیا تھا جس میں جھاڑیاں رکھی گئی تھیں اس لئے
ران جھاڑیوں میں آ کر پھنس جاتے تھے۔ البتہ کئی تیر نچلے خالی
ے میں بھی گر رہے تھے لیکن عمرانُ اور اس کے ساتھی اس جگہ سے
افی اندر تھے اس لئے یہ تیر انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا رہے تھے۔

تیروں کی بارش مسلسل جاری تھی اور وہ سب اندر کھڑے دیکھ رہے تھے کہ پہاڑی کے سامنے والے حصے پر تقریباً انیس کے قریب بوساؤ کھڑے مسلسل تیر برسا رہے تھے۔ عمران چونکہ خاموش کھڑا یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا اس لئے اس کے ساتھی بھی خاموش کھڑے تھے لیکن اچانک ان کے ساتھ کھڑا ہوا تنویر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران یا اس کے ساتھی اسے روکتے یا واپس بلاتے وہ تیزی سے آگے بڑھ کر کشتی کے سامنے اور کھلے حصے میں پہنچا اور پھر اس نے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سے فائر کھول دیا جس کے نتیجے میں پہاڑی کے سامنے موجود انیس بوساؤں میں سے چار نیچے گر کر تڑپنے لگے جبکہ باقی تیزی سے مڑ کر چٹانوں کی اوٹ میں غائب ہو گئے تو تنویر بھی واپس مڑ آیا۔

''اس سے کیا فائدہ ہوا تنویر''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں صفدر۔ تنویر نے درست وقت پر درست اقدام کیا ہے ورنہ یہ تیر کسی بھی وقت ہم میں سے کسی کو زخمی بھی کر سکتے تھے اور یہاں کشتی میں پہلے ہی حالات نارمل نہیں ہیں۔ پینے کا پانی کم ہوتا جا رہا ہے اور کھانے کے لئے بھی خوراک بے حد کم ہے۔ اس صورت میں زخمی کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا''...... عمران نے تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

''تنویر نے واقعی کام کیا ہے لیکن اصل مسئلہ کیسے حل ہو گا۔ ہم یہاں کب تک اس حالت میں رہیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''میرے خیال میں اماں بی کی بتائی ہوئی ترکیب پر عمل کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ پھر ہی یہ مسئلہ حل ہو سکے گا''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر سب بے اختیار چونک پڑے۔

''اماں بی کی ترکیب۔ کیا مطلب''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اماں بی نے بتایا ہوا ہے کہ جب کوئی مسئلہ اس انداز میں پھنس جائے کہ اس کے حل کا کوئی راستہ سمجھ میں نہ آ رہا ہو اور تمام راستے بظاہر بند ہو جائیں تو ایسی صورت میں دو نفل نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی راستہ کھول دیتا ہے۔ میں نے اس ترکیب کو کئی بار آزمایا ہے اور یہ سو فیصد کیا ہزار فیصد درست ہے۔ اب بھی یہی صورت حال ہو چکی ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا اس لئے اماں بی کی بتائی ہوئی ترکیب کے مطابق اب اللہ تعالیٰ سے دعا کا وقت آ گیا ہے''...... عمران نے کہا اور مڑ کر وہ اس جگہ کی طرف بڑھ گیا جہاں پانی کے مٹکے موجود تھے۔ اس نے بوٹ اور جرابیں اتاریں۔ کوٹ اتارا اور پھر اس نے پانی نکال کر اس سے وضو کیا اور پھر ایک علیحدہ جگہ کھڑا ہو کر اس نے دو نفل پڑھنا شروع کر دیئے۔ چونکہ سورج آسمان پر موجود تھا اس لئے قبلے کا رخ معلوم کرنے کا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ دو نفل پڑھنے کے بعد عمران نے سجدے میں سر رکھا اور گڑگڑا کر دعا مانگنا شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور مزید دعا مانگ کر وہ

اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے جوتے اور کوٹ پہنا اور پھر آ کر سٹول پر بیٹھ گیا جس پر وہ پہلے بیٹھا ہوا تھا۔ ایسے ہی سٹولوں پر اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ سب ساتھی عمران کی طرف اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے عمران کوئی شعبدہ گر ہو اور انہیں یقین ہو کہ ابھی عمران کوئی نہ کوئی عجیب اور محیر العقول شعبدہ دکھائے گا لیکن عمران خاموش بیٹھا ہوا سامنے نظر آنے والی پہاڑی کی طرف اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار کوئی پہاڑی دیکھ رہا ہو۔

''باس۔ باس۔ میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے''۔ اچانک عقبی طرف بیٹھے ہوئے جوزف نے قدرے چیخ کر کہا تو عمران سمیت سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

''کیا ترکیب تمہارے ذہن میں آئی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ سنڈرام بنا کر اس کی مدد سے ایک آدمی آسانی سے پہاڑی تک پہنچ سکتا ہے۔ جانے والا بڑے رسے کا ایک سرا اپنی کمر سے باندھ کر لے جائے گا اور اس رسے کو وہاں کسی چٹان سے باندھ کر اگر وہ نیچے کھینچے گا تو یہ کشتی چل پڑے گی اور پہاڑی تک پہنچ جائے گی''...... جوزف نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''سنڈرام کیا ہوتا ہے۔ یہ لفظ تو میں پہلی بار سن رہا ہوں''۔ عمران نے کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہرے بھی جوزف کی بات سن کر دوبارہ پہلے والی مایوسی کی حالت میں آ گئے تھے کیونکہ جوزف کی

بات کسی کے حلق سے نیچے نہیں اتری تھی۔

''باس۔ میں بچپن میں اپنے والد کے ساتھ ایک قبیلے میں گیا تھا۔ وہاں اس طرح کی بہت وسیع دلدل تھی لیکن انہوں نے ایک چھوٹی سی کشتی بنائی ہوئی تھی جسے سنڈرام کہا جاتا تھا۔ اس پر زیادہ سے زیادہ دو آدمی سوار ہوتے تھے اور اسے چپوؤں کی مدد سے چلایا جاتا تھا۔ وہاں میں نے بے شمار سنڈرام دیکھے تھے۔ مجھے ابھی بیٹھے بیٹھے یاد آ گیا ہے''...... جوزف نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

''لیکن مسئلہ تو پھر وہی چربی کا ہو گا۔ وہ کہاں سے آئے گی''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں باس۔ سنڈرام کے لئے چربی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ چربی تو بڑی اور وزن دار کشتی کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ سنڈرام تو چھوٹا سا ہوتا ہے اور وہ دلدل کی سطح پر موجود پانی کی وجہ سے پھسلتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''لیکن یہ سنڈرام آئے گا کہاں سے۔ کیا یہ آسمان سے ٹپکے گا''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ اگر فادر جوشوا نے مجھے بچپن کی بات یاد دلا دی ہے تو فاد جوشوا مجھے سنڈرام بھی دے دے گا''...... جوزف نے برا منانے کے انداز میں کہا۔

''جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے جوزف۔ موجودہ صورت حال میں

سنڈرام آخر کیسے بنایا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ چھت جن تنکوں سے بنائی گئی ہے ان کو اکٹھا کر لیا جائے۔ جال کے لئے جو بیلوں کی مضبوط رسی بنائی گئی ہے اس رسی کو بھی علیحدہ کر لیا جائے اور پھر ان تنکوں اور اس رسی کی مدد سے آسانی سے سنڈرام بنایا جا سکتا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''لیکن چھت ہٹنے سے ہم پر زہریلے تیروں کی بارش بھی تو ہو سکتی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ تنویر نے جو قدم اٹھایا تھا اب یہ بوساؤ کھل کر سامنے نہیں آئیں گے اور ویسے بھی اتنے فاصلے سے تیر زیادہ مؤثر نہیں رہتے۔ ہم واقعی بری طرح پھنس گئے ہیں۔ اگر کوئی سنڈرام بن سکتا ہے اور اس کی مدد سے ہم اس بندش سے نکل سکتے ہیں تو کوشش کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں سنڈرام بنا کر پہاڑی تک پہنچ جاؤں گا اور پھر وہاں سے رسہ کھینچ کر میں اس کشتی کو بھی پہاڑی تک پہنچا دوں گا''...... جوزف نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ آؤ اس پر کام کیا جائے۔ نہ ہونے سے کچھ ہونا ہمیشہ بہتر ہوتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہم بھی آپ کی مدد کرتے ہیں''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ سب سنڈرام کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد وہاں ایک چوکور تختہ سا وجود میں آ چکا تھا۔ یہ اتنا بڑا نہ تھا کہ

پر دو آدمی سوار ہو سکیں۔ البتہ ایک آدمی آسانی سے اس پر بیٹھ
چپو چلا سکتا تھا۔

''اب رسہ میری کمر سے باندھ دو اور مجھے اس پر جانے کی
زت دو باس''...... جوزف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سنو۔ رسے کی مدد سے تم اتنی دور سے اتنی بڑی اور وزنی کشتی
نہ گھسیٹ سکو گے اس لئے میرے ذہن میں ایک اور ترکیب آئی
''...... عمران نے کہا۔

''بوساؤں کے سردار لوگمبا نے بتایا تھا کہ ڈاکٹر کرسٹائن بیس
اؤں سمیت خصوصی کشتی پر بیٹھ کر پہاڑی پر گیا ہے۔ وہ کشتی
وں نے پہاڑی کی دوسری طرف چھپائی ہوئی ہے۔ اگر تم وہ کشتی
پس لے آؤ تو ہم آسانی سے پہاڑی تک پہنچ جائیں گے''۔
ران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ اتنی بڑی کشتی کو اکیلا جوزف کیسے
ائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ مسئلہ تو ہے۔ ٹھیک ہے۔ پھر ایسا ہے کہ رسے کے
ب سرے کو اس سنڈرام سے باندھ دیتے ہیں۔ تم پہاڑی پر پہنچ کر
ر جانا۔ ہم اس رسے کی مدد سے اس سنڈرام کو واپس کھینچ لیں گے
ر پھر ایک ایک کر کے پہاڑی تک پہنچ جائیں گے اور سنو۔ وہاں
ساؤ موجود ہوں گے۔ ان سے تم نے نہ صرف بچنا ہے بلکہ ان کا
اتمہ بھی کر دینا تاکہ ہم وہاں اطمینان سے ڈاکٹر کرسٹائن تک پہنچ

سکیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’عمران صاحب۔ اگر اس پلاننگ پر عمل کرنا ہے تو پھر چپو کو فکسڈ کرنے کے لئے اسے رسی سے باندھنا ہو گا ورنہ کشتی کے واپس آنے کے دوران چپو دلدل میں گر جائے گا‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’ہاں۔ جوزف اترنے سے پہلے اسے اس طرح باندھ دے گا کہ گر نہ سکے‘‘...... عمران نے کہا اور پھر طویل رسی کا ایک سرا سنڈرام کے ساتھ اس انداز میں باندھ دیا گیا کہ اسے آسانی سے واپس کھینچا جا سکے۔ یہ رسی عمران نے بیلوں کی مدد سے بنا کر ایمرجنسی کی صورت میں استعمال کے لئے پہلے سے کشتی میں رکھی ہوئی تھی ورنہ ان حالات میں رسی کہاں سے آ سکتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد سنڈرام کو گھسیٹ کر دلدل میں اتار دیا گیا اور جوزف چپو لئے اس پر بیٹھ گیا۔ پہلے تو سنڈرام نے ہچکولے کھائے۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے یہ الٹ جائے گا اور جوزف دلدل کا شکار ہو جائے گا لیکن پھر جوزف نے نہ صرف اپنے آپ کو سنبھال لیا بلکہ اس نے سنڈرام کو بھی متوازن کر لیا۔ وہ سنڈرام کے درمیان ایک خاص انداز میں بیٹھا ہوا تھا تاکہ سنڈرام پر یکساں وزن پڑے اور اس کے ساتھ ہی اس نے چپو چلایا تو سنڈرام خاصی تیزی سے آگے بڑھا اور سنڈرام کو بغیر چربی کے اس انداز میں دلدل کی سطح پر آگے بڑھتے دیکھ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔

’’تنویر۔ تم نے بوساؤں پر فائرنگ کا آغاز کیا تھا۔ اب تم نے

ہی ہوشیار رہنا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ جوزف پر تیراندازی کریں تو تم نے فائرنگ کرنی ہے۔ اسی سے وہ خوفزدہ ہو جائیں گے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تم فکر نہ کرو۔ میں پہلے ہی چوکنا ہوں‘‘...... تنویر نے جواب دیا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔ سنڈرام تیزی سے آگے بڑھتا جا رہا تھا جبکہ عمران ساتھ ساتھ رسی کو کھولتا جا رہا تھا اور دل ہی دل میں دعائیں بھی کر رہا تھا کہ یہ ترکیب بغیر کسی نقصان کے پوری ہو جائے اور پھر واقعی اس وقت سب کے چہرے گلاب کے پھولوں کی طرح کھل اٹھے جب جوزف صحیح سلامت پہاڑی پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے سنڈرام چھوڑ دیا تو عمران نے رسی کو واپس کھینچنا شروع کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد سنڈرام واپس کشتی تک پہنچ گیا۔

’’کیا ہم نے اس سنڈرام کے ذریعے ہی وہاں جانا ہے یا وہاں سے کشتی لے آنی ہے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’نہیں۔ ہم نے اس سنڈرام میں ہی سفر کرنا ہے۔ اس کشتی کو واپسی کے وقت استعمال کیا جائے گا‘‘...... عمران نے جواب دیا۔

’’تو پھر ٹھیک ہے۔ پھر ہمیں باری باری جانا ہو گا‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’میں سب سے آخر میں جاؤں گا۔ تم پہلے جاؤ جولیا‘‘۔ عمران نے کہا تو جولیا آگے بڑھی اور چند لمحوں بعد وہ بھی سنڈرام پر

ایڈجسٹ ہوگئی اور سنڈرام تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

''عمران صاحب۔ اماں بی کی بتائی ہوئی ترکیب واقعی بے حد کامیاب ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اگر خلوص نیت سے دعا مانگی جائے تو وہ واقعی فوراً اسے قبول کر لیتا ہے۔ اب آپ نے دعا مانگی اور جوزف کے ذہن میں سنڈرام کی ترکیب آ گئی''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اور میں تو اسے پہلے بھی کئی بار آزما چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ واقعی بے حد رحیم و کریم ہے۔ وہ خود کہتا ہے کہ وہ اضطراب سے بھرے دل کی دعا فوراً قبول کر لیتا ہے اور اضطراب اس وقت دل میں پیدا ہوتا ہے جب بظاہر دنیا کے تمام راستے بند نظر آنے لگتے ہیں''...... عمران نے جواب دیا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جولیا کے بعد تنویر، اس کے بعد کیپٹن شکیل اور اس کے بعد صفدر بھی سنڈرام کے ذریعے پہاڑی پر پہنچ گیا تو آخر میں عمران کی باری آئی۔ اس نے رسی کا سرا کشتی کے ایک ستون سے باندھا اور سنڈرام میں بیٹھ کر چپو چلاتا ہوا پہاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ڈاکٹر کرسٹائن دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے بڑی مایوسی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دیکھ چکا تھا کہ ایک چوکور طرز کی چھوٹی سی کشتی کے ذریعے عمران اور اس کے ساتھی پہاڑی پر پہنچ چکے تھے۔ اس طرح جس کشتی کے رکنے کی وجہ سے وہ یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس کشتی میں ہی بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ ساری امیدیں ختم ہو گئی تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے نجانے کہاں سے یہ چھوٹی کشتی حاصل کر لی اور پھر اطمینان سے وہ سب دلدل کو کراس کر کے پہاڑی پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے جبکہ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ پہاڑی پر موجود بوساؤں کی بھینٹ وہ جیگو کو دے چکا تھا۔ اس طرح اب پہاڑی پر کوئی بوساؤ موجود نہ تھا۔ دوسرے لفظوں میں ڈاکٹر کرسٹائن اب اس کمرے میں اکیلا رہ گیا تھا۔ گو اسے

معلوم تھا کہ یہاں ہر طرف سے کمرہ بند ہے لیکن اب اس کے دل
میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے سلسلے میں خوف سا پیدا ہو گیا
تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھ کسی نہ کسی
طریقہ سے اس کمرے میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے
اور پھر اسے ان کے ہاتھوں سے کوئی نہ بچا سکے گا اس لئے وہ
دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے انتہائی مایوسی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا
کہ اس کے کانوں میں ایک بار پھر ہلکی سی آواز پڑی۔

''آقا۔ میں موش ہوں اور مجھے شیطان نے آپ کے پاس بھیجا
ہے''...... کوئی باریک سی آواز میں بول رہا تھا۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے
جھٹکے سے سر اٹھایا اور ہاتھ ہٹائے تو اسے سامنے ایک بڑا سا چوہا
بیٹھا نظر آیا جو اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک آدمی کے روپ میں آ
گیا لیکن اس کا منہ چوہے جیسا ہی تھا۔

''تم کون ہو۔ میں تو تمہیں پہلی بار دیکھ رہا ہوں''...... ڈاکٹر
کرسٹائن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں شیطان کا وہ نمائندہ ہوں جو مایوسی کے آخری لمحات میں
کام کرتا ہے۔ مجھے شیطان نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں ان
پاکیشیائیوں سے بچا کر واپس لے جانے کے لئے کام کروں اور
میں اسی لئے حاضر ہوا ہوں لیکن تمہارے پاس وقت بے حد کم
ہے۔ تم نے فوری فیصلہ کرنا ہے کیونکہ پاکیشیائی تمہیں ہلاک کرنے
کے لئے پہاڑی پر پہنچ چکے ہیں''...... اس چوہے کے منہ والے

ی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''لیکن وہ یہاں تو کسی صورت بھی داخل نہیں ہو سکتے۔ چند روز
ں ٹکریں مارنے کے بعد آخرکار واپس چلے جائیں گے۔ میں
ں سے کیسے واپس جا سکتا ہوں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''اس غلط فہمی میں نہ رہنا آقا۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔
یہاں بم مار کر پوری چٹانیں توڑ کر اندر داخل ہونے کا راستہ بنا
گے اور پھر تمہیں مرنے سے شیطان بھی نہ بچا سکے گا کیونکہ تم
ئی شیطانی طاقت نہیں ہو''...... موش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو تم مجھے کہاں اور کیسے لے جاؤ گے۔ پہلے مجھے تفصیل
''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''میں موش ہوں۔ میرا کام زمین کے اندر چھپے ہوئے راستوں
پتہ چلانا ہے۔ اس کمرے سے باہر موجود کنوئیں تک ایک سرنگ
ود ہے۔ تم اس سرنگ کے ذریعے خاموشی سے اس کنوئیں تک
جاؤ گے۔ کنوئیں کے اندر باقاعدہ سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اوپر
وط ترین جڑوں والی جھاڑیاں موجود ہیں جنہیں تیز تلوار بھی نہیں
ٹ سکتی اس لئے یہ کنواں بھی چھپا ہوا ہے۔ اس کے اوپر سے
بھی گزر جائے تب بھی یہ جھاڑیاں اسے نیچے گرنے نہیں دیں
اور گزرنے والے کو یوں محسوس ہو گا جیسے وہ سخت زمین پر چل
ہو لیکن میں موش ہوں۔ میرے دانت اس قدر تیز ہیں کہ میں
انی سے ان جھاڑیوں کی جڑوں کو کاٹ کر تمہارے لئے باہر نکلنے

کا راستہ بنا دوں گا۔ یہ کنواں اس جگہ موجود ہے جہاں تمہاری خصوصی کشتی قریب ہی موجود ہے۔ تم اس کشتی پر سوار ہو جانا اور پھر اس کشتی کے ذریعے واپس پہنچ جانا۔ اس طرح تم ان کے ہاتھوں سے بچ جاؤ گے اور ہاں۔ شیطان نے پیغام دیا ہے کہ تم یہاں سے نکل کر کالے پہاڑ کے کالے غار میں پہنچو۔ وہاں تین روز تک شیطان کا مخصوص منتر پڑھتے رہو اور تین روز کے بعد تم اپنی روح کو شیطان کے حوالے کر کے خود مکمل طور پر محفوظ ہو جاؤ۔ شیطان تمہاری روح اور تمہارے جسم کی خود حفاظت کرے گا اور تمہیں انسان تو کیا جانور بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا''...... موش نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن میں اکیلا تو یہ کشتی نہیں چلا سکتا۔ یہاں موجود بوساؤ تو سب ہلاک ہو چکے ہیں۔ میں تو الٹا یہاں سے نکل کر ان کے سامنے آ جاؤں گا اور جہاں تک شیطان کی طرف سے حفاظت کا تعلق ہے تو میں نے تو کئی بار درخواست کی ہے کہ میں اپنی روح اس کے حوالے کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن شیطان نے ہر بار یہ کہہ کر میری درخواست مسترد کر دی کہ جب ضرورت ہو گی ایسا کر لیا جائے گا''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''اس وقت واقعی اس کی ضرورت نہ تھی آقا۔ کیونکہ طاغوتی دنیا کے سربراہ بن کر تم پوری دنیا میں مکر و فریب کے جال پھیلا کر لوگوں کو گمراہ کر رہے تھے۔ اس وقت یہ پاکیشیائی تمہارے خلاف

نہیں تھے لیکن اب اس کا موقع آ گیا ہے۔ اب تمہاری حفاظت ضروری ہے۔ اگر تم شیطان کی مرضی کے مطابق کام نہ کر رہے ہوتے تو شیطان کو تمہاری ہلاکت پر کوئی افسوس نہ ہوتا۔ وہ کسی اور انسان کو تمہاری جگہ دے دیتا لیکن شیطان طاغوتی دنیا کے پھیلاؤ میں تمہاری کارکردگی سے بے حد خوش ہے اس لئے اس نے تمہیں ان پاکیشیائیوں سے بچانے کے لئے مجھے خصوصی طور پر یہاں بھیجا ہے''...... موش نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب بات میری سمجھ میں آ گئی ہے لیکن کشتی کو میں اکیلا نہیں چلا سکوں گا۔ اس کا کیا ہو گا''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''ڈاکٹر کرسٹائن۔ تم بے شمار طاغوتی طاقتوں کے سربراہ ہو۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ طاقتیں کسی انسان کو ہلاک نہیں کر سکتیں۔ انہیں صرف گمراہ کرنے کا کام کر سکتی ہیں لیکن یہ طاقتیں مل کر تمہاری کشتی کو دلدل کے دوسرے کنارے پر آسانی سے پہنچا سکتی ہیں۔ تمہیں صرف انہیں حکم دینا ہو گا بلکہ میرا مشورہ ہے کہ تم کشتی میں پہنچ کر اپنی طاقت گوامی کو بلا کر حکم دے دینا۔ وہ اکیلی ہی اس کشتی کو لے جا سکتی ہے''...... موش نے کہا۔

''ہاں۔ گوامی ایسا کر سکتی ہے کیونکہ وہ طاغوت اور کالی کا مجموعہ ہے لیکن وہ بھینٹ مانگے گی اور یہاں اس وقت میرے پاس اس کے لئے کوئی بھینٹ نہیں ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

”آقا۔ تم فکر مت کرو۔ میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ گوامی کو میں سمجھا دوں گا۔ وہ ایسی بھینٹ طلب نہیں کرے گی جو تمہارے لئے مشکل کا باعث ہو۔ تم بس چلنے کی بات کرو۔ وقت لمحہ بہ لمحہ تمہارے خلاف جا رہا ہے“...... موش نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میری پوری تسلی ہو گئی ہے۔ چلو۔ میں چلتا ہوں“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے اٹھتے ہوئے کہا تو موش مڑا اور پھر بائیں ہاتھ پر موجود دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دیوار کی بنیاد کے قریب جا کر اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر دو بار دونوں ہاتھوں سے زمین کو تھپکی دی تو یکلخت دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی زمین کا کافی بڑا حصہ غائب ہو گیا۔ اب وہاں سے نیچے جاتی سرنگ نظر آنے لگ گئی تھی۔

”آؤ آقا۔ میرے پیچھے پیچھے آ جاؤ“...... موش نے کہا اور سرنگ میں اتر گیا۔ اس کے پیچھے ڈاکٹر کرسٹائن نیچے اترا۔ سرنگ قدرتی تھی اور خاصی طویل تھی۔ موش کے پیچھے چلتے چلتے ڈاکٹر کرسٹائن آگے بڑھتا چلا گیا۔ بند سرنگ میں خاصی گھٹن تھی لیکن اس قدر بھی نہ تھی کہ ڈاکٹر کرسٹائن کو سانس لینے میں تکلیف ہوتی۔ اس سرنگ میں کہیں کہیں سے بہرحال تازہ ہوا پہنچ رہی تھی۔ کافی دور تک چلنے کے بعد سرنگ ختم ہو گئی تو موش نے سامنے موجود چٹان پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے تو ایک دھماکہ ہوا اور اس چٹان کا کافی سارا حصہ غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی موش آگے بڑھا۔ اس

ے پیچھے ڈاکٹر کرسٹائن تھا۔ یہ ایک کنواں تھا جو چٹانوں سے بنا ہوا اور صاف دکھائی دے رہا تھا کہ اسے انسانی ہاتھوں نے بنایا ے۔ کنواں زیادہ گہرا نہ تھا۔ کنوئیں۔میں تازہ ہوا کا فقدان تھا اور طرف سیلن موجود تھی۔ ایک طرف سیڑھیاں تھیں جو اوپر تک چلی تھیں۔ کنوئیں کی چھت بند تھی اور زرد رنگ کی جڑیں کنوئیں ے منہ پر پھیلی ہوئی تھیں اور ان جڑوں کی وجہ سے ہی کنوئیں کا نہ بند تھا۔

”جلدی کرو۔ یہاں سے نکلو۔ میرا دم گھٹ رہا ہے“...... ڈاکٹر رسٹائن نے کہا۔

”ابھی لو“...... موش نے کہا اور پھر وہ وہیں زمین پر لوٹ پوٹ نے لگا۔ چند لمحوں بعد وہاں ایک بڑے قد کا پہاڑی چوہا موجود ۔ یہ چوہا بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا اور اس نے جڑوں کو اپنے دانتوں سے کاٹنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں ر وہ جڑوں کے اندر غائب ہو گیا۔ ڈاکٹر کرسٹائن اب لمبے لمبے س لے رہا تھا کیونکہ گھٹن مزید بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اسے یوں وس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی بھی لمحے بے ہوش ہو کر گر جائے گا ن پھر اچانک سیڑھیوں کے قریب سے جھاڑیوں کا ایک بڑا حصہ ے گرا اور اس کے ساتھ ہی تازہ ہوا کا جھونکا سا آ گیا اور ڈاکٹر رسٹائن نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

”آ جاؤ آقا۔ میں نے راستہ کھول دیا ہے“...... اوپر سے موش

کی انسانی آواز سنائی دی۔ وہ شاید جڑیں کاٹنے کے بعد دوبارہ انسانی شکل اختیار کر چکا تھا۔ ڈاکٹر کرسٹائن تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپکا اور پھر وہ احتیاط سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ وہاں باہر موش انسانی روپ میں موجود تھا۔ ڈاکٹر کرسٹائن بھی اوپر پہنچ گیا۔ یہاں ہر طرف پہاڑی چٹانیں تھیں۔

"وہ لوگ کہاں ہیں۔ مجھے دیکھنا پڑے گا"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"وہ اپنے آخری آدمی کا انتظار کر رہے ہیں جو اس وقت جھاڑیوں کی بنی ہوئی کشتی پر سوار ہے۔ اس کے آنے کے بعد وہ حرکت میں آئیں گے۔ تم اپنی کشتی کے پاس چلو تاکہ جب تک انہیں کچھ معلوم ہو تم کشتی لے کر یہاں سے فاصلے پر پہنچ سکو"۔ موش نے کہا اور ایک طرف کو بڑھ گیا۔ ڈاکٹر کرسٹائن بھی اس کے پیچھے تھا۔ وہ دونوں اونچی نیچی چٹانیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ دلدل اس پہاڑی کے چاروں طرف موجود تھی اس لئے وہ جدھر بھی جاتے بہرحال دلدل تک ہی پہنچتے اور پھر ایک پہاڑی چٹان سے اترتے ہی وہ دلدل کے کنارے پر پہنچ گئے۔ اب پہاڑی ان کی پشت پر تھی جبکہ پاکیشیائی پہاڑی کی دوسری طرف تھے۔ مخصوص انداز کی کشتی چٹان کے قریب ہی موجود تھی جو خالی تھی۔ موش اور ڈاکٹر کرسٹائن اس کشتی میں داخل ہو گئے۔

"اب گوامی کو بلاؤ آقا۔ جلدی کرو تاکہ کشتی کے حرکت میں

آتے ہی میں واپس جا کر شیطان کو بتا سکوں کہ میں نے اس کی مرضی کے مطابق کام کر دیا ہے"...... موش نے کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آنکھیں بند کیں اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے زور سے سامنے کی طرف پھونک ماری تو ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی سیاہ رنگ کی ایک بڑے قد کی بلی سامنے بیٹھی نظر آنے لگ گئی اور پھر وہ بلی سیاہ دھوئیں میں تبدیل ہو گئی۔ چند لمحوں بعد بلی کی جگہ ایک بھاری جسم کی سیاہ فام عورت وہاں موجود تھی۔

"گوامی حاضر ہے آقا"...... اس سیاہ فام عورت نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"گوامی۔ میں اس کشتی پر بوساؤ قبیلے والی دلدل کے کنارے پہنچنا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس اس کشتی کو چلانے کے لئے آدمی نہیں ہیں اور یہ کام فوری ہونا چاہئے ورنہ میری زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ تم اپنی طاقت سے اسے چلاؤ اور مجھے کنارے تک پہنچاؤ۔ یہ میرا حکم ہے"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"میں حاضر ہوں آقا۔ مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ میں اس کشتی کو پار پہنچا دوں گی۔ لیکن آقا۔ میرے اندر طاغوتی طاقت کے ساتھ ساتھ کالی طاقت بھی ہے اس لئے آپ کو مجھے حرکت میں لانے کے لئے بھینٹ دینا ہو گی"...... گوامی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بولو۔ کیا بھینٹ چاہئے لیکن یہ سوچ کر بتانا کہ یہاں اس وقت میرے ساتھ کوئی نہیں ہے"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"پہلے میری بات سنو گوامی۔ تم مجھے جانتی ہو۔ میں شیطان کی خاص طاقت ہوں اور بڑے آقا کے حکم پر میں یہاں آیا ہوں"۔ موش نے گوامی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"...... گوامی نے کہا۔

"تم جو بھینٹ چاہو وہ تمہیں مل جائے گی لیکن یہاں نہیں دوسرے کنارے پر پہنچنے کے بعد اور میں بڑے آقا سے تمہاری تعریف کروں گا"...... موش نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ مجھے بوساؤ قبیلے کی چار عورتوں کی بھینٹ چاہئے"...... گوامی نے کہا۔

"مجھے منظور ہے"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے فوراً ہی گوامی کی بات منظور کرتے ہوئے کہا۔

"اب مجھے اجازت آقا"...... موش نے کہا۔

"ہاں۔ اب تم جا سکتے ہو۔ تمہارا شکریہ"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"جیسے میں نے بتایا تھا ویسے ہی کرنا آقا۔ کالے پہاڑ کے کالے غار میں تین روز شیطان کا خصوصی منتر پڑھنا ہے اور اپنی روح شیطان کے حوالے کر دینی ہے تاکہ تمہاری حفاظت شیطان کے ذمے ہو جائے"...... موش نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے یاد ہے۔ میں ایسا ہی کروں گا"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"میں جا رہا ہوں"...... موش نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ غائب ہو گیا۔

"میں کشتی کے اوپر جا رہی ہوں تاکہ اسے چلا سکوں آقا"۔ گوامی نے کہا اور دوسرے لمحے وہ سیاہ رنگ کی بلی نظر آنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتی ہوئی کشتی کے ایک ستون پر چڑھتی ہوئی اوپر چھت پر پہنچ کر ڈاکٹر کرسٹائن کی نظروں سے اوجھل ہو گئی اور پھر چند لمحوں بعد کشتی خود بخود حرکت میں آ گئی اور آہستہ آہستہ دلدل کے کنارے سے ہٹ کر آگے جانے لگی تو ڈاکٹر کرسٹائن کے چہرے پر اطمینان اور سکون کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اب وہ ان پاکیشیائیوں کے حملے کے خطرے سے بچ گیا تھا۔

عمران نے پہاڑی پر پہنچ کر سنڈرام کو رسی کی مدد سے ایک چٹان سے باندھ دیا کیونکہ ان کی واپسی بھی شاید اس کے ساتھ ہونی تھی۔ گو اسے معلوم تھا کہ بوساؤ قبیلے کی اصل کشتی پہاڑی کی دوسری طرف موجود ہو گی اور وہ اس میں آسانی سے واپس جا سکتے ہیں کیونکہ سانبھر کی چربی خشک نہیں ہوا کرتی لیکن اس کے باوجود اس نے سنڈرام کو کھلا نہ چھوڑا تھا کیونکہ اس کی چھٹی حس بار بار یہی الارم دے رہی تھی کہ ان کی واپسی اسی سے ہونی ہے۔

''عمران صاحب۔ یہاں چٹانوں کے پیچھے بوساؤں کی پندرہ لاشیں پڑی ہیں ایک اور لاش کچھ فاصلے پر پڑی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے کسی درندے نے ان کے نرخرے چبا کر ان کا خون پی لیا ہو۔ ان کے جسم کا سارا خون غائب ہے۔ البتہ وہ چار لاشیں عام سی حالت میں ہیں جن پر تنویر نے فائرنگ کی تھی''...... صفدر نے عمران

سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیکن یہاں تو درندے نہیں ہو سکتے۔ یہاں تو جنگل نہیں ہے۔ بوساؤ جنگل میں رہنے والے لوگ ہیں۔ ان کی تعداد بھی خاصی تھی اور پھر زہریلے تیر بھی ان کے پاس تھے پھر یہ سب کیا ہوا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب کیا کہا جا سکتا ہے عمران صاحب۔ لگتا ایسے ہی ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے سر ہلا دیا۔

''تنویر کہاں ہے''...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ مشین پسٹل اٹھائے گھومتا پھر رہا ہے۔ شاید ڈاکٹر کرسٹائن کو تلاش کر رہا ہو تا کہ آپ سے پہلے اس کا خاتمہ کر سکے''...... صفدر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب اس ڈاکٹر کرسٹائن کو تلاش کرنا ہو گا''...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم نے محدود ایریئے میں تو چیک کیا ہے لیکن کوئی کمرہ یا کوئی راستہ نظر نہیں آیا''...... صفدر نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ وہ کسی خفیہ غار میں چھپا ہوا ہے۔ یہ وسیع پہاڑی سلسلہ ہے۔ یہاں تو باقاعدہ چیکنگ کرنی پڑے گی''۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دور سے تنویر کے چیخ کر بولنے کی آواز سنائی دی۔ اس کی آواز پہاڑی چٹانوں سے ٹکرا کر اس طرح گونج رہی تھی جیسے ایک تنویر نہیں بلکہ

کئی تنویر مل کر بول رہے ہوں۔ آواز تو آ رہی تھی لیکن تنویر کیا کہہ رہا تھا الفاظ سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔

''تنویر ہمیں بلا رہا ہے۔ آؤ''...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ پھر کچھ دیر بعد انہیں دور سے تنویر ایک چٹان پر کھڑا دکھائی دیا۔ اس نے بھی شاید عمران اور باقی ساتھیوں کو دیکھ لیا تھا کیونکہ وہ ہاتھ ہلا ہلا کر انہیں بلا رہا تھا۔

''کیا ہوا ہے وہاں۔ کیا اس نے ڈاکٹر کرسٹائن کو چیک کر لیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اگر تنویر نے چیک کر لیا ہے تو پھر وہ اب زندہ نہ رہا ہوگا''۔ صفدر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس چٹان کے قریب پہنچ گئے جہاں تنویر موجود تھا۔

''کیا ہوا ہے تنویر''...... عمران نے قریب پہنچ کر پوچھا۔

''ڈاکٹر کرسٹائن فرار ہو گیا ہے۔ آؤ میرے ساتھ''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ دوڑتا ہوا عقبی طرف کو بڑھتا چلا گیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی کے کنارے پر پہنچ گئے۔ یہاں دور دور تک خوفناک دلدل موجود تھی اور ایک مخصوص انداز کی کشتی آہستہ آہستہ دلدل میں پھسلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس وقت بھی وہ کنارے سے کافی دور تھی۔

''اس میں کیا واقعی ڈاکٹر کرسٹائن موجود ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے دور سے اسے اس کشتی میں بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ اس کے ساتھ ایک چوہے کی شکل والا آدمی اور ایک سیاہ رنگ کی کافی بڑی جسامت کی بلی کو بھی میں نے دیکھا ہے۔ اس وقت بھی وہ کافی فاصلے پر تھی ورنہ میں وہیں سے اس پر فائر کھول دیتا لیکن جب میں دوڑ کر یہاں پہنچا تو یہ کشتی کافی آگے جا چکی تھی۔ مشین پسٹل کی رینج سے باہر اور کشتی کے اوپر چھت پر ایک سیاہ رنگ کی بڑی جسامت کی بلی کو بھی بیٹھا ہوا میں نے دیکھا ہے''۔ تنویر نے جلدی جلدی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن کیا تم ڈاکٹر کرسٹائن کو پہچانتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے تو اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ لیکن اس نے سوٹ پہن رکھا تھا۔ آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا اور اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہی ڈاکٹر کرسٹائن ہو سکتا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہمارا یہاں آنا بے کار گیا۔ اب یہ نجانے کہاں جا چھپے گا''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ یہ لازماً بوساؤ قبیلے میں ہی جائے گا کیونکہ یہ کشتی بوساؤ قبیلے کی ہے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس نے بوساؤ قبیلے کے افراد کو ہلاک کیا ہے۔ کیا وہ لوگ پھر بھی اس کی حمایت کریں گے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ وہ اس سے اور اس کی شیطانی طاقتوں سے ڈرتے ہیں۔ میں نے سردار لوگمبا سے اس بارے میں بات کی تھی۔ اس نے جو جواب دیا تھا اور جس انداز میں جواب دیا تھا اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ دیوتاؤں سے بھی زیادہ اس سے خوفزدہ رہتے ہیں کیونکہ یہ اکثر یہاں بوساؤ قبیلے میں اور اس پہاڑی پر آتا جاتا رہتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب کیا کرنا ہے۔اس بارے میں سوچو۔ پچھلی باتیں دوہرانے کا کیا فائدہ''...... تنویر نے کہا۔

''اب یہی کیا جا سکتا ہے کہ ہم سنڈرام کے ذریعے ایک ایک کر کے بوساؤ قبیلے میں پہنچیں اور پھر اس کا پیچھا کریں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ اس قدر لمبا رسہ کہاں سے آئے گا۔ بوساؤ قبیلے کا کنارہ تو یہاں سے بہت دور ہے۔ اس طرح ایک ہی آدمی وہاں تک جا سکے گا''...... صفدر نے کہا۔

''کیوں نہ سنڈرام کے ذریعے اس ڈاکٹر کرسٹائن والی کشتی پر پہنچ جائیں۔ پھر اسے آسانی سے مشین پسٹل سے ہلاک کیا جا سکتا ہے اور وہ کشتی بھی سانبھر کی چربی والی ہے۔ یہ چلتی بھی ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ایسا ممکن نہیں ہے۔ یہاں سے اس کشتی کا فاصلہ بہت ہے۔ جب تک سنڈرام گھوم کر اس تک پہنچے گا وہ کشتی بوساؤ قبیلے کے

کنارے تک پہنچ چکی ہو گی کیونکہ سنڈرام کی رفتار اس کشتی سے بے حد کم ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ وہ بچ کر نکل گیا اور الٹا ہم پھنس گئے''۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ بظاہر تو یہی نظر آ رہا ہے۔ یہاں سے زندہ نکلنے کے لئے ہمیں ایک آدمی سنڈرام پر بھیجنا پڑے گا جو وہاں جا کر بوساؤ قبیلے کے ذریعے بیلوں کی مدد سے اس قدر طویل رسی بنوا سکے جس کی لمبائی بوساؤ قبیلے کے کنارے سے بھی زیادہ ہو۔ پھر وہ اسی سمت واپس یہاں آئے ان کے بعد ایک ایک کر کے باقی لوگ واپس جائیں ورنہ یہاں ہم کب تک زندہ رہ سکیں گے اور ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر کرسٹائن بوساؤ قبیلے والوں کو حکم دے دے اور وہ ہمارے خلاف ہو جائیں''...... عمران نے باقاعدہ تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں وچ ڈاکٹر زاشی سے اس کا حل معلوم کروں''...... خاموش کھڑے جوزف نے کہا۔

''کس کا حل''...... عمران نے پوچھا۔

''یہاں سے نکلنے کا اور ڈاکٹر کرسٹائن کے خاتمے کا''۔ جوزف نے جواب دیا۔

''تمہارا وچ ڈاکٹر اس سچویشن میں کیا کر سکے گا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''شاید کوئی حل نکل آئے۔ تم خود تو کہتے ہو کہ افریقہ پراسرار رازوں کی سرزمین ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ معلوم کرو''...... عمران نے کہا تو جوزف اثبات میں سر ہلاتا ہوا مڑا اور اس طرح آگے بڑھا جیسے ان سے علیحدہ ہونے کے لئے کہیں جا رہا ہو۔

''کہاں جا رہے ہو''...... عمران نے اسے اس طرح جاتے دیکھ کر چونک کر پوچھا۔

''میں ابھی واپس آ رہا ہوں باس''...... جوزف نے کہا اور پھر وہ چٹانیں پھلانگتا ہوا ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

''اس کا خیال رکھنا چاہئے عمران صاحب۔ یہ جذباتی آدمی ہے۔ کہیں دلدل میں نہ اتر جائے''...... کیپٹن شکیل نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ جوزف عقلمند آدمی ہے۔ اب یہ بات دوسری ہے کہ وہ اس کا اظہار نہیں کرتا''...... صفدر نے جواب دیا۔

''اگر اس زاشی نے بھی کوئی حل نہ بتایا تو پھر کیا ہو گا''۔ جولیا نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''پھر وہی ہو گا جو منظور خدا ہو گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہمیں جوزف پر انحصار کرنے کی بجائے خود اس مسئلے کا کوئی حل سوچنا چاہئے عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''پھر وہی حل ہے جو میں نے بتایا ہے کہ سنڈرام میں بیٹھ کر ایک آدمی بوساؤ قبیلے میں جائے اور طویل ترین رسی بنوا کر پھر واپس آئے اور پھر ایک ایک کر کے باقی ساتھی واپس جائیں۔ اب یہ اور بات ہے کہ وہاں پہنچ کر کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں ہوتا''۔ عمران نے کہا۔

''یہ کشتی جس میں ڈاکٹر کرسٹائن جا رہا ہے یہ بھی تو وہاں پہنچ چکی ہو گی۔ اس پر قبضہ کر کے واپس لایا جا سکتا ہے اور پھر یہاں سے اکٹھے واپسی ہو سکتی ہے''...... خاموش کھڑے تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی۔ ویری گڈ تنویر۔ یہ پوائنٹ تو میرے ذہن میں نہیں آیا تھا۔ ویری گڈ''...... عمران نے تحسین آمیز لہجے مین کہا تو تنویر کا چہرہ کھل اٹھا۔

''پھر جوزف کو ہی بھیجا جا سکتا ہے کیونکہ وہی ان بوساؤں کی زبان بھی جانتا ہے اور وہ لوگ اسے زاشی کا نمائندہ بھی سمجھتے ہیں''......صفدر نے جواب دیا۔

''آ رہا ہے جوزف۔ اسے بھجوا دو''...... جولیا نے کہا تو سب اس طرف دیکھنے لگے جدھر سے جوزف آ رہا تھا۔

''کچھ معلوم ہوا جوزف''......عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ آپ اور آپ کے ساتھی صحیح سلامت واپس پہنچا دیئے جائیں گے''...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیسے پہنچا دیئے جائیں گے۔ کہاں پہنچا دیئے جائیں گے اور کون پہنچائے گا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ اور آپ کے ساتھیوں کو گوامی اس کشتی میں بٹھا کر جس کشتی میں ڈاکٹر کرسٹائن موجود ہے دلدل کے دوسرے کنارے پر بوساؤ قبیلے میں پہنچا دے گی لیکن آپ راستے میں ڈاکٹر کرسٹائن کو ہلاک نہیں کر سکیں گے کیونکہ راستے میں اس کی حفاظت کا ذمہ گوامی نے لے رکھا ہے۔ البتہ وہاں پہنچ کر آپ ڈاکٹر کرسٹائن کے ساتھ جو سلوک چاہیں کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ آپ بوساؤ قبیلے کو اس بات پر راضی کر لیں کیونکہ بوساؤ قبیلہ ڈاکٹر کرسٹائن سے بے حد خوفزدہ رہتا ہے اور اگر وہ قبیلہ اس کی حفاظت پر اٹھ کھڑا ہوا تو پھر آپ اسے کچھ نہ کہہ پائیں گے"...... جوزف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ گوامی کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"باس۔ یہ وہ سیاہ رنگ کی بلی ہے جو اس وقت اس کشتی کی چھت پر بیٹھی ہوئی ہے اور اس کشتی کو اپنی طاقت کی مدد سے چلا رہی ہے۔ یہ مخلوط طاقت ہے۔ طاغوتی طاقت بھی اور کالی طاقت بھی"...... جوزف نے جواب دیا۔

"یہ ہماری مدد کیوں کرے گی۔ یہ تو شیطانی طاقت ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اس لئے باس کہ اسے اس کی من پسند افریقی بھینٹ مل جائے گی۔ میں نے اس سے وچ ڈاکٹر زاشی کی مدد سے معاہدہ کر لیا ہے کیونکہ اس کے علاوہ یہاں سے آپ اور آپ کے ساتھیوں کے بچ نکلنے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"افریقی من پسند بھینٹ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

"ایسی طاقتوں کو افریقہ کے رہنے والے انسان کا خون نہ صرف بے حد پسند ہے بلکہ انہیں طاقتور بھی کر دیتا ہے اس لئے جب وہ میرا خون پی لے گی تو طاقتور ہو جائے گی۔ اس نے چونکہ معاہدہ کر لیا ہے اس لئے وہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو دوسرے کنارے پر پہنچانے کی پابند ہو گی"...... جوزف نے جواب دیا۔

"تو یوں کہو کہ تم نے ایک شیطانی طاقت کو اپنے آپ کی بھینٹ دینے کا معاہدہ کر لیا ہے"...... عمران نے یکلخت غراتے ہوئے کہا۔

"ہاں باس۔ لیکن"...... جوزف نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو۔ اب کوئی لفظ کہا تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہاری گردن توڑ دوں گا۔ اس کا مطلب ہے کہ تم دنیا کے احمق ترین انسان ہو۔ ہمارے ساتھ اتنا عرصہ رہنے کے باوجود تم اتنی بات بھی

نہیں سمجھ سکتے کہ ہم تمہاری بھینٹ دے کر خود صحیح سلامت واپس جانے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ نانسنس''...... عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''باس''...... جوزف نے کانپتے ہوئے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

''خاموش رہو۔ تم نے آج مجھے بے حد دکھ پہنچایا ہے''۔ عمران نے ایک بار پھر غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''باس۔ میری پوری بات تو سن لیں۔ یہ جو کچھ میں نے بتایا ہے یہ اس وقت ہے جب گوامی میرا خون پینے میں کامیاب ہو جائے گی اور اگر نہ ہو سکی تو پھر وہ خود فنا ہو جائے گی۔ میں نے اس سے معاہدہ کیا ہے کہ وہ اپنی کوشش کرے اور میں اپنی کوشش کروں گا۔ نتیجہ جو نکلے گا سو نکلے گا''...... جوزف نے ایک بار پھر بولتے ہوئے کہا لیکن لہجے میں ہلکی ہلکی کپکپاہٹ موجود تھی۔

''اس کے فنا ہونے سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ ڈاکٹر کرسٹائن اکیلا یہ کشتی چلا نہیں سکتا اور نیچے دلدل میں بھی نہیں اتر سکتا۔ اس لئے کشتی وہیں رک جائے گی جہاں موجود ہو گی۔ گوامی کے فنا ہونے کے بعد وچ ڈاکٹر زاشی اپنی طاقت سے اس کشتی کو واپس کنارے پر لے آئے گا اور ہم اس میں سوار ہو جائیں گے اور واپس بحفاظت جا سکتے ہیں۔ وہاں ڈاکٹر کرسٹائن آپ کے رحم و کرم پر ہو گا۔ آپ جو سلوک چاہیں

اس کے ساتھ کریں۔ اس کے سوا اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے''۔ جوزف نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن تمہارا اور اس گوامی کا مقابلہ کیسے ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ وہ انتظار میں کشتی پر موجود ہے۔ جب میں اسے بلاؤں گا وہ فوراً یہاں پہنچ جائے گی اور پھر وہ مجھ پر حملہ کر کے میری گردن پر دانت جمانے کی کوشش کرے گی اور اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئی تو وہ چند لمحوں میں میرا خون پی کر مقابلہ جیت جائے گی اور پھر وہی ہو گا جو میں نے پہلے بتایا ہے۔ آپ بہرحال صحیح سلامت واپس پہنچ جائیں گے''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس مقابلے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ شیطانی طاقت ہے۔ ہمارے پاس ایسا روشن کلام موجود ہے جس کی مدد سے ہم آسانی سے اسے فنا کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دوں گا''...... تنویر نے کہا۔

''باس۔ گولیاں اس پر اثر نہیں کریں گی۔ رہی آپ کی بات۔ تو آپ ایسا نہیں کریں گے کیونکہ میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ نہ اس پر روشن کلام پھونکا جائے گا اور نہ ہی اس کے جسم کے ساتھ لگایا جائے گا۔ یہ کھلا اور شفاف مقابلہ ہو گا اور اگر آپ نے ایسا کیا تو وہ مقابلہ چھوڑ کر غائب ہو جائے گی اور معاہدے کے مطابق

میری موت خودبخود واقع ہو جائے گی“...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ایک بلی کیسے تمہارا مقابلہ کرے گی۔ بلی شیر کی طرح ضرور ہوتی ہے لیکن بہرحال شیرنی نہیں ہوتی“...... عمران نے کہا۔

”باس۔ وہ شیطانی طاقت ہے۔ اس میں دس شیرنیوں جتنی طاقت ہے“...... جوزف نے جواب دیا۔

”سوری۔ میں تمہیں ایسے کسی مقابلے کی اجازت نہیں دے سکتا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ ہم کسی شیطانی طاقت کو برابری کی سطح پر لا کر مقابلہ نہیں کر سکتے“...... عمران نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

”لیکن باس۔ میں نے وچ ڈاکٹر زاشی کو درمیان میں ڈال کر اس کا معاہدہ کر لیا ہے۔ اب اگر میں پیچھے ہٹتا ہوں تو مجھے ویسے ہی مرنا ہو گا۔ مجھے پراسرار انداز میں ہلاک کر دیا جائے گا اس لئے باس آپ ہٹ جائیں۔ میں خود ہی اس گوامی سے نمٹ لوں گا“...... جوزف نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ جوزف جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ثابت ہوسکتا ہے۔

”پھر ایک صورت ہے کہ لڑائی میں لڑوں گا“...... عمران نے کہا۔

”نہیں باس۔ یہ لڑائی افریقہ کا رہنے والا ہی لڑ سکتا ہے۔ گوامی کو افریقی آدمی کا خون چاہئے۔ کسی دوسرے کا نہیں۔ آپ بے فکر

رہیں باس۔ میں گوامی کو فنا کر دوں گا“...... جوزف نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”سب کچھ تو تم خود طے کر کے آ گئے۔ اب بتاؤ میں کیا کروں“...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”باس۔ آپ کا غلام آپ کو اس طرح بے بس موت مرتے نہیں دیکھ سکتا اس لئے غلام نے یہ معاہدہ کیا ہے“...... جوزف نے کہا۔

”سنڈرام ہمارے پاس موجود ہے۔ ہم بہرحال یہاں سے نکل سکتے ہیں۔ تم نے خواہ مخواہ یہ مسئلہ کھڑا کر دیا ہے“...... عمران کے لہجے میں مزید غصہ ابھر آیا تھا۔

”نہیں باس۔ سنڈرام اب یہاں موجود نہیں ہے۔ گوامی نے ڈاکٹر کرسٹائن کو بچانے کے لئے وہ رسی توڑ دی تھی جس سے آپ نے اسے چٹان سے باندھا تھا اور پھر اس نے سنڈرام کو اپنی طاقت سے جلا کر دلدل میں چھوڑ دیا تھا اس لئے باس آپ اور آپ کے ساتھی اب اس انداز میں یہاں سے نہیں نکل سکتے جس انداز میں آپ سوچ رہے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ یہاں نہ کھانے کے لئے پھل ہیں اور نہ ہی پینے کے لئے پانی ہے اس لئے مجبوراً مجھے آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی زندگیاں بچانے کے لئے یہ معاہدہ کرنا پڑا“...... جوزف نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سنڈرام یہاں موجود نہ ہو۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کیا تم وہاں گئے تھے"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں باس۔ اور پھر سنڈرام کے بارے میں معلوم ہونے پر مجھے ساری صورت حال کا اندازہ ہو گیا۔ اس پر میں نے وچ ڈاکٹر زاشی کی منت کی کہ وہ گوامی سے میرا معاہدہ کرا دے"...... جوزف نے کہا۔

"اوہ۔ اسی لئے تم نے کہا تھا کہ گوامی کے فنا ہونے پر وچ ڈاکٹر زاشی کی طاقتیں اس کشتی کو یہاں لے آئیں گی لیکن کیا تمہارا یہ وچ ڈاکٹر اس بلی سے خوفزدہ ہے۔ وہ اس کی موجودگی میں بھی تو اپنی طاقتیں استعمال کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ وچ ڈاکٹر زاشی بدروحوں کا وچ ڈاکٹر ہے اور یہ گوامی عام طاقت نہیں ہے اس لئے وہ اس پر خود ہاتھ نہیں ڈال سکتا"...... جوزف نے جواب دیا۔

"اب تم بتاؤ کیا فیصلہ کیا جائے"...... عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سنڈرام کی عدم موجودگی کے بعد تو یہاں ہم سوائے موت کا انتظار کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے لیکن اس گوامی اور جوزف کے مقابلے کا نتیجہ کچھ بھی نکل سکتا ہے اور ہم کم از کم اپنی آنکھوں کے سامنے جوزف کو مرتے نہیں دیکھ سکتے"...... صفدر نے کہا۔

"باس۔ میرا نام جوزف ہے۔ جوزف دی گریٹ۔ آپ فکر نہ کریں۔ یہ بلیاں چاہے شیطانی طاقتیں ہی کیوں نہ ہوں یہ جوزف دی گریٹ سے نہیں جیت سکتیں"...... جوزف نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"تم نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔ ٹھیک ہے کرو مقابلہ اور کیا ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تھینکس باس۔ آپ نے اس مقابلے کی اجازت دے کر مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ اب آپ خود دیکھیں گے کہ اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے"...... جوزف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھ سر سے اوپر اٹھائے اور کسی انجان زبان میں کوئی منتر سا پڑھنا شروع کر دیا۔

ڈاکٹر کرسٹائن کشتی میں اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا آئندہ
کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اچانک کشتی ایک جھٹکے سے رک گئی تو
ڈاکٹر کرسٹائن بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا ہوا ہے گوامی۔ یہ کشتی کیوں رک گئی ہے“...... ڈاکٹر
کرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں آپ کے دشمنوں کی ہلاکت کا انتظام کرنے جا رہی ہوں
آقا۔ ابھی واپس آ جاؤں گی۔ آپ مطمئن رہیں“...... اسی لمحے سیاہ
بلی نے ڈاکٹر کرسٹائن کے سامنے نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

”کیا کہہ رہی ہو اور کہاں جا رہی ہو“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آقا۔ آپ کے دشمنوں کے پاس چھوٹی کشتی سنڈرام موجود
ہے اور یہ لوگ اس سنڈرام کے ذریعے آسانی سے دلدل کو عبور کر

ے دوسرے کنارے پر پہنچ جائیں گے۔ پہلے بھی یہ اس کے
ریعے پہاڑی پر پہنچے تھے اس لئے اگر سنڈرام کو وہاں سے ہٹا کر
لدل کے اندر چھوڑ دیا جائے تو پھر یہ کسی صورت بھی اس پہاڑی
سے نہ نکل سکیں گے اور وہاں چونکہ انسانوں کے لئے کھانے پینے
کی کوئی چیز موجود نہیں ہے اس لئے یہ لوگ خودبخود ہی بھوک اور
پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے“...... گوامی نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ مجھے بھی کھانے پینے کی
چیزیں یہاں میری طاقتیں مہیا کرتی تھیں۔ ٹھیک ہے۔ تم نے
درست سوچا ہے۔ تم فوراً اس سنڈرام کو کنارے سے ہٹا کر دلدل
کے اندر کہیں چھوڑ دو ورنہ یہ لوگ اس سنڈرام کے ذریعے اس کشتی
تک بھی پہنچ سکتے ہیں“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

”نہیں آقا۔ ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ جب تک سنڈرام یہاں
تک پہنچے گی تب تک یہ کشتی بوساؤ قبیلے کے کنارے تک پہنچ چکی ہو
گی“...... گوامی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر ٹھیک ہے۔ تم ان کی واپسی کی راہ مسدود کر دو تاکہ یہ
لوگ خود ہی ہلاک ہو جائیں“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

”حکم کی تعمیل ہو گی آقا۔ لیکن اس کے لئے مجھے مزید بھینٹ
دینا ہو گی“...... گوامی نے کہا۔

”کتنی“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"دو مزید بوساؤ عورتوں کا خون"...... گوامی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لے لینا"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے جواب دیا۔

"شکریہ آقا۔ آپ کے وعدے سے ہی میری طاقت بڑھ جاتی ہے اور جب میں ان عورتوں کا خون پی لوں گی تو پھر میں بہت بڑی طاقت بن جاؤں گی"...... گوامی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ غائب ہوگئی اور ڈاکٹر کرسٹائن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد گوامی اچانک دوبارہ نمودار ہوگئی۔

"کیا ہوا"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"حکم کی تعمیل کر دی ہے آقا"...... گوامی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تمہیں مزید انعام ملے گا۔ اب چلاؤ کشتی۔ اب تو تمام خطرے دور ہو گئے ہیں"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو گوامی ایک بار پھر غائب ہوگئی اور تھوڑی دیر بعد کشتی ایک بار پھر حرکت میں آ گئی۔ اب ڈاکٹر کرسٹائن کے چہرے پر گہرے اطمینان اور مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ لیکن پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد کشتی ایک بار پھر رک گئی تو ڈاکٹر کرسٹائن پھر چونک پڑا۔ اسی لمحے گوامی ایک بار پھر ڈاکٹر کرسٹائن کے سامنے نمودار ہوگئی۔

"اب کیا ہوا ہے"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آقا۔ آپ کے سب سے بڑے دشمن کے خاتمے کا وقت آ

گیا ہے"...... گوامی نے جواب دیا جو اب سیاہ فام عورت کے روپ میں تھی اور شیطانی انداز میں مسکرا رہی تھی۔

"سب سے بڑے دشمن۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے چونک کر پوچھا۔

"آقا۔ پاکیشیائیوں میں جو واحد افریقی حبشی جوزف ہے وہ آپ کا سب سے بڑا دشمن ہے اور اس سے آپ کو زیادہ خطرہ رہا ہے اور ہے۔ اس نے بوساؤ قبیلے کو اپنے حق میں کر لیا ہے اور آقا۔ اس کی وجہ سے سنڈرام وجود میں آیا اور یہ لوگ پہاڑی تک پہنچ گئے۔ اب بھی یہ افریقی حبشی کسی بھی صورت آپ کے لئے خطرہ بن سکتا ہے اس لئے اس کی ہلاکت آپ کے لئے سب سے بڑی خبر ہو گی"...... گوامی نے کہا۔

"لیکن اچانک کیا ہوا ہے کہ تم نے یہ بات کر دی۔ پہلے تو تم نے یہ بات نہیں کی تھی"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"آقا۔ افریقہ میں بدروحوں کا عامل وچ ڈاکٹر زاشی بے حد طاقتور وچ ڈاکٹر ہے اور وہ اگر چاہے تو آپ کو اور طاغوتی طاقتوں کو بے حد نقصان پہنچا سکتا ہے۔ یہ وچ ڈاکٹر زاشی اس افریقی حبشی کا سرپرست ہے۔ کیونکہ جوزف افریقہ کے تمام بڑے وچ ڈاکٹروں کا پسندیدہ آدمی ہے اس لئے وچ ڈاکٹر زاشی، جوزف کا بھی سرپرست ہے۔ میں چاہتی تھی کہ کسی طرح اس افریقی حبشی کا خون پی سکوں کیونکہ اس کا خون پینے سے میری طاقت اس قدر بڑھ سکتی

ہے کہ میں شیطان کے دربار کی بڑی طاقتوں میں شامل ہو سکتی ہوں لیکن ایسا اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک کہ وچ ڈاکٹر زاشی رضامند نہ ہوتا۔ اب اچانک اس کا موقع آ گیا ہے اور اس افریقی حبشی نے خود وچ ڈاکٹر زاشی سے کہا ہے کہ اس کا مقابلہ گوامی سے کرایا جائے۔ اگر گوامی جیت جائے تو اسے اجازت ہو گی کہ وہ اس کا خون پی سکے اور اگر جوزف جیت جائے تو گوامی فنا ہو جائے گی۔ میں نے اس مقابلے کو قبول کر لیا ہے اور ہمارا معاہدہ ہو گیا ہے۔ یہ مقابلہ اس پہاڑی پر ہو گا جہاں اس وقت جوزف اور اس کے ساتھی موجود ہیں۔ میں آپ کو بتانے آئی ہوں کہ میں مقابلے کے لئے جا رہی ہوں اور واپس بہت بڑی طاقت بن کر آؤں گی۔ پھر میں آپ کو فوراً کنارے پر پہنچا دوں گی"...... گوامی نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے کنارے پر پہنچاؤ۔ پھر مقابلہ کرتی رہنا"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں آقا۔ اب معاہدہ طے پا گیا ہے اس لئے اب اس میں دیر نہیں ہو سکتی"...... گوامی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر تم فنا ہو گئی تو پھر کیا ہو گا۔ کیا میں اس دلدل میں ہی باقی زندگی گزار دوں گا"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ گوامی جیسی طاقت اس جوزف سے شکست کھا جائے۔ میرے سامنے اس کی حیثیت ایک تنکے کے برابر ہے۔

جیت گوامی کی ہی ہو گی آقا۔ آپ جانتے ہیں کہ میرے اندر ایک ہزار شیرنیوں جتنی طاقت ہے۔ میں پلک جھپکنے میں اس جوزف کی گردن توڑ دوں گی اور پھر اس کا نرخرہ دانتوں میں چبا کر میں اس کا خون پی جاؤں گی"...... گوامی نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن یہ تم وہاں اس کے دوسرے ساتھیوں کے سامنے کیوں کر رہی ہو۔ یہ لوگ جوزف کو تمہارے ہاتھوں مرتا دیکھ کر مشتعل ہو کر تمہیں کسی بھی انداز میں نقصان پہنچا سکتے ہیں"۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"مجھ پر ان کے کسی حربے کا اثر نہیں ہو سکتا آقا۔ میں آپ کی طرح انسان نہیں ہوں۔ طاقت ہوں اور طاقت بھی مخلوط۔ میرے خلاف کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ اس جوزف نے اصرار کیا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے سامنے مجھ سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے اس لئے ایسا ہو رہا ہے"...... گوامی نے جواب دیا۔

"میں بھی اس مقابلے کو دیکھنا چاہتا ہوں"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"آپ اپنی طاقت نوگینی کو بلا کر حکم دیں۔ وہ آپ کو یہاں بیٹھے بیٹھے وہاں کا منظر اس طرح دکھا سکتی ہے جیسے آپ بھی وہاں موجود ہوں"...... گوامی نے کہا۔

"کیا تم ابھی جا رہی ہو"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"ہاں۔ وہ جوزف مجھے بلا رہا ہے۔ میں جا رہی ہوں آقا"۔ گوامی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ غائب ہو گئی تو ڈاکٹر کرسٹائن نے کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو پھڑ پھڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور پھر ڈاکٹر کرسٹائن کے سامنے ایک کبوتر پھڑ پھڑاتا ہوا آ کر زمین پر گرا اور پھر لوٹ پوٹ ہو کر وہ ایک نوجوان دکھائی دینے لگا۔

"کیا حکم ہے آقا۔ نوگینی حاضر ہے آقا"...... اس نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پہاڑی پر گوامی اور افریقی حبشی جوزف کے درمیان مقابلہ ہونے والا ہے اور میں اس مقابلے کو اس انداز میں دیکھنا چاہتا ہوں جیسے میں خود بھی وہاں موجود ہوں"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"نوگینی کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے آقا۔ آپ اپنے سٹول کا رخ بدل لیں اور بائیں طرف لکڑی کی دیوار کو دیکھیں"۔ نوگینی نے کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن نے اس سٹول کا رخ جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا بدل لیا۔ اب بائیں طرف موجود لکڑی کی بنی ہوئی دیوار پر اس کی نظریں جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد جھماکے کے ساتھ دیوار روشن ہو گئی اور وہاں اس نے ایک کھلی جگہ پر دلدل کے کنارے ایک عورت، چار پاکیشیائیوں اور ایک افریقی حبشی کو کھڑے دیکھا۔ افریقی حبشی دونوں ہاتھ سر پر اٹھائے کچھ پڑھ رہا تھا لیکن اس کی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔

"آواز نہیں آ رہی"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"انسانوں کی آوازیں طاقت کی مدد سے نہیں پہنچ سکتیں۔ البتہ گوامی کی آوازیں آپ آسانی سے سن سکیں گے لیکن آقا۔ اس گوامی نے کیا سوچ کر اس مقابلے کی حامی بھر لی ہے"...... نوگینی نے کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہیں شک ہے کہ گوامی یہ مقابلہ ہار جائے گی"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"بظاہر تو ایسا نہیں لگتا آقا۔ لیکن میں نوگینی ہوں۔ میری نگاہیں بہت دور تک دیکھ سکتی ہیں اس لئے مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ یہ مقابلہ انتہائی سخت ہوگا اور اس میں جیت ہار دونوں کا امکان ہے"۔ نوگینی نے کہا۔

"اگر گوامی ہار گئی اور فنا ہو گئی تو بہت برا ہو گا۔ ہمیں اس کی مدد کرنی چاہئے"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"نہیں آقا۔ آپ یا کوئی اور طاقت اس مقابلہ میں گوامی کی مدد نہیں کر سکتی۔ بالکل اسی طرح جس طرح افریقی جوزف کے ساتھی اس کی کوئی مدد نہ کر سکیں گے۔ گوامی کو یہ مقابلہ خود کرنا ہو گا"۔ نوگینی نے جواب دیا۔

"اگر گوامی یہ مقابلہ ہار گئی تو پھر میرا کیا ہو گا"...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

"تو پھر وچ ڈاکٹر زاشی اس کشتی کو آپ سمیت اس پہاڑی پر لے جائے گا"...... نوگینی نے جواب دیا۔

''اوہ۔ پھر تو وہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''آقا۔ آپ طاغوتی دنیا کے سربراہ ہیں اور طاغوتی دنیا مکر و فریب کی دنیا ہے۔ آپ کی طاقتیں مکر و فریب کر کے لوگوں کو گمراہ کرتی رہتی ہیں۔ آپ بھی مکر و فریب سے کام لیں اور اپنی زندگی بچا لیں''...... نوگینی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایسے موقع پر میں کیا کر سکتا ہوں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''آقا۔ آپ اپنی جان بچانے کے لئے مکر و فریب سے کام لے سکتے ہیں''...... نوگینی نے کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا تمہیں خدشہ ہے کہ گوامی شکست کھا جائے گی اور میری زندگی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں ایک امکان کی بات کر رہا ہوں آقا۔ لیکن ایسا ہو بھی سکتا ہے کیونکہ گوامی چاہے لاکھ طاقت سہی لیکن افریقی جوزف کے سر پر افریقہ کے بڑے بڑے وچ ڈاکٹروں کا ہاتھ ہے۔ ایسی صورت میں آپ خطرے کی زد میں آ جائیں گے۔ اس وقت جان بچانے کا واحد طریقہ مکر و فریب سے کام لینا ہو گا۔ آپ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر دیں۔ سب کچھ ظاہراً کریں۔ کلمہ پڑھ لیں۔ پھر یہ

لوگ آپ کو ہلاک بھی نہیں کریں گے بلکہ آپ کی عزت کریں گے۔ جب یہ لوگ واپس چلے جائیں تو آپ دوبارہ اپنی اصلیت پر لوٹ آئیں''...... نوگینی نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ایسا ممکن ہے۔ کیا شیطان اسے برداشت کر لے گا''۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ نے ابھی تک اپنی روح شیطان کے حوالے نہیں کی اس لئے آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ جہاں تک شیطان کا تعلق ہے تو وہ جانتا ہے کہ آپ صرف مکر و فریب سے کام لے رہے ہیں اس لئے وہ ناراض نہیں ہو سکتا''...... نوگینی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہارا مشورہ درست ہے۔ اگر ضرورت پڑی تو میں ایسا ہی کروں گا۔ اب تم جا سکتے ہو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا تو نوگینی فوراً ہی دوبارہ کبوتر کی شکل میں تبدیل ہوا اور پھر پھڑپھڑاتا ہوا اڑ کر نظروں سے غائب ہو گیا تو ڈاکٹر کرسٹائن نے اپنی نظریں اس لکڑی کی دیوار پر جما دیں جہاں نظر آنے والے منظر میں اب پاکیشائی ایک نیم دائرہ بنائے کھڑے تھے جبکہ افریقی جوزف کے سامنے سیاہ عورت کے روپ میں گوامی کھڑی نظر آ رہی تھی۔

''ہا۔ ہا۔ ہا۔ افریقی چوہے۔ آخرکار تمہاری موت تمہارے سامنے آ ہی گئی۔ ہا۔ ہا۔ ہا''...... گوامی کی چیختی ہوئی اور قہقہہ لگاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

عمران اور اس کے ساتھی نیم دائرے کی صورت میں کھڑے تھے۔ ان کے درمیان جوزف دونوں ہاتھ فضا میں اٹھائے کسی اوق زبان میں کوئی منتر اونچی آواز میں پڑھ رہا تھا۔ لمحہ بہ لمحہ اس کی آواز بلند سے بلند تر ہوتی چلی جا رہی تھی جبکہ عمران خاموش کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر پتھریلا پن نمودار ہو گیا تھا اور اس کی نظریں جوزف پر جمی ہوئی تھیں کہ اچانک ایک زور دار کڑاکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی جوزف کے سامنے ایک سیاہ رنگ کی بڑے قد کی بلی نظر آنا شروع ہو گئی۔ چند لمحوں بعد وہ بلی زمین پر لوٹ پوٹ ہوئی اور پھر وہاں بلی کی بجائے ایک مکروہ شکل کی سیاہ فام عورت کھڑی نظر آنے لگ گئی جس کا جسم بھاری تھا اور اس نے سیاہ رنگ کا ہی لبادہ سا اوڑھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں تیز سرخ رنگ کی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کی آنکھوں میں تیز سرخ رنگ کے بلب جل رہے

دن۔

''ہا۔ ہا۔ ہا۔ افریقی چوہے۔ آخرکار تمہاری موت تمہارے سامنے آ ہی گئی۔ ہا۔ ہا۔ ہا''...... اس سیاہ فام عورت نے چیختے ہوئے لہجے میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔

''خاموش رہو افریقہ کے غلیظ علاقے کی کالی جھیل پر بیٹھنے والی سیاہ چمگادڑ کی غلاظت سے بنی ہوئی دوغلی طاقت۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ تم افریقہ کے شہزادے جوزف دی گریٹ کا مقابلہ کر سکتی ہو۔ اب بھی وقت ہے میرے سامنے جھک جاؤ ورنہ سر کے بل بھی ناچو گی اور فنا ہونے سے بھی نہ بچ سکو گی''...... جوزف نے بھی بڑے چیختے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران کے ساتھی حیرت بھرے انداز میں جوزف کو دیکھنے لگے جس کے چہرے پر جلال کی تیز سرخی ابھر آئی تھی اور اس کے سیاہ رنگ پر یہ تیز سرخی واضح طور پر دکھائی دے رہی تھی۔

''تو تم اس غلط فہمی میں ہو کہ مجھے فنا کر دو گے لیکن تمہاری یہ غلط فہمی ابھی دور ہو جائے گی۔ مقابلہ شروع کرو''...... گوامی نے چیختے ہوئے کہا۔

''میرا قبیلہ افریقہ کا سب سے طاقتور قبیلہ ہے اس لئے پورے افریقہ میں میرے قبیلے کے رواج کے مطابق لڑائیاں لڑی جاتی ہیں۔ بولو۔ کیا تم تیار ہو یا میں وچ ڈاکٹر زاشی سے کہہ دوں کہ تم میرے قبیلے سے خوفزدہ ہو''...... جوزف نے چیخ کر کہا۔

"میں ہر طرح سے لڑنے کے لئے تیار ہوں۔ بولو۔ کیا کہتے ہو تم"...... گوامی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"اپنے دونوں ہاتھ اپنی گردن کے عقب میں ایک دوسرے میں پھنسا کر رکھو اور پھر پہلے بائیں طرف زمین تک جھکو جس طرف تمہاری کالی طاقت ہے۔ پھر دائیں طرف زمین تک جھکو جدھر تمہاری طاغوتی طاقت ہے تاکہ تمہاری دونوں قوتیں تمہارا ساتھ دے سکیں تاکہ تم بعد میں یہ کہنے کے قابل نہ رہ سکو گی کہ چونکہ میری دو بڑی قوتیں میرا ساتھ نہ دے رہی تھیں اس لئے میں نے شکست کھائی ہے"...... جوزف نے باقاعدہ کسی ہدایت کار کی طرح ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ یہ واقعی تمہارے قبیلے کا رواج ہے کہ لڑائی سے پہلے دونوں ہاتھ گردن کے عقب میں باندھتے ہیں لیکن تم خود بھی ایسا کرو میں بھی ایسا کروں گی"...... گوامی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں بھی ایسا ہی کروں گا۔ میں اپنے قبیلے کا رواج کیسے ترک کر سکتا ہوں"...... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر پھنسا لئے۔ عمران اور باقی ساتھی یہ تماشہ بڑے حیرت بھرے انداز میں دیکھ رہے تھے۔ عمران سمیت کسی کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ جوزف ایسا کیوں کر رہا ہے لیکن عمران کو یقین تھا کہ جوزف بغیر

کسی مقصد کے کوئی اقدام نہیں کرتا اس لئے وہ خاموش کھڑا تھا۔ جوزف کے گردن کے عقب میں ہاتھ رکھتے ہی گوامی نے بھی اپنے دونوں ہاتھ اپنی گردن کے عقب میں کر کے انہیں ایک دوسرے میں پھنسا لیا۔

"اب رواج کے مطابق پہلے بائیں طرف اسی طرح ہاتھ باندھے جھک جاؤ اور پھر دائیں طرف۔ اس کے بعد ہاتھ چھوڑ دینا اور مقابلہ شروع"...... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی اپنے عقب میں ہاتھ باندھے پہلے بائیں طرف جھک گیا اور پھر سیدھا ہو کر وہ دائیں طرف جھک گیا۔ اس کے سامنے کھڑی گوامی نے بھی ایسا ہی کیا لیکن جب جوزف اور گوامی دونوں دائیں طرف جھک کر سیدھے ہوئے تو جوزف نے اپنے ہاتھ چھوڑ کر سامنے کر لئے لیکن دوسرے لمحے گوامی کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔ وہ مسلسل کوشش کر رہی تھی کہ اپنے عقب میں بندھے ہوئے ہاتھ چھڑوا لے لیکن یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئی ہوں اور وہ ہتھکڑیاں کھولے بغیر کسی صورت نہ کھل سکتے ہوں۔ اس نے اچھلنے کی کوشش کی لیکن یوں لگتا تھا جیسے اس کا جسم زمین میں گاڑ دیا گیا ہو۔ وہ نہ دائیں طرف گھوم سکتی تھی اور نہ ہی بائیں طرف۔

"اب کر لو مقابلہ۔ بولو۔ کرتی ہو غلاظت کی پیداوار۔ بولو"۔ جوزف نے تیز لہجے میں کہا۔

”یہ کیا ہو گیا ہے۔ یہ کیا ہو گیا ہے۔ تم نے کیا کیا ہے۔ یہ تم نے کیا کیا ہے۔ نہ میں دھواں بن سکتی ہوں اور نہ ہی اس روپ میں اپنے آپ کو چھڑوا سکتی ہوں۔ شیطانی طاقتو۔ میری مدد کرو۔ میری مدد کرو“...... گوامی نے بے اختیار ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

”جب تک تمہارے دونوں ہاتھ تمہارے عقب میں موجود ہیں کوئی شیطانی طاقت تمہاری مدد نہیں کر سکتی حتیٰ کہ وچ ڈاکٹر زاشی بھی چاہے تو تمہاری مدد نہیں کر سکتا“...... جوزف نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”یہ۔ یہ تم نے کیا کیا ہے۔ تم نے کیا کیا ہے۔ یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے“...... گوامی نے ایک بار پھر ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

”تم احمق طاقت ہو۔ تمہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ جب کوئی طاقت انسانی روپ میں اپنے دونوں ہاتھ اپنی گردن کے عقب میں رکھ کر انگلیاں ایک دوسرے کے اندر پھنساتی ہے تو پھر وہ طاقت اپنے ہاتھ نہیں ہٹا سکتی۔ البتہ وہ انسانی روپ سے واپس طاقت کے روپ میں جا کر اس جکڑن سے بچ سکتی ہے لیکن کوئی طاقت جب انسانی روپ میں ہو اور پھر پہلے بائیں طرف اور پھر دائیں طرف جھک جائے تو پھر وہ انسانی روپ سے واپس طاقت کے روپ میں نہیں جا سکتی۔ تم احمق طاقت ہو۔ تمہیں ان باتوں کا علم تک نہ ہے

اور تم میرے داؤ میں آ گئی۔ اب نہ تم میرے خلاف کچھ کر سکتی ہو اور نہ ہی انسانی روپ چھوڑ سکتی ہو اور نہ ہی کوئی شیطانی طاقت تمہاری مدد کر سکتی ہے۔ اب بولو۔ کیا چاہتی ہو تم۔ فنا ہونا چاہتی ہو یا رہا ہونا چاہتی ہو۔ بولو“...... جوزف نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

”تم مجھے کیسے فنا کر سکتے ہو۔ تم ایک عام افریقی ہو اور میں شیطان کی بڑی طاقت ہوں۔ بہت کم طاقتیں دوغلی ہوتی ہیں۔ طاغوتی بھی اور کالی بھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم نے مجھے فریب دے کر اس انداز میں جکڑ لیا ہے لیکن شیطان میری مدد کرے گا اور تم منہ دیکھتے ہی رہ جاؤ گے“...... گوامی نے چیخ چیخ کر بولتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم کیسے فنا ہو سکتی ہو۔ دوغلی طاقتیں دو حصوں میں فنا ہوتی ہیں اور مجھے دونوں حصوں کے بارے میں علم ہے۔ بولو۔ کروں فنا تمہیں“...... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر زمین سے مٹی اٹھائی اور اپنے ہاتھ کا رخ گوامی کی طرف کرتے ہوئے اس پر پھونک ماری تو مٹی اس کی تیز پھونک کی وجہ سے اڑتی ہوئی سامنے موجود گوامی پر پڑی۔

”اس سے کیا ہو گا۔ چھوڑو مجھے ورنہ میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اب بھی ہلاک کر سکتی ہوں“...... گوامی نے چیختے ہوئے کہا۔

”جوزف۔ ختم کرو یہ تماشہ۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو“۔

عمران نے یکلخت چیختے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو رہی ہے باس۔ صرف مزید چند لمحوں کی اجازت دے دیں''...... جوزف نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا اور سامنے کھڑی گوامی کی نظریں عمران پر جم گئیں۔

''تم اس کے آقا ہو۔ اسے کہو کہ یہ مجھے چھوڑ دے ورنہ میں اس کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی ہلاک کر دوں گی''...... گوامی نے تیز لہجے میں کہا تو عمران اس طرح ہنس پڑا جیسے گوامی نے کوئی بچگانہ بات کر دی ہو۔

''باس۔ اب آپ کے حکم کی تعمیل کا وقت آ گیا ہے''۔ جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر جھک کر مٹی اٹھائی اور ایک بار پھر ہاتھ کا رخ گوامی کی طرف کر کے اس نے زور سے پھونک ماری تو اس کے ہاتھ پر موجود مٹی جیسے ہی اڑ کر گوامی پر پڑی۔ اس کے جسم کے گرد اس طرح آگ بھڑک اٹھی جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے کسی آتش گیر مادے سے بنی ہوئی ہو۔ اس کے ساتھ ہی گوامی کی کربناک چیخیں فضا میں گونجنے لگیں جو آہستہ آہستہ مدھم ہوتے ہوتے ختم ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی آگ کا ایک بڑا سا شعلہ ہوا میں اٹھا اور اڑتا ہوا قریب ہی موجود دلدل میں گر گیا۔ چند لمحوں بعد یہ شعلہ بھی غائب ہو گیا۔

''تم نے کیا کیا ہے۔ یہ مٹی سے اسے کیسے آگ لگ گئی''۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''باس۔ میں نے دوغلی طاقت کو اس کی حماقت کی وجہ سے جکڑ دیا اور پھر اس کی حماقت سے فائدہ اٹھایا۔ پہلی بار پھونک مارنے کے پانچ منٹ بعد اگر دوسری پھونک ماری جائے اور مٹی اس دوغلی طاقت کے جسم پر پڑ جائے تو یہ فنا ہو جاتی ہے۔ یہ تو اس دوغلی طاقت کے علم میں نہیں تھا ورنہ پہلی بار پھونک مارنے کے بعد اگر وہ چاہتی تو غائب ہو سکتی تھی اور اس جکڑن سے نکل سکتی تھی۔ اسی لئے تو میں نے اسے باتوں میں لگا دیا تھا تاکہ پانچ منٹ گزر جائیں اور جیسے ہی پانچ منٹ گزرے آپ نے دیکھا باس، کہ یہ دوغلی طاقت کیسے فنا ہو گئی''...... جوزف نے کہا۔

''مجھے لگتا ہے کہ تم افریقہ کے عمرو عیار ہو۔ تمہاری زنبیل سے ہر موقع کے مطابق کوئی نہ کوئی حربہ نکل آتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ آپ یہاں پھنس گئے تھے اس لئے میں نے وچ ڈاکٹر زاشی کی منت کی تو اس نے مجھے یہ سب کچھ بتا دیا اور اب آپ دیکھیں گے کہ وہ کشتی کیسے واپس آتی ہے''...... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرف کو بڑھ گیا جدھر دلدل کا کنارہ تھا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد کشتی انہیں واپس آتی دکھائی دینے لگی۔ وہ اس طرح دلدل پر پھسلتی ہوئی کنارے کی طرف آ رہی تھی جیسے اسے چپوؤں کی مدد سے چلایا جا رہا ہو اور پھر تقریباً پینتالیس منٹ بعد کشتی کنارے کے ساتھ لگ گئی تو ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا

آدمی کشتی سے اتر کر پہاڑی پر آ گیا۔ اس کی آنکھوں پر سیاہ شیشوں والی عینک تھی۔ اسی لمحے تنویر نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

''میں مسلمان ہو گیا ہوں''...... اس سے پہلے کہ تنویر مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کرتا اس نے دایاں ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے چیخ کر کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے۔

''کیا تم ڈاکٹر کرسٹائن ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں ڈاکٹر کرسٹائن ہوں۔ تم نے جس طرح میری بہت بڑی طاقت گوامی کو فنا کیا ہے اس نے میرا ذہن بدل دیا ہے اور میں مسلمان ہو گیا ہوں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''صرف مسلمان بننے سے تم بچ نہیں سکتے۔ تم فراڈ کر رہے ہو۔ دھوکہ دے رہے ہو اپنی جان بچانے کے لئے''...... تنویر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے مشین پسٹل سیدھا کیا ہی تھا کہ ساتھ کھڑے عمران نے ہاتھ مار کر اس کا مشین پسٹل نیچے گرا دیا۔

''کیا کر رہے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے لئے حکم ہے کہ جو اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دے تو ہم اس پر اعتماد کریں۔ دل کا حال صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے''...... عمران نے کہا تو تنویر نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''اگر تم مسلمان ہو چکے ہو تو ہمارے سامنے کلمہ پڑھو''...... صفدر

نے کہا۔

''مجھے کلمہ نہیں آتا۔ بہرحال میں مسلمان ہوں۔ اب تمہاری مرضی چاہے مجھے ہلاک کر دو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے''۔ ڈاکٹر کرسٹائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہیں کلمہ نہیں آتا لیکن مسلمان شیطان پر لعنت بھیجتا ہے۔ تم بھی شیطان پر لعنت بھیجو۔ پھر ہمیں یقین آ جائے گا کہ تم مسلمان ہو چکے ہو۔ پھر تمہیں ہم کلمہ بھی سکھا دیں گے اور تمہاری عزت و احترام بھی کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''کیا تم وعدہ کرتے ہو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے کہا۔

''ہاں۔ ہمارا وعدہ کہ اگر تم ہمارے سامنے شیطان پر تین بار لعنت بھیجو تو ہم تمہیں مسلمان سمجھتے ہوئے تمہاری قدر کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر سب سن لو۔ میں مسلمان ہوں اور میں شیطان پر لعنت بھیجتا ہوں۔ شیطان پر لعنت۔ شیطان پر لعنت''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے اونچی آواز میں کہا۔

''باس۔ یہ فراڈ کر رہا ہے۔ صرف جان بچانے کے لئے ایسا کر رہا ہے''...... جوزف نے اونچی آواز میں کہا۔

''تم خاموش رہو۔ اگر یہ فراڈ کر رہا ہے تو خود ہی اس کا نتیجہ بھی بھگت لے گا۔ آؤ ڈاکٹر کرسٹائن۔ اب تم ہمارے ساتھی ہو''۔ عمران نے کہا اور دلدل کے کنارے کی طرف چل پڑا جہاں کشتی

موجود تھی۔ کشتی کو باندھا نہیں گیا تھا اس لئے وہ کنارے کے بالکل قریب سے تھوڑا سا پیچھے ہٹ گئی تھی لیکن بہرحال آسانی سے اس پر سوار ہوا جا سکتا تھا۔

''چلو ڈاکٹر کرسٹائن۔ پہلے تم کشتی پر سوار ہو جاؤ۔ اب تمہاری عزت ہم پر فرض ہے''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر کرسٹائن مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے کشتی پر سوار ہونے کے لئے جمپ لگایا۔ اسی لمحے کشتی اس طرح ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹی جیسے کسی نے اسے خاص طور پر پیچھے کی طرف جھٹکا دیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر کرسٹائن چیختا ہوا دلدل میں جا گرا۔

''بچاؤ۔ بچاؤ۔ میں مسلمان نہیں ہوں۔ میں نے فراڈ کیا تھا۔ نوگینی تم آؤ۔ مجھے بچاؤ۔ تم نے مشورہ دیا تھا کہ میں ظاہراً مسلمان بن جاؤں۔ آؤ۔ آؤ۔ مجھے بچاؤ''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے پشت کے بل دلدل کی سطح پر گرتے ہی چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش شروع کر دی۔ عمران جو شاید اس کی مدد کے لئے آگے بڑھنا چاہتا تھا ڈاکٹر کرسٹائن کی بات سن کر یکلخت پیچھے ہٹ گیا۔ اسی لمحے کشتی سے سیاہ رنگ کا ایک کبوتر پھڑپھڑاتا ہوا باہر آیا اور پھر وہیں لوٹ پوٹ ہو کر ایک نوجوان کے روپ میں آ گیا۔

''میں نوگینی ہوں ڈاکٹر کرسٹائن۔ تم نے حماقت کی اور ان کی چال میں آ گئے۔ تم نے تین بار بڑے آقا پر لعنت بھیج کر بڑے

آقا کی ہمدردیاں گنوا دیں۔ میں نے تو تمہیں نہیں کہا تھا کہ تم بڑے آقا پر لعنت بھیجو۔ اب بھگتو''...... اس نوجوان نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ لوٹ پوٹ ہوا اور ایک بار پھر کبوتر بن کر وہ ہوا میں پھڑپھڑاتا ہوا غائب ہو گیا۔ ڈاکٹر کرسٹائن اب ناف تک دلدل میں اتر چکا تھا۔

''اب بھی وقت ہے۔ سچے مسلمان ہو جاؤ۔ شیطان پر لعنت بھیجو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا''...... عمران نے کہا۔

''مجھے باہر نکالو۔ تم نے وعدہ کیا تھا۔ مجھے باہر نکالو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے عمران کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔

''تم نے اعتراف کیا ہے کہ تم نے فراڈ کیا تھا اس لئے بلاؤ اپنی طاقتوں کو جن کے تم سربراہ بنے ہوئے تھے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ کوئی بھی نہیں آ رہی۔ وہ سب مجھے چھوڑ گئی ہیں۔ سب طاقتیں کہہ رہی ہیں کہ مجھے شیطان پر اپنے آقا پر لعنت نہ بھیجنی چاہئے تھی''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آؤ۔ میرا ہاتھ پکڑ لو۔ تم بہرحال انسان ہو کوئی شیطانی طاقت نہیں ہو''...... عمران نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔

''باس''...... جوزف نے عقب میں شاید کچھ کہنا چاہا۔

''خاموش رہو۔ ایک انسان کو اس طرح اپنے سامنے مرتے

دیکھنا انسانیت کے خلاف ہے''...... عمران نے کہا اور اسی لمحے ڈاکٹر کرسٹائن کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں آ گیا تو عمران نے ایک زور دار جھٹکے سے اسے دلدل سے باہر کھینچ لیا اور ڈاکٹر کرسٹائن دلدل سے نکل کر جیسے ہوا میں تیرتا ہوا کنارے پر آ گیا۔

''عمران صاحب۔ اب آپ کو غلط لوگوں پر رحم آنا شروع ہو گیا ہے۔ اتنی کٹھن جدوجہد ہم سب نے اس کے خاتمے کے لئے کی اور اب جبکہ وہ ہاتھ آیا ہے تو اب آپ کو انسانیت کا خیال آ گیا ہے''...... صفدر نے قدرے خشک لہجے میں کہا۔

''پہلی بات تو یہ ہے کہ جب تک یہ مقابلہ نہ کرے، مدافعت نہ کرے اسے اس انداز میں ہلاک کرنا فطرت کے بھی خلاف ہے اور جہاں تک جدوجہد کا تعلق ہے تو پہلے یہ مقابلے پر تھا۔ اب ایسا نہیں ہے۔ باقی رہی اس کی ہلاکت تو تمہیں اس پر گولی ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس ڈگر پر یہ چل پڑا ہے اس کا انجام اس کے لئے انتہائی عبرتناک ہو گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ چونکہ ان کے درمیان یہ باتیں پاکیشیائی زبان میں ہو رہی تھیں اس لئے ڈاکٹر کرسٹائن اس گفتگو کو سمجھ نہ سکتا تھا جبکہ اس دوران وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا لیکن اس کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی تھی۔ پورا جسم مٹی اور کیچڑ سے لتھڑ گیا تھا۔ چہرے اور بالوں پر بھی مٹی لگی ہوئی تھی۔ عینک وہیں دلدل میں گر چکی تھی۔ اس کی حالت دیکھ کر یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی کیچڑ بھرے کنوئیں

بن اتر کر وہاں مزدوری کرتا رہا ہو۔

''اب کیا پروگرام ہے تمہارا۔ ہمارے ساتھ چلنا ہے یا یہیں رہنا ہے''...... عمران نے ڈاکٹر کرسٹائن سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ اس طرح چونک پڑا جیسے اسے توقع نہ تھی کہ کوئی اس سے مخاطب بھی ہو سکتا ہے۔

''م۔ مجھ سے بات کر رہے ہو''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے چونک کر کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

''ہاں۔ میں تم سے پوچھ رہا ہوں کیونکہ ہمارا اب یہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تم بتاؤ کہ تمہارا کیا پروگرام ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارے ساتھ چلوں گا لیکن تم اس کشتی کو کنارے کے قریب کیسے لاؤ گے۔ گوامی کو تم نے فنا کر دیا ہے اور باقی ایسی کوئی طاقت نہیں جو اسے چلا کر کنارے پر لے آئے۔ ویسے بھی اب کوئی طاقت میرے لئے کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ تم نے مجھ سے شیطان کے بارے میں ایسے الفاظ کہلوا دیئے ہیں کہ اب میں نہ ادھر کا رہا ہوں اور نہ ادھر کا۔ اب میں کیا کروں''...... ڈاکٹر کرسٹائن نے پہلی بار رونے کے انداز میں کہا۔

''سچے دل سے اسلام قبول کر لو۔ شیطان پر واقعی لعنت بھیجو۔ اب بھی وقت ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں طاغوتی دنیا کا سربراہ ہوں۔

میں نے لاکھوں انسانوں کو اپنی طاقتوں کی مدد سے مکر و فریب کے ذریعے راہ راست سے بھٹکایا ہے اور ہر لمحے دنیا میں ایسا ہو رہا ہے۔ میری شیطان کے لئے بے پناہ خدمات ہیں۔ وہ میری خدمات کی قدر کرتا ہے۔ میں اسے منا لوں گا۔ شیطان میرا آقا ہے“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے چیخ چیخ کر بولتے ہوئے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ ڈاکٹر کرسٹائن کے دل و دماغ پر شیطان مکمل طور پر چھایا ہوا ہے اس لئے وقتی طور پر مکر و فریب کا سہارا لیتے ہوئے ڈاکٹر کرسٹائن نے شیطان پر لعنت بھیج دی تھی لیکن وہ دلی طور پر ایسا نہیں کرے گا۔

”اوکے۔ پھر تم یہیں رہو۔ میں بوساؤ قبیلے کے سردار سے کہہ دوں گا کہ وہ کشتی واپس بھیج کر تمہیں یہاں سے لے جائے یا پھر تم اپنی طاقتوں سے کہو کہ وہ تمہیں یہاں سے لے جائیں۔ ہم جا رہے ہیں“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیوں اپنا اور ہمارا وقت ضائع کر رہے ہو۔ گولی مار کر ختم کرو اس کا قصہ اور پھر واپس چلو“...... تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ نجانے کس طرح اپنے آپ پر ضبط کئے ہوئے ہے۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ اب تمہاری گولی بھی مجھ پر اثر نہیں کر سکتی۔ شیطان مجھ سے راضی ہو گیا ہے۔ اس نے اپنی خاص طاقت یورشی میری حفاظت کے لئے بھجوا دی ہے۔ ہا۔ ہا۔ ہا“...... ابھی تنویر کا

فقرہ ختم ہوا ہی تھا کہ ڈاکٹر کرسٹائن نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر قہقہے لگاتے ہوئے بولنا شروع کر دیا اور پھر ابھی اس کا فقرہ ختم نہ ہوا تھا کہ تنویر نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں سامنے کھڑے ڈاکٹر کرسٹائن کی طرف لپکیں لیکن دوسرے لمحے عمران سمیت سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ گولیاں ڈاکٹر کرسٹائن کے جسم سے اس طرح کراس ہو گئیں جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے دھوئیں کا بنا ہوا ہو۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ اب تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اب یہ کشتی بھی یورشی کے تابع ہو چکی ہے۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ بڑے آقا نے مجھے معاف کر دیا ہے“...... ڈاکٹر کرسٹائن نے بلند آواز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے ایک طرف خاموش کھڑے جوزف نے یکلخت اچھل کر کسی غصیلے چیتے کی طرح اس پر چھلانگ لگا دی اور ڈاکٹر کرسٹائن چیختا ہوا نیچے جا گرا جبکہ جوزف نے الٹی قلابازی کھائی اور ڈاکٹر کرسٹائن کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر کرسٹائن اٹھتا جوزف نے اپنا ایک پیر اس کی گردن پر رکھ کر اسے پوری قوت سے دبا دیا تو اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا ڈاکٹر کرسٹائن یکلخت ساکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ اس کی گردن پر پڑنے والے دباؤ کی وجہ سے بری طرح مسخ ہو رہا تھا۔

”اسے بلاؤ۔ اپنی اس طاقت یورشی کو بلاؤ“...... جوزف نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے پیر کو تیزی سے موڑ دیا

مگر پیر موڑتے ہی جوزف یکلخت اچھل کر کئی فٹ پیچھے پشت کے بل جا گرا۔ یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے اسے اٹھا کر پھینک دیا ہو اور ڈاکٹر کرسٹائن کے دونوں ہاتھ تیزی سے اپنی گردن کی طرف بڑھے جیسے وہ دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن مسلنا چاہتا ہو لیکن نیچے گرتے ہی جوزف بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر کرسٹائن کے دونوں ہاتھ اس کی گردن تک پہنچتے جوزف نے ایک بار پھر اس کی گردن پر پیر رکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا پورا جسم کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھوم گیا اور اس کے اس طرح گھومتے ہی ڈاکٹر کرسٹائن کے جسم نے ایک زوردار جھٹکا کھایا اور اس کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلیں اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں جبکہ جوزف اچھل کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے ہر طرف سے رونے پیٹنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں جو آہستہ آہستہ خاموش ہو گئیں۔

"کیا یہ ہلاک ہو گیا ہے"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں باس۔ غلام نے اپنی جان پر کھیل کر اس کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اگر اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن تک پہنچ جاتے تو آپ کا غلام اس یورشی کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتا"...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو جوزف۔ تم واقعی افریقہ کے شہزادے ہو"...... عمران نے آگے بڑھ کر جوزف کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا تو

جوزف کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا اور پھر تنویر سمیت باقی سب ساتھیوں نے بھی کھل کر جوزف کی تعریف کی تو جوزف کا چہرہ خوشی سے سیاہ گلاب کی طرح کھل اٹھا۔

"لیکن یہ سب ہوا کیسے۔ گولیاں تو اس کے جسم سے کراس ہو گئی تھیں"...... جولیا نے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یورشی افریقہ کے سیاہ رنگ کے چیتے کو کہا جاتا ہے۔ یہ انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔ یہ اپنے شکار پر اس طرح چھا جاتا ہے جیسے سیاہ دھواں۔ اس کی کمزوری اس کی گردن ہوتی ہے اس لئے جیسے ہی اس نے یورشی کا نام لیا اور پھر گولیاں اس کے جسم کو کراس کر گئیں تو میں سمجھ گیا کہ اب اسے ہلاک کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ اس کی گردن دبا کر اس کی شہ رگ کچل دی جائے ورنہ واقعی اس کا کچھ نہ بگاڑا جا سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا لیکن گردن کچلنے کے لئے جیسے ہی میں نے کوشش کی یورشی نے مجھے اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا اور اس ڈاکٹر کرسٹائن نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی گردن کو بچانے کے لئے اٹھائے اور اگر اس کے ہاتھ اس کی گردن پر جم جاتے تو پھر کسی طرح بھی اس کی گردن کو کچلا نہ جا سکتا تھا اور یورشی میری جان بھی لے سکتی تھی مگر اس کے ہاتھ گردن تک پہنچنے سے پہلے ہی میں نے اس کی گردن کچل دی اور یہ ہلاک ہو گیا اور یورشی روتی پیٹتی بھاگ گئی"...... جوزف نے تفصیل بتاتے

ہوئے کہا۔

''حیرت انگیز۔ افریقہ واقعی رازوں کی سرزمین ہے''...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اور جوزف افریقہ کا شہزادہ ہے''...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں صرف آقا کا غلام ہوں''...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا تو سب اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑے۔

''اب اس کشتی کو کیسے کنارے کے پاس لایا جائے گا۔ اس بارے میں سوچو تاکہ ہم بھی بحفاظت واپس جاسکیں''...... صفدر نے کہا۔

''ارے ہاں۔ یہ مسئلہ تو ابھی باقی ہے''......عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اس کا بھی کوئی نہ کوئی حل یقیناً جوزف کے پاس ہوگا''۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کا وچ ڈاکٹر زاشی کب کام آئے گا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں باس۔ وچ ڈاکٹر زاشی اس معاملے میں ہماری کوئی مدد نہیں کرسکتا۔ یہ کام ہمیں خود کرنا ہوگا اور یہ ہم کرلیں گے باس''۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر غلام نے جواب دے دیا ہے تو پھر یہ آقا کا فرض ہے کہ وہ سوچے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب زبردستی کا بنایا ہوا آقا بے چارہ کیا کیا سوچے''......عمران

نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''ہمارے پاس کوئی رسی بھی نہیں ہے جو اس پر پھینک کر ہم سے کسی طرح کھینچ سکیں اور یہاں ایسی بیلیں بھی نظر نہیں آ رہیں جن کی مدد سے رسی بنائی جا سکے''......صفدر نے کہا۔

''یہاں درخت بھی نہیں ہیں جن کی چوڑی شاخیں کاٹ کر تختہ بنا کر اس کشتی تک پہنچا جا سکے''......کیپٹن شکیل نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

''یہ ڈاکٹر کرسٹائن یہاں کافی دنوں سے رہ رہا تھا۔ لازماً جہاں یہ چھپا ہوا بیٹھا تھا وہاں پینے کے لئے پانی یا کوئی مٹکا موجود ہوگا۔ اس مٹکے کی مدد سے اس کشتی تک پہنچا جا سکتا ہے''......عمران نے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ اب اس کی رہائش گاہ تلاش کی جائے''۔ صفدر نے کہا۔

''ارے ہاں۔ ایک کام اور ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''وہ کیا''...... جولیا نے پوچھا۔

''ڈاکٹر کرسٹائن کی لاش اب کافی حد تک اکڑی ہوئی ہوگی۔ اسے دلدل میں کسی تختے کی طرح استعمال کیا جا سکتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن چاہے کتنی بھی اکڑی ہوئی ہو ہم میں سے کسی کا وزن پڑتے ہی یہ دلدل میں اتر جائے گی''......صفدر نے جواب دیا۔

”جولیا کا وزن ہم سب سے کم ہے۔ جولیا ہمت کرے تو یہ کام ہوسکتا ہے ورنہ پھر مٹکا تلاش کرنا پڑے گا“...... عمران نے کہا۔

”اور اگر مٹکا نہ ملا تب“...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اللہ تعالیٰ کوئی اور راستہ نکال دے گا۔ ہمارا بھروسہ تو اللہ پر ہی ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں تیار ہوں“...... جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کوشش کی جا سکتی ہے۔ البتہ پہلے ہم سب اپنی بیلٹس اتار کر ان کو آپس میں جوڑ کر اتنی رسی بنا لیں کہ اگر ہماری ترکیب کارگر نہ ہو تو ہم جولیا کو دلدل میں ڈوبنے سے بچانے کے لئے اسے واپس کھینچ سکیں“...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد پانچ بیلٹوں کو جوڑ کر اسے جولیا کے بازو سے باندھ دیا گیا تاکہ رسی کو زیادہ سے زیادہ طویل کیا جا سکے ورنہ ایک بیلٹ صرف جولیا کے جسم کے گرد باندھنے میں ضائع ہو جاتی۔ اس کے بعد عمران اور جوزف نے ڈاکٹر کرسٹائن کی اکڑی ہوئی لاش کو گھسیٹ کر دلدل میں ڈال دیا۔

لاش واقعی اکڑی ہوئی تھی اس لئے وہ دلدل پر کسی تختے کی طرح پڑی ہوئی تھی۔ جولیا آگے بڑھی اور اچھل کر ڈاکٹر کرسٹائن کی لاش پر اوندھے منہ گر گئی۔ لاش نیچے بیٹھنے لگ گئی لیکن جولیا نے دونوں ہاتھوں کو چپوؤں کے انداز میں چلانا شروع کیا تو جولیا کا جسم آگے کی طرف کھسکنا شروع ہو گیا۔ اب لاش پوری طرح نظر

نہ آ رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے جولیا دلدل پر لیٹ کر چپو چلاتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہو۔ گو جولیا کی رفتار خاصی کم تھی لیکن بہرحال وہ کشتی کی طرف کھسکتی چلی جا رہی تھی۔ بیلٹ کا آخری سرا عمران کے ہاتھ میں تھا اور اب عمران کو اندازہ ہو رہا تھا کہ بیلٹس کی طوالت شاید پوری نہ ہو مگر جولیا کو آگے کھسکتا دیکھ کر اسے خاصا اطمینان ہو رہا تھا۔ جولیا واقعی بے پناہ ہمت سے کام لے رہی تھی۔ عمران سمیت اس کے سارے ساتھی جولیا کی کامیابی کے لئے دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہے تھے کیونکہ کسی بھی لمحے اس کے دلدل میں ڈوبنے کا خطرہ موجود تھا اور پھر آہستہ آہستہ آخرکار جولیا کا ہاتھ کشتی کے کنارے پر پہنچ گیا۔ بیلٹس کی لمبائی بھی اب تقریباً ختم ہو رہی تھی لیکن تھوڑی دیر بعد جولیا کشتی پر سوار ہونے میں کامیاب ہو گئی اور اس کے لئے عمران کا جسم بھی کافی حد تک دلدل پر جھک گیا تھا کیونکہ وہ بیلٹ کو چھوڑنا نہ چاہتا تھا لیکن پھر جیسے ہی جولیا کشتی پر سوار ہو گئی تو عمران نے بھی بیلٹ چھوڑ دی کیونکہ اگر وہ بیلٹ کو پکڑے رہتا تو پھر جولیا کشتی پر سوار ہونے میں کامیاب نہ ہو سکتی تھی۔

”یا اللہ تیرا شکر ہے۔ تو نے جولیا کو ہمت دی“...... عمران نے بیلٹ چھوڑ کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

”مس جولیا نے واقعی ہمت کی ہے عمران صاحب ورنہ کسی لاش پر لیٹ کر اس طرح کی کارروائی کرنے کا مرد بھی حوصلہ نہیں کرتے جبکہ مس جولیا خاتون ہیں۔ خواتین تو لاش کا چہرہ دیکھنے کی روادار کم

ہوتی ہیں''...... صفدر نے کہا تو سب نے اس طرح سر ہلا دیئے جیسے وہ صفدر کی بات کی تائید کر رہے ہوں۔

''یہ سب اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ وہی حوصلہ دینے والا ہے''۔ عمران نے جواب دیا۔

''یہاں چپو نہیں ہیں۔ اسی لمحے جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔ جولیا اب کشتی کے سامنے کے رخ کھڑی نظر آ رہی تھی۔

''کیا کہہ رہی ہو۔ چپو کشتی میں ہی ہوں گے۔ بغیر چپوؤں کے کشتی کیسے چل سکتی ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''میں نے اچھی طرح چیک کیا ہے۔ کشتی میں کوئی چپو نہیں ہے''۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ویری بیڈ۔ اب چپوؤں کے بغیر یہ کشتی نہ یہاں کنارے تک آ سکتی ہے اور نہ ہی واپس دوسرے کنارے تک لے جائی جا سکتی ہے''...... عمران نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''یہ کشتی کسی شیطانی طاقت کی مدد سے چلائی جا رہی تھی اس لئے چپو دلدل میں پھینک دیئے گئے ہوں گے تاکہ ہم اس کشتی کو کسی بھی طرح استعمال نہ کر سکیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہو گا۔ شیطانی چالیں ایسی ہی ہوتی ہیں لیکن اب کیا کیا جائے۔ چپو کیسے تیار کئے جائیں''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات

نمایاں ہو گئے تھے۔

''عمران صاحب۔ چپو تیار بھی کر لئے جائیں تو انہیں کشتی تک تو نہیں پہنچایا جا سکتا۔ پھر''...... صفدر نے کہا۔

''اس کا کوئی حل بعد میں بھی سوچا جا سکتا ہے۔ پہلا مسئلہ تو چپوؤں کا ہے''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس ڈاکٹر کرسٹائن نے یہ چپو اپنی رہائش گاہ میں رکھے ہوں تاکہ محفوظ رہیں''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ایسا ہے تو پھر جب یہ اپنی خفیہ رہائش گاہ سے باہر آ رہا تھا تو یہ چپو بھی ساتھ اٹھا کر لاتا۔ تنویر۔ تم نے یہاں کا تفصیلی راؤنڈ لگایا ہے۔ کیا تم نے کہیں ایسے درخت دیکھے ہیں جن کی شاخیں کاٹ کر ان سے چپوؤں کا کام لیا جا سکے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ یہاں اس پہاڑی پر کہیں کہیں صرف جھاڑیاں ہیں۔ درخت یہاں سرے سے موجود ہی نہیں ہیں''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ تو واقعی ٹیڑھا مسئلہ بن گیا''...... عمران نے کہا۔

''اب میں کیا کروں۔ کیا ہاتھوں سے کشتی چلاؤں''...... جولیا نے جو ابھی تک کشتی کے فرنٹ پر کھڑی تھی چیخ کر کہا۔

''ہم اس معاملے پر سوچ رہے ہیں۔ بہرحال کوئی نہ کوئی حل تو نکالنا ہو گا ورنہ ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا''...... عمران نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔ میں ابھی آ رہا ہوں''...... جوزف نے کہا اور تیزی سے مڑ کر پہاڑی کی طرف دوڑ پڑا۔

''ارے۔ ارے۔ کہاں جا رہے ہو۔ کیا ترکیب آئی ہے تمہارے ذہن میں۔ کچھ بتاؤ تو سہی''...... عمران نے چیخ کر کہا۔

''میں ابھی آ رہا ہوں باس۔ ابھی''...... جوزف نے مڑے بغیر کہا اور پھر وہ چٹانوں کو پھلانگتا ہوا نظروں سے غائب ہو گیا۔

''یہ ہر مرتبہ ہمیں حیران کر دیتا ہے۔ اب نجانے اس کے ذہن میں کیا خیال آیا ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ باقی ساتھی خاموش رہے۔ وہ سب واقعی پریشان دکھائی دے رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد جوزف اسی طرح چٹانوں کو پھلانگتا ہوا واپس آتا دکھائی دیا تو عمران سمیت سب یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ بیلوں کی بنی ہوئی رسی کا ایک بڑا سا گچھا اس کے کاندھے پر لٹکا ہوا تھا اور دوسرے کاندھے پر ایک چپو رکھا ہوا تھا۔

''ارے۔ یہ کہاں سے لے آیا۔ یہ رسی اور چپو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کمال ہے۔ جوزف تو اب واقعی جادوگر بن گیا ہے''...... صفدر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''میں یہ رسی اور یہ چپو لے آیا ہوں باس''...... جوزف نے قریب آ کر کہا۔

''وہ تو ہم دیکھ رہے ہیں لیکن یہ کہاں سے لے آئے ہو''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ ہم نے سنڈرام کشتی کو رسی کی مدد سے چٹان سے باندھا تھا تاکہ وہ واپس دلدل میں نہ چلی جائے۔ شیطانی طاقتوں نے اسے رسی سے کھول کر واپس دلدل میں دھکیل دیا لیکن یہ رسی وہیں رہ گئی۔ مجھے خیال آیا تھا کہ ایسا ہی ہو گا اور جس چٹان کے ساتھ رسی باندھی گئی تھی اس کے ساتھ ہی یہ چپو بھی موجود تھا۔ یقیناً آپ نے اسے اس خیال سے وہاں رکھا ہو گا کہ کشتی میں سے یہ دلدل میں بھی گر سکتا ہے''...... جوزف نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''لیکن ایک چپو سے وہ چھوٹی کشتی تو چل سکتی ہے یہ بڑی کشتی کیسے چل سکے گی''...... صفدر نے کہا۔

''اس کشتی کے پیندے میں سانبھر کی چربی لگی ہوئی ہے اس لئے یہ چل سکتی ہے۔ باقی رہا ایک چپو تو ایک چپو کی وجہ سے اس کا رخ سنبھالنا ہے۔ ایڈجسٹمنٹ بہرحال کر لی جائے گی۔ کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہرحال بہتر ہوتا ہے''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر عمران نے رسی کے ایک سرے پر پتھر باندھا اور اسے جھولا کر کشتی کی طرف پھینکا اور پہلی ہی کوشش کامیاب ہو گئی۔ جولیا نے رسی کو پکڑ لیا اور پھر عمران کے کہنے پر رسی کو ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ پھر عمران اور اس کے

ساتھیوں نے مل کر رسی کو کھینچنا شروع کر دیا تو کشتی دلدل پر پھسلتی ہوئی آخرکار کنارے سے آ لگی اور جولیا اچھل کر نیچے آ گئی۔

''ڈاکٹر کرسٹائن کی لاش کا کیا ہوا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ دلدل میں کہیں غائب ہوگئی ہو گی۔ اب اس کا نام نہ لو۔ مجھے یہ سوچ کر ہی پھریریاں آ رہی ہیں کہ میں ایک لاش پر لیٹی رہی ہوں''...... جولیا نے باقاعدہ پھریری لیتے ہوئے کہا تو سب ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔ پھر وہ سب کشتی میں سوار ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک چپو کی مدد سے اسے چلانے میں کامیاب ہو گئے اور کشتی اب اس خوفناک دلدل پر پھسلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر اطمینان اور کامیابی کا جھلک نمایاں تھی۔ طاغوتی دنیا کے خلاف اپنے اس کٹھن مشن میں اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابی عطا کی تھی۔

ختم شد